إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

عظمت و رفعت کے مینار

تالیف

عبد الرّشیْد عراقی

www.KitaboSunnat.com

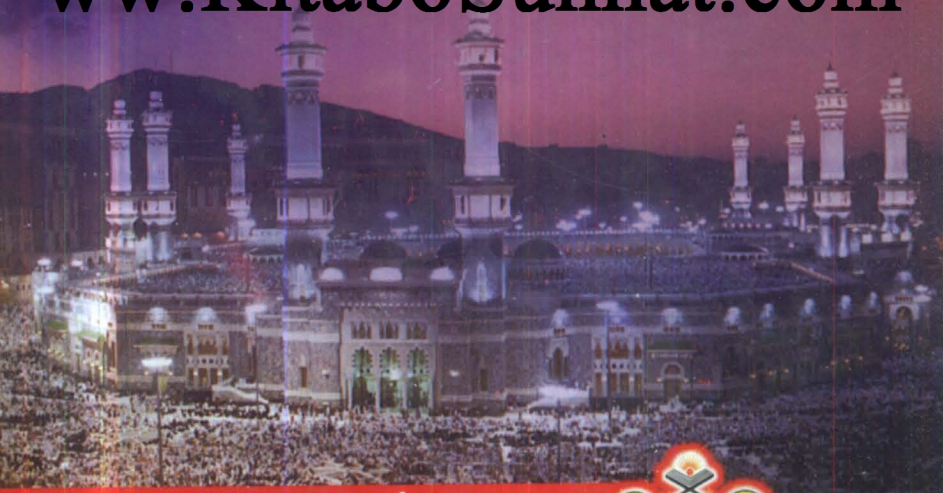

نعمانی کتب خانہ

حق سٹریٹ
اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

COPY RIGHT

ALL RIGHTS RESERVED

Exclusive rights by Nomani Kutab Khana, Lahore. Pakistan

No part of this publication my be Translated, reproduced, distributed, in any Form or by any means, or stored in a data base retrieval system, with out the prior written permission of the publisher.

نام کتاب

عظمت و رفعت کے مینار

از قلم

عبد الرشید عراقی

پروف ریڈنگ

حافظ محمد انور زاہد

تاریخ اشاعت

جنوری ۲۰۰۲ء

مطبوعہ

موڑوے پرنٹرز لاہور

ناشر

نعمانی کتب خانہ

NOMANI KUTAB KHANA

HAQ STREET URDU BAZAR

LAHORE.2 PAKISTAN

TEL; 042- 7321865

E-MAIL- nomania2000@hotmail.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

عظمت و رفعت کے مینار

تألیف :

عبد الرشید عراقی

انبیائے کرامؑ، صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ، تبع تابعینؒ، آئمہ اربعہؒ محدثینؒ اور عزم و استقلال کے پیکر علماء و خادمین دین کے دلآویز اور دلکش تذکروں پر مشتمل کتاب۔

ملنے کا پتہ

نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
Ph: 7321865
E mail:omania 2000@hotmail.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

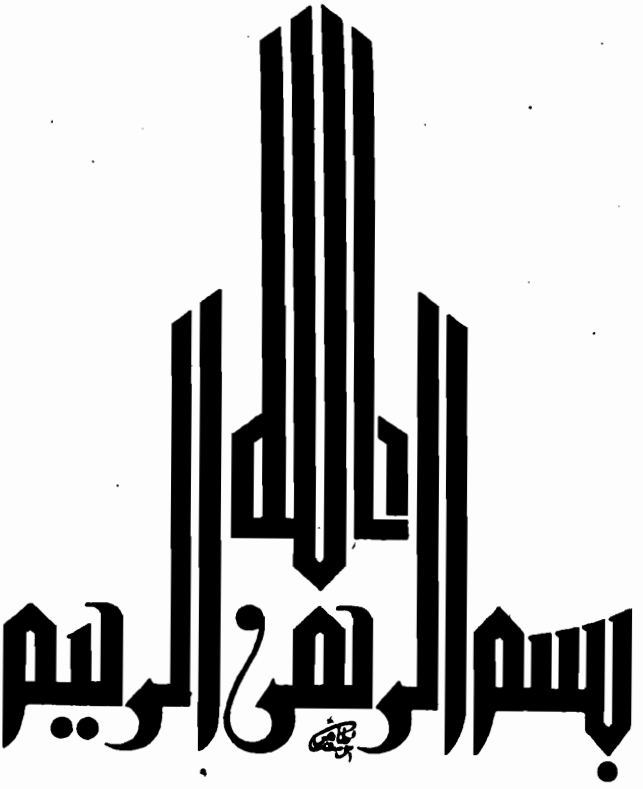

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	پیش لفظ	۱۱
	مقدمہ	۱۳
	انبیائے کرام	
۱	حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم	۱۹
۲	حضرت نوح علیہ السلام	۲۵
۳	حضرت ابراہیم علیہ السلام	۲۹
۴	حضرت موسیٰ علیہ السلام	۳۳
۵	حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۳۷
	صحابہ کرامؓ	
۶	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۴۳
۷	حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ	۴۹
۸	حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ	۵۵
۹	حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ	۶۱
۱۰	حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ	۶۷
۱۱	حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ	۷۱
۱۲	حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ	۷۷

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تابعین عظام

۱۳	حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ	۸۳
۱۴	حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ	۹۳
۱۵	حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۵

تبع تابعین

۱۶	امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۱۱
۱۷	امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ	۱۱۷
۱۸	امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۳

ائمہ اربعہ

۱۹	امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۹
۲۰	امام مالک رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۷
۲۱	امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۷
۲۲	امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ	۱۵۷

محدثین

۲۳	امام عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ	۱۶۹
۲۴	امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ	۱۷۵
۲۵	امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ	۲۰۱
۲۶	امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ	۲۰۷

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلیل القدر علماء و خادمین دین

۲۷	شیخ محمد بن طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ	۲۱۳
۲۸	امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	۲۱۹
۲۹	شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	۲۳۱
۳۰	مولانا سید عبداللہ الغزنوی رحمۃ اللہ علیہ	۲۳۷

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

راقم کا ایک مقالہ ''استقامت فی الدین'' کے عنوان سے جریدہ اہل حدیث سوہدرہ میں (۸فروری ۱۹۵۷ء تا یکم اگست ۱۹۵۷ء) ۱۳قسطوں میں شائع ہوا۔اس کے بعد یہی مضمون اضافہ کے ساتھ ہفت روزہ اہل حدیث لاہور میں ''مصلحین امت محمدیہ کی حق گوئی و بیباکی'' کے عنوان سے (۱۲ جولائی ۱۹۷۴ء تا ۲ مئی ۱۹۷۵ء) ۲۱ قسطوں میں شائع ہوا۔

جریدہ اہل حدیث سوہدرہ میں ۲۳ اصحاب کا تذکرہ کیا گیا تھا اور اہل حدیث لاہور میں ۱۹ اصحاب کا تعارف پیش کیا گیا تھا۔ان دونوں مقالات میں ۷ اصحاب مشترک تھے۔جن کا دونوں اخباروں میں تذکرہ آیا تھا۔یعنی حضرت سعید بن جبیرؒ حضرت سعید بن مسیبؒ، امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور امام ابن تیمیہؒ اب اس میں (۶) اصحاب کا اضافہ کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ان مقالات میں حک و اضافہ بھی کیا گیا ہے۔

یہ مقالات کتابی صورت میں نعمانی کتب خانہ لاہور کے زیر اہتمام شائع ہو رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ ناشر کو جزائے خیر دے کہ انھوں نے مصنف کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ان کو شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔

عبدالرشید عراقی
سوہدرہ۔ضلع گوجرانوالا
۲۱ فروری ۲۰۰۱ء (۲۵ ذی قعدہ ۱۴۲۱ھ)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

اسلام نے بغیر کسی خوف کے حق بات کہنے کی ترغیب دی ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی حکم دیا ہے کہ حق بات کہنے کے بعد اس پر مضبوطی سے قائم رہو۔ یہ نہ ہو کہ مخالفین کے دباؤ سے تم گھبرا جاؤ اور اپنی بات سے جو تم نے پہلے کہی ہے۔ انحراف کر جاؤ دوسرے الفاظ میں استقامت و عزیمت کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرو۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے کہ ہم استقامت کو اپنے پیش نظر رکھیں۔ اور استقامت ہی ہر مسلمان کے لئے اس کی دنیوی اور اخروی زندگی میں اس کا ذریعۂ نجات ہو سکتی ہے۔

استقامت کے لئے ہم ہر نماز میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ.

''اے اللہ ہمیں سیدھی اور سچی راہ دکھا۔'' (الفاتحہ۔۶)

یعنی ہماری صراط مستقیم کی طرف رہنمائی فرما۔ اس پر چلنے کی توفیق اور اس پر استقامت نصیب فرما۔

استقامت کی تفسیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول سے واضح ہوتی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ.

''یقین مانو میرا اور تمہارا رب اللہ ہی ہے۔ تم سب اس کی عبادت کرو۔ یہی سیدھی راہ ہے۔'' (آل عمران۔۵۱)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ استقامت یہ ہے کہ اللہ کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت کی جائے اور اس کی الوہیت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ حضرت ابن عباسؓ سے بھی اسی طرح کا ایک قول منقول ہے کہ لا الہ الا اللہ کی گواہی پر آخر عمر تک قائم رہنے کا نام استقامت ہے۔

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھ کو کوئی ایسا عمل بتائیں کہ آپ کے بعد کسی دوسرے شخص سے دریافت کرنے کی حاجت نہ رہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قل آمنت باللّٰہ ثم استقم

''کہو میں اللہ پر ایمان لایا۔ اور پھر اس پر قائم رہو۔''

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنا اور پھر اس پر مضبوطی سے قائم و دائم رہنے کا نام استقامت ہے اور جن لوگوں نے استقامت کو پیش نظر رکھا ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت کی بشارت دی ہے۔

بیہقی کی روایت ہے کہ دنیا میں ایک لاکھ ۲۴ ہزار انبیائے کرام مبعوث کئے گئے۔ جن میں ۳۱۳ رسول ہیں۔ اور ان میں سے پانچ کو اولوالعزم کے نام سے ملقب فرمایا:

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ وَمِنْکَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرَاھِیْمَ وَ مُوْسٰی وَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ وَاَخَذْنَا مِنْھُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا.

''جب کہ ہم نے تمام نبیوں سے عہد لیا۔ اور (بالخصوص) آپ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے اور ہم نے ان سے (پکا اور) پختہ عہد لیا۔'' (الاحزاب۔۷)

ان انبیائے کرام کے اولوالعزم ہونے کی دو وجوہات ہیں۔

اوّل ان کی امت کی کثرت' دوم ثابت قدمی۔

اس لئے دیگر انبیائے کرام سے ان کا رتبہ بلند ہوا۔ اس آیت میں امام الانبیاء

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ذکر سب سے پہلے ہے درآں حالیکہ نبوت کے لحاظ سے آپ ﷺ سب سے متاخر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی انبیاء مبعوث فرمائے۔ سب صاحبِ استقامت تھے۔ سب ہی کو ان کی قوم کے افراد نے مصائب و آلام کا شکار بنایا اور ایذا رسانیوں سے دو چار کیا۔

رحمتہ للعالمین ﷺ پر کفار مکہ نے جو ظلم و ستم کئے اس سے تاریخ کا ایک طالب علم بخوبی واقف ہے۔ مگر آپ ﷺ نے ہر موقع پر ثابت قدمی دکھائی اور بڑی خندہ پیشانی سے ان کے ظلم و ستم کو برداشت کرتے رہے۔ آخر اس کا انجام حق کو فتح اور باطل کو شکست نصیب ہوئی۔

جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا.

''حق آ چکا اور باطل نابود ہوا اور یقیناً باطل نابود ہونے والا تھا۔''

(بنی اسرائیل۔۸۱)

آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین' اور صحابہ کرامؓ کے بعد تابعینؒ، تبع تابعینؒ، ائمہ کرامؒ، محدثینِ عظامؒ اور علمائے حق نے حق کی حمایت میں جو تکالیف اٹھائیں۔ مصائب و آلام میں مبتلا ہوئے اور کئی ایک نے اپنی جانوں کے نذرانے بھی پیش کئے۔ مگر حق بات کہنے سے باز نہیں آئے۔ تاریخ کے صفحات میں ان کے نام سنہری حروف سے ثبت ہیں۔ یہ حضرات ان آیات کا مصداق تھے۔

(۱) اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ.

''نرم دل ہوں گے مسلمانوں پر اور سخت اور تیز ہوں گے کفار پر اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کریں گے۔'' (مائدہ۔۵۴)

(۲) اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

يَبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ.

''کفار پر سخت ہیں۔ آپس میں رحم دل ہیں۔ تو انہیں دیکھے گا۔ کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضا مندی کی جستجو میں ہیں ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے۔'' (الفتح:۲۹)

(اور اس کے ساتھ یہ مصلحین امت اس آیت)

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ.

''یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ غمگین ہوتے ہیں۔''

(یونس۔۶۲)

آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک:

افضل الجهاد كلمة الحق عند سلطان الجائر

''ظلم بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق کہنا افضل جہاد ہے'' (ترمذی)

اور دوسرا ارشاد

من رأى منكم منكرًا فليغيرهُ بيدهِ و ان لم يستطع فبلسانهِ فإن لم يستطع فبقلبه و ذالك اضعف الايمان.

''تم میں سے کوئی شخص برائی کو دیکھے۔ تو اسے چاہیے کہ اس کو اپنے ہاتھ سے ختم کر دے۔ اگر وہ ہاتھ سے اس کو ختم کر دینے کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے اس کو ختم کر دینے کی کوشش کرے۔ اگر اس کو زبان سے بھی ختم کرنے کی طاقت نہیں تو اس کو چاہیے کہ دل میں اس کو برا جانے اور یہ آخری درجہ ہے اور اس کے ایمان کی کمزوری کا درجہ ہے۔'' (مسلم)

اللہ تعالیٰ ہر عہد میں اپنے بندوں کو یا کسی ایک بندے کو مقام عزیمت و استقامت کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ جو اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں کسی قسم کا خوف یا ڈر محسوس نہیں کرتے۔ اور اپنے مشن کو ثابت قدمی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور استقلال سے جاری رکھتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لا یزال طائفة من امتي ظاهرين على الحق لا يضرهم من خذلهم حتى يأتي امر الله.

''کہ میری امت میں ایک جماعت حق پر قائم رہے گی اور باطل پر غالب رہے گی۔ جو ان کو رسوا کرنا چاہے گا وہ انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا امر آجائے۔'' (ترمذی)

قرآن مجید نے کئی مقامات پر اس کی وضاحت کی ہے کہ ایک قلیل جماعت داعیاں حق کی جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتی رہے گی موجود رہے گی۔

جیسا کہ ارشاد ہے:

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ.

''پس کیوں نہ تم سے پہلے زمانے کے لوگوں میں سے ایسے اہل خیر لوگ ہوئے جو زمین میں فساد پھیلانے سے روکتے۔'' (ہود:۱۱٦)

لَيْسُوْا سَوَآءً مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ.

''یہ سارے یکساں نہیں ہیں بلکہ ان اہل کتاب میں ایک جماعت (حق پر) قائم رہنے والی بھی ہے جو راتوں کے وقت بھی کلام اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور سجدے بھی کرتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بھلائی کے کاموں میں جلدی کرتے ہیں۔ یہ نیک بخت لوگوں میں سے ہیں'' (آل عمران۔۱۱۳۔۱۱۴)

ان سب آیات سے یہی مترشح ہوتا ہے کہ سخت سے سخت وقت اور مشکلات میں اہل حق کی ایک جماعت باقی رہے گی جو اعلائے کلمۃ الحق' امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے گی اور ایسی جماعت باقی رہتی ہے ختم نہیں ہوسکتی۔

مصلحین امت محمدیہ کے جلیل القدر افراد نے بڑی جانفشانی' ہمت' جرأت سے یہ فریضہ سرانجام دیا۔ اس سلسلہ میں ان کو قید و بند کی سزائیں بھی ہوئیں' کوڑے بھی مارے گئے' ذلیل ورسوا بھی کیا گیا' شہروں میں تشہیر بھی کی گئی مگر انھوں نے کلمہ حق بلند رکھا اور صبر کو اپنے دامن سے علیحدہ نہ کیا۔ یہ لوگ عزم واستقلال کا کوہ گراں تھے۔ اور ان کے اس عزم واستقلال نے ان کو فتح وکامرانی سے ہمکنار کیا اور انھوں نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔ ان کی وجہ سے ان کا نام انشاء اللہ العزیز رہتی دنیا تک تابندہ ودرخشندہ رہے گا اور جن لوگوں نے ان حضرات کو مصائب وآلام میں مبتلا کیا ان کو تاریخ نے اچھے الفاظ سے یاد نہیں کیا۔ اور ان کے ناموں کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا گیا۔ آج ان کو کوئی بھی یاد نہیں کرتا۔

جن لوگوں نے اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ انجام دیا ان میں ہر شخص کسی نہ کسی سرحد کا محافظ اور اسلام کے ترکش کا ایک تیر تھا۔ ان لوگوں نے ہمارے لئے عزت' وقار' جرأت' استقامت' استقلال فراہم کیا۔ جس کی وجہ سے ہم آج اقوام عالم کے سامنے بجا طور پر اپنا سر بلند رکھ سکتے ہیں۔

عبدالرشید عراقی
سوہدرہ' ضلع گوجرانوالا
۲۵ ذی قعدہ ۱۴۲۱ھ (۲۰ فروری ۲۰۰۱ء)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عائشہؓ نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ تبلیغ کے سلسلہ میں آپ کو سب سے زیادہ تکلیف کہاں پہنچی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ طائف والوں پر رحم کرے۔ انہوں نے مجھے بہت ستایا۔ ان کی کارستانیاں بھلائی نہیں جاتیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

آپ ﷺ مکہ معظمہ میں ۹ ربیع الاول مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو پیدا ہوئے۔ آپ بچپن ہی سے بقول شخصے ؎

بالائے سرش زہوش مندی
می تافت ستارۂ بلندی

نہایت خوش خلق، منکسر المزاج، ملنسار، رحم دل، نیک طینت، بردبار اور سچے امانت دار تھے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

بلغ العلیٰ بکمالہٖ
کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ
صلوا علیہ والہٖ

یہ تسلیم شدہ بات ہے کہ انسان کی حقیقت اس کے دوستوں اور جلیسوں کے فضائل و عادات سے معلوم کی جاتی ہے۔ چنانچہ شاعر اس حقیقت کا انکشاف اپنے شعر میں کرتا ہے ؎

من المرء تسئل وابصر قرینہٗ
فان القرین بالمقارن مقتدی

''اگر تم کسی کی اچھی یا بری عادات کو معلوم کرنا چاہتے ہو ان کو اس کے دوستوں میں تلاش کرو۔ کیونکہ انسان دوستوں کی صحبتوں سے زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ کل کاموں میں ان کی اقتدا کرتا ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحاصل آنحضرت ﷺ کے اخلاق و اعمال و عادات و فضائل اور عزم و استقلال کا پورا پورا ثبوت ان کے مخلص صحابہ کرامؓ کے حالات پڑھنے سے مل جائے گا۔

عروہ بن زبیر نے عمرو بن العاص سے دریافت کیا:

اخبرنی اشد شئ صنع المشرکون بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم

''بتایئے۔ نبی ﷺ کے ساتھ مشرکوں نے کون سی بڑی سختی برتی۔''

عمرو بن العاصؓ نے جواب دیا:

النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی حجر الکعبۃ اذا قبل عقبہ بن ابی معیط فوضع ثوبۃ فی عنقہ فخنقۃ خنقا شدیدا.

''نبی ﷺ بیت اللہ کے ایک کونے میں نماز میں مشغول تھے۔ اس وقت عقبہ بن ابی معیط آیا اور آپ کی گردن میں کپڑا ڈال کر بری طرح گھونٹا۔'' (فتح الباری پ۱۵ ص۴۳۷)

اور ابن حبان کی روایت میں ہے:

فجعل رواۂ فی عنقہٖ ثم جذب حتیٰ وجب لرکبتہ

''یعنی آپ کی گردن میں چادر ڈال کر اس زور سے کھینچا کہ آپ گھٹنوں کے بل زمین پر آ رہے۔''

بزار اور ابو یعلی کی روایت میں ہے کہ مشرکین نے آپ کو ضربات شدید پہنچائیں۔

یہ مشرکین جو لا الہ الا اللہ کی پکار سے پہلے آپ کی امانت کا دم بھرتے تھے' آپ کی صداقت کا ڈھنڈورہ پیٹتے تھے' وہ اب آپ کو ساحر' مجنون اور کاہن جیسے بیہودہ الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ اوباش لوگ آپ پر پھبتیاں کستے ہیں اور مضحکہ اڑاتے ہیں۔

طائف میں آپ ﷺ سے جو سلوک کیا گیا اس سے تاریخ کے صفحات لبریز

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ لوگوں نے آپ پر پتھروں کی بارش کر دی' آپ لہولہان ہو گئے' خون سے پنڈلیاں تر ہوگئیں' جوتیاں تلووں سے چمٹ گئیں آخر آپ نے ایک باغ میں مشکل سے پناہ لی۔

۹ برس کی طویل مدت کے بعد ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ تبلیغ کے سلسلہ میں آپ کو سب سے زیادہ تکلیف کہاں پہنچی۔ آپ نے فرمایا اللہ طائف والوں پر رحم کرے۔ انھوں نے مجھے بہت ہی ستایا۔ ان کی کارستانیاں بھلائی نہیں جاتیں۔

یہ تھی آپ کی ثابت قدمی کہ باوجود اتنی مشقت اور تکلیف کے صبر و تحمل سے کام لیتے رہے اور اپنی قوم کے لئے رشد و ہدایت کی دعا کرتے رہے۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ جب آپ دنیا سے تشریف لے گئے تو اپنے پیچھے ایک ایسی جماعت چھوڑ گئے جو عزیمت اور استقامت کی عمدہ مثال تھے اور ان کے عزم و استقلال کا کوئی ثانی نہیں تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت نوح علیہ السلام

- حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو سال تک اپنی قوم کو نصیحت کرتے رہے۔۔۔
- لیکن ان کی قوم نے ان کی نصیحت پر دھیان نہ دیا۔ بلکہ الٹا ان کو مصائب و آلام سے دوچار کیا۔
- لیکن آپ قوم کی بے پروائی سے گھبرائے نہیں۔ جملہ مصائب کو بڑے استقلال سے برداشت کیا۔ جب قوم کی سرکشی حد سے بڑھ جاتی تو خدا کی طرف سے ان کی مدد ہو جاتی۔ جس سے حوصلہ بڑھ جاتا اور عزم و استقلال میں ترقی ہوتی۔

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲)

حضرت نوح علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام اولوالعزم پیغمبر تھے۔ اللہ تعالیٰ کے پہلے رسول ہیں۔ بعثت کے بعد وہ اپنی قوم کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے رہے۔ رات دن ان کو شرک و بدعت سے روکتے رہے۔ انہوں نے توحید کی تبلیغ میں تن من دھن قربان کر دیا۔ قرآن مجید اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ وہ اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال تک برابر نصیحت کرتے رہے۔ ان کو عذاب الٰہی سے ڈراتے رہے۔ ان کو کبھی ڈانٹ ڈپٹ کر اور کبھی نرمی ولینت سے حقیقی معبود کی عبادت کی دعوت دیتے رہے۔ لیکن ان کی قوم نے ان کی نصیحت پر دھیان نہ دیا۔ بلکہ الٹا ان کو مصائب و آلام سے دو چار کیا۔ وہ قوم شرک میں اس قدر مبتلا ہو چکی تھی جب حضرت نوح علیہ السلام اپنے خدا کی وحدانیت پیش کرتے تو قوم کے رئیس اپنی قوم کے لوگوں سے یہی کہتے:

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَ يَعُوْقَ وَنَسْرًا.

''اور کہا انہوں نے کہ ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا اور نہ ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو (چھوڑنا)۔'' (نوح۔۲۳)

وہ شرک و بدعت میں اس طرح منہمک ہو گئے تھے کہ حلال و حرام میں بھی تمیز نہیں کرتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ان کو ہر پہلو سے ڈرایا۔ لیکن وہ ٹس سے مس نہیں ہوتے تھے۔ مقام حیرت ہے کہ جس کی عمر میں اس قدر وسعت ہو۔ جس کی زندگی اس درجہ طویل ہو۔ جن کو وہ درجہ نصیب ہو جو ہر کس و ناکس کو نہیں مل سکتا۔ ان کا یہ حال ہے کہ ان کی قوم اس قدر مخالفت پر تل جاتی ہے کہ خدا کا نام سننا بھی گوارا نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے۔ اولاد جس کے لئے ہر آدمی خواہش رکھتا ہے اور جس کو والدین بڑی محنت اور جانفشانی سے پروان چڑھاتے ہیں اور اپنی راحت کو پس پشت ڈال کر ان کو آرام پہنچاتے ہیں وہ بھی باپ کا مخالف ہو جاتا ہے اور ان کو تنگ کرتا ہے۔

ایک شاعر نے اپنے ایک شعر میں اپنے قرابتداروں کا کیا خوب نقشہ کھینچا ہے:

''یعنی تلوار سے کہیں زیادہ کاٹ میں۔ اور تکلیف میں قرابت مندوں کا ظلم ہے۔ عمر ساری تمام ہو چکی۔ مگر قوم کا اکثر حصہ ان کا ہم خیال نہ ہوا۔ حتیٰ کہ اپنی اولاد بھی اس پاک تعلیم سے محروم رہی۔''

لیکن نوح علیہ السلام قوم کی بے پروائی سے گھبرائے نہیں۔ جملہ مصائب کو بڑے استقلال سے برداشت کئے جا رہے ہیں۔ جب ان کی سرکشی حد سے بڑھتی تو خدا کی طرف سے ان کی مدد ہو جاتی۔ جس سے حوصلہ بڑھ جاتا۔ اور عزم و استقلال میں ترقی ہو جاتی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام

توحید کے فدائی اور شرک کے دشمن تھے
قوم کی ملامت اور خوف سے گھبرائے نہیں
اور توحید کی تبلیغ کرتے رہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۳)

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق کے شہر بابل میں نبی مبعوث ہوئے۔ اس وقت بابل کا بادشاہ نمرود تھا جس نے اپنے خدا ہونے کا دعویٰ کیا ہوا تھا۔ اس وقت گمراہی پھیلی ہوئی تھی۔ بتوں کی پوجا ہوتی تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سب سے پہلے خدا شناسی کا چاند سورج کے ذریعہ موقع ملتا ہے۔ ان میں الٰہیت نہ پا کر دوسری طرف رخ ہو جاتا ہے حتیٰ کہ آپ اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ دنیا کا پیدا کرنے والا، مخلوق کا رازق تمام چھوٹی بڑی چیزوں کا محافظ اگر ہو سکتا ہے تو وہ ایک یہی ہے۔ دوسرا کوئی بھی اس لائق نہیں کہ ہم اپنی پیشانی اس کی عبادت کے لئے خم کر دیں۔ اس سے منتیں مانیں۔ جب یہ ساری باتیں آپ کے دل میں جاگزیں ہو گئیں۔ تو توحید کا علم بلند کیا اور اپنے بت پرست باپ سے یوں خطاب فرمایا۔

يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا.

''ابا جان! آپ ان کی پوجا پاٹ کیوں کر رہے ہیں جو نہ سنیں نہ دیکھیں نہ آپ کو کچھ فائدہ پہنچا سکیں۔'' (مریم۔۴۲)

حضرت ابراہیم کی زبان سے یہ آواز سننا تھا کہ والد محترم برہم ہو گئے۔ آپ کی صلواتیں سنائیں اور گھر سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے باپ کی اس دھمکی کی بالکل پرواہ نہیں کی اور بلا روک ٹوک بلند آواز سے قوم کو خطاب کر کے فرمایا۔

اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ وَ قَدْ هَدٰىنِ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کیا تم اللہ کے معاملہ میں مجھ سے حجت کرتے ہو حالانکہ اس نے مجھ کو طریقہ بتلا دیا ہے۔'' (انعام۔۸۰)

مگر شرک کے دشمن توحید کے فدائی حضرت ابراہیم علیہ السلام قوم کی ملامت اور خوف سے گھبرائے نہیں اور توحید کی تبلیغ کرتے رہے۔ ایک دن آپ نے موقع پا کر ان کے بت خانہ میں جا کر تمام بتوں کو توڑ دیا۔ قوم کو جب اس کا پتہ چلا تو انہوں نے نمرود سے شکایت کی۔ نمرود نے آپ کو جلا دینے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ آگ کی ایک بہت بڑی چتا تیار کی گئی اور اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پھینکا گیا۔ مگر آگ آپ کے لئے گل وگلزار بن گئی۔

یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ.

''اے آگ تو ٹھنڈی پڑ جا اور ابراہیم (علیہ السلام) کے لئے سلامتی اور آرام کی چیز بن جا۔'' (الانبیاء۔۶۹)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ.

''بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر جمے رہے تو ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ غمگین ہوں گے۔'' (الاحقاف:۱۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام

بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو
قسم قسم کی الجھنوں میں الجھائے رکھا اور
بہت زیادہ پریشان کیا۔ مگر موسیٰ علیہ السلام
نے ان کو بہادری و شجاعت کا سبق پڑھایا
تو بنی اسرائیل نے جواب دیا:
''تم اور تمہارا رب جا کر دونوں ہی لڑو بھڑو۔
ہم یہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۴)

حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وطن مصر تھا۔ آپ ایک دین دار خاندان میں پیدا ہوئے۔ مگر کرشمۂ قدرت کہ فرعون کے گھر میں پرورش ہوئی۔ آپ کے دل میں صغرسنی سے ہی آزادی کا ولولہ تھا۔ آپ کی قوم بنی اسرائیل جس کو فرعون نے اپنا غلام بنا رکھا تھا اس کو فرعون کے چنگل سے نجات دلا کر خدائے واحد کے آستانہ پر جھکانا چاہتے تھے۔ کیونکہ فرعون نے ملک میں اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی'' کا دعویٰ کر رکھا تھا۔ نبوت ملتے ہی آپ کو حکم ہوتا ہے:

اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی.

''فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکش ہو گیا ہے۔'' (طٰہٰ۔۲۴)

آپ فرعون کے پاس جاتے ہیں۔ اسے معجزات دکھاتے ہیں۔ اسے عذاب الٰہی سے ڈراتے ہیں اس کے جادوگروں سے مقابلہ کرتے ہیں۔ اور ان پر فتح بھی پاتے ہیں مگر فرعون نے آپ کو نبی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ جب جادوگروں سے آپ کا مقابلہ ہوا۔ جادوگر شکست سے دوچار ہوئے۔ اور شکست کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر تسلیم کر لیا۔ تو فرعون ان جادوگروں کو سزا دینے پر تیار ہو گیا۔ جادوگروں نے فرعون سے کہا۔

فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ. اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا.

''اب تو جو کچھ کرنے والا ہے کر گزر۔ تو جو کچھ حکم چلا سکتا ہے وہ اسی دنیوی زندگی میں ہے۔'' (طٰہٰ۔۷۲)

بہر حال موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم بنی اسرائیل کو فرعون کے چنگل سے آزاد کرا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر لے گئے اور فرعون دریائے نیل میں مع اپنی فوج کے غرق ہو گیا۔

اس کے بعد بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قسم قسم کی الجھنوں میں الجھائے رکھا۔ کبھی قوم یہ کہتی اے موسیٰ علیہ السلام! ہمیں ایسا معبود بنا دو کہ اس کو دیکھ کر عبادت کریں۔ کبھی یہ کہتے کہ من سلوی سے اکتا گئے ہیں۔ خدا سے کہو کہ ہمارے لئے سبزیاں وغیرہ پیدا کرے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر تشریف لے جانے کے بعد بچھڑے کو پوجنا شروع کر دیا۔ بہر حال یہ حقیقت ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہت زیادہ پریشان کیا۔ موسیٰ علیہ اسلام نے ان کو شجاعت اور بہادری کا سبق پڑھایا۔ پھر جب ان کو دشمنوں سے مقابلہ کے لئے کہا۔ تو صاف صاف جواب دیا۔

فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلاَ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ.

''تم اور تمہارا رب جا کر دونوں ہی لڑو بھڑو۔ ہم یہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔''

(مائدہ۔۲۴)

الغرض حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم نے بڑی بڑی مصیبتوں میں مبتلا کیا۔ لیکن آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ۱۲۰ برس کی عمر میں رحلت فرمائی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان
بندے کو بندے کا حق دو۔
خدا کو خدا کا حق دو اور اس کی عبادت میں
کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔
اس پر قوم آپ کو سولی دینے
پر تیار ہو جاتی ہے۔
مگر اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے پاس زندہ اٹھا لیتا ہے
اور قیامت کے نزدیک دین محمدی کی اشاعت
کے لیے اتریں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم النبین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے ۵۷۰ سال قبل بیت المقدس میں پیدا ہوئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اس دور میں ہوئی جب دینِ موسوی بنی اسرائیل کے درویشوں اور راہبوں کی رنگیلی رسومات کی وجہ سے آخری سانس لے رہا تھا۔ پیٹ کے بھوکے راہب عوام کو مغالطہ دے کر رات دن چال بازی و مکاری سے اس پیٹ کی کبھی نہ بجھنے والی آگ کے لئے ایندھن فراہم کر رہے تھے۔ عبادت میں اعلیٰ اور بلند مقام پر بیٹھنے کی کوشش کرتے اور اپنے کو سجدہ کرواتے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس تاریک دور میں ہدایت کا چراغ جلایا۔ اور فرمایا:

''اے لوگو! تم کھلی گمراہی میں غوطے مار رہے ہو تمہاری کشتی حیات سیلانی بھنور میں موجزن ہے جو معمولی حرکت سے تہ آب ہو جائے گی۔ اگر تم نے اپنے آپ کو اس موج تلاطم سے نہ بچایا تو یاد رکھو تمہارا سب کچھ برباد ہو جائے گا اور تمہیں کبھی بھی ہدایت نصیب نہ ہوگی۔ پس آؤ اور میرا کہا مانو۔ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبُّکُم فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ. ''یقیناً میرا اور تمہارا مالک صرف اللہ ہی ہے اس کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا اور استقامت کا راستہ ہے۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب وعظ سناتے ہوئے بیت اللحم میں آئے۔ تو راہبوں اور درویشوں نے بحث کرنے کی کوشش کی۔ کیونکہ انہیں یہ خوف دامن گیر تھا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کے دلوں میں دین کا اصل نقشہ جما دیا تو پھر ہماری جعلسازی کا طلسم ٹوٹ جائے گا۔ نذرانے بند ہو جائیں گے۔ ہماری شیطانی ہوس بلک بلک کر فنا ہو جائے گی۔ چنانچہ صاحب ثروت راہبوں نے آپ کی دعوت کی۔ آپ نے دعوت قبول کی اور ہاتھ دھوئے بغیر تناول کرنے لگے۔ راہبوں نے کہا:

''اے عیسیٰ (علیہ السلام!) تم لوگوں کو وعظ سناتے ہو اور خود تمہیں شریعت کی کچھ خبر نہیں۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا:

''اے راہبو! تم ہاتھ اور رکابی کو اوپر سے صاف کرنے کی فکر میں ہو۔ لیکن اے دین کے چورو تمہارے پیٹ میں چوری اور لوٹ کا مال بھرا ہوا ہے۔ تمہارے آباؤ اجداد نے انبیائے کرام کو قتل کیا۔ تم ان کی قبریں بناتے ہو اور عوام کو دھوکا دے کر سجدے کراتے ہو۔ حضرت زکریا علیہ السلام سے قبل جتنے بھی انبیائے کرام کو تم نے قتل کیا اس سے یہ گناہ کہیں بڑھا ہوا ہے کہ ان کی روحوں کو قبروں میں دکھ پہنچاؤ۔''

جب درویشوں اور راہبوں نے یہ یقین کر لیا کہ یہ ہماری آمدنی کے صیغے کو برباد کر دے گا تو انہوں نے ایک جلسہ عام کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا:

''اے عیسیٰ! قیصر تو کافر ہے اور ہم سے جزیہ وصول کرتا ہے کیا ہمارے لئے اس کا دینا جائز ہے۔ آپ نے ایک اشرفی طلب کی اور فرمایا۔ اس پر کس کا فوٹو ہے جواب ملا قیصر کا۔

فرمایا ''بس اس کا حق اس کو دو خدا کا خدا کو دو''۔ یعنی دنیاوی امور میں تمہارے لئے اختیار ہے کہ کس قدر اس سے مدد لو مگر خدا کی عبادت میں اس کو شریک نہ کرو اور اتنا کہنا تھا کہ قیصر کے دربار میں خبر پہنچائی گئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو بغاوت پر آمادہ کرتے ہیں اور حکومت کو زیر کرنا چاہتے ہیں۔ فوراً شاہی حکم آ گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب کو گرفتار کر لو اور برسر عام سولی دے دو۔ یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سزا کس جرم میں دی گئی۔ صرف اس کہنے پر اِنَّ اللّٰہَ رَبِّیْ وَ رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ. مگر اللہ کے مخلص اور ثابت قدم بندے بچ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے پاس زندہ بلا لیتا ہے اب وہ قیامت کے نزدیک دین محمدی کی اطاعت کے لئے آسمان سے اتریں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

ایک دن حضرت علی بن ابی طالبؓ نے
دوران خطبہ لوگوں سے دریافت کیا آلِ فرعون
کے اس مردِ مومن سے جس نے اپنا ایمان چھپا کر
موسیٰ علیہ السلام کو بچایا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ
اس سے افضل ہیں یا نہیں؟ لوگ خاموش رہے۔
حضرت علیؓ نے فرمایا؟
خدا کی قسم! ابوبکرؓ کی یہ گھڑی اس مرد سے کہیں
زیادہ بہتر ہے۔ اس نے اپنا ایمان پوشیدہ رکھ
کر مدد کی تھی اور ابوبکر علی الاعلان
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرتے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۶)

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

آپ مکہ معظمہ میں آنحضرت ﷺ سے دو سال چند ماہ بعد پیدا ہوئے۔ آپ بچپن ہی سے رسول اکرم ﷺ کے دوست تھے اور آپ ﷺ سے بہت اچھے تعلقات تھے۔ اپنے ذاتی اوصاف اور کمالات کی وجہ سے امت محمدیہ میں سب سے افضل تھے۔ اخلاقِ جمیلہ میں نمونۂ رسول تھے۔ اور صدیق کے لقب سے معروف تھے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے۔:

افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق ابوبکر صدیق

ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ میں کچھ کشیدگی ہوگئی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے آپ سے سخت الفاظ میں گفتگو کی لیکن آپ خاموشی سے سنتے رہے۔ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا:

ان اللّٰہ بعثنی الیکم فقلتم کذبت وقال ابوبکر صدقت و اٰعانی بنفسہٖ و مالہٖ.

''جب اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی مبعوث فرمایا۔ تو تم لوگوں نے میری تکذیب کی لیکن ابوبکر نے میری تصدیق کی اور اپنی جان و مال سے میری مدد کی۔'' (صحیح بخاری)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کس طرح تصدیق کی، کس طرح استقامت دکھائی اور دشمنوں کا مقابلہ کیا۔

جس وقت عقبہ بن ابی معیط نے رسول ﷺ کی گردن مبارک میں چادر ڈال کر آپ کو گھونٹا تھا تو ابوبکر صدیقؓ نے آ کر آپ کو چھڑایا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حدیث کے الفاظ ہیں:

فاقبل ابوبکر حتٰی اخذ لمنکبیہ ودفعہٗ عن النّبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم.

''ابوبکر آئے اور اس کو گردن سے پکڑ کر نبی ﷺ سے علیحدہ کیا۔'' اور اس کے بعد عقبہ بن ابی معیط سے کہا:

اَتقتلون رجلًا ان یقول ربی اللّٰہ وقد جاء کم بالبینات من رّبکم.

''کیا تم اس شخص کو اس لئے مار ڈالو گے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب صرف اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بہت واضح ثبوت لایا ہے۔''

عقبہ بن ابی معیط اور اس کے ساتھیوں نے رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ دیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گرد ہو گئے اور آپ کو اتنا مارا کہ آپ بے ہوش ہو گئے۔ آپ کی صاحبزادی حضرت اسماء بنت ابی بکر فرماتی ہیں کہ چوٹوں کی وجہ سے آپ کا چہرہ سوج گیا اور پتہ نہیں چلتا تھا کہ ناک کہاں ہے۔

ایک دفعہ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے دورانِ خطبہ سامعین سے سوال کیا: **من اشجع الناس.** (سب سے بہادر کون شخص ہے؟)

لوگوں نے جواب دیا: آپ سے بڑھ کر بہادر کون ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں تو صرف لوگوں سے مقابلہ میں بازی لے جاتا ہوں۔ لیکن ابوبکر صدیقؓ کی قوت ایمانی اور شجاعت و بہادری کا پتہ مجھے اس دن چلا جس دن قریش نبی اکرم ﷺ کو ستا رہے تھے' آپ کی گردن دبا رہے تھے اور اس کے ساتھ یہ کہہ رہے تھے کیا تم ہی ہو جو اللہ کو ایک مانتے ہو اس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ وہاں پہنچ گئے۔ وہ کسی کو مار کر اور کسی کو دھکا دے کر آپ ﷺ سے دور ہٹاتے تھے اور فرماتے تھے:

''اللہ تعالیٰ تم کو برباد کرے کیا تم اس شخص کو اس لئے مار ڈالو گے جو یہ کہتا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔''

یہ بیان کر کے حضرت علیؓ رو پڑے۔

پھر حضرت علیؓ نے فرمایا مجھے یہ بتاؤ:

''آل فرعون کے اس مردِ مومن سے جس نے اپنا ایمان چھپا کر موسیٰ علیہ السلام کو بچایا تھا حضرت ابوبکر صدیقؓ اس سے افضل ہیں یا نہیں؟''

لوگ خاموش رہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا:

واللّٰہ لساعۃ ابی بکر خیر منہ وذاک اجل یکتم ایمانہٗ وھذا یلعن بایمانہ.

''خدا کی قسم! ابوبکر کی یہ گھڑی اس مرد سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ اس نے اپنا ایمان پوشیدہ رکھ کر مدد کی تھی اور یہ علی الاعلان آپ کی مدد پر تلے ہوئے تھے۔''

یہ تھی آپ کی ثابت قدمی اور آپ کا استقلال کہ بھرے مجمع میں کسی سے خوف نہ کھاتے تھے۔ سچ ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ.

''جن لوگوں نے کہا۔ کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ثابت قدم رہے۔ ان کو نہ کسی قسم کا خوف لاحق ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

(الاحقاف:۱۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ

ہرقل کے دربار میں ہرقل سے مخاطب ہوکر فرمایا:
ہم مال و دولت کے بھوکے نہیں
ہمیں اس لالچ میں نہ لاؤ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۷)

عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ

ان کو لوگ مذاقاً غیر باپ کی طرف منسوب کرتے تھے۔ کیونکہ باپ بیٹے کے درمیان رنگ کا بہت زیادہ فرق تھا۔ نبی اکرم ﷺ ایک مرتبہ وعظ و نصیحت فرما رہے تھے۔ بعض لوگوں نے بے موقع و بے محل اعتراض اور سوال کرنے شروع کر دیے۔ آپ رنجیدہ خاطر ہوئے اور فرمایا:

جس کو سوال کرنا ہے آج کر لے۔

ایک آدمی نے سوال کیا کہ میرا باپ کہاں ہے۔

آپ نے فرمایا۔ جہنم میں

اسی طرح اور حاضرین نے بھی سوال کئے۔ ان سائلین میں حضرت عبداللہ بن حذافہ بھی شامل تھے۔ آپ نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا:

من ابی یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم.

''اے اللہ کے رسول ﷺ! میرا باپ کون ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

ابوک حذافۃ (تیرا باپ حذافہ ہے)

یہ خبر ان کی والدہ کو پہنچی۔ وہ دوڑتی ہوئی آئیں اور کہا: اے عبداللہ! کیا تم نے مجھے زانیہ خیال کیا ہے؟ فرمایا: آج اگر رسول اللہ ﷺ حذافہ کا نام نہ لیتے تو میں کبھی بھی اپنی نسبت ان کی طرف نہ کرتا۔

عبداللہ بن حذافہ انصار کے ایک سریہ میں امیر بنائے گئے۔ ایک مرتبہ انہوں نے حالتِ خفگی میں یا آزمائش کے لئے اپنے متبعین کو لکڑیاں جمع کر کے آگ سلگانے کا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم دیا۔ جب آگ بھڑک اٹھی تو فرمایا: اس میں کود جاؤ۔ بعض تو آگ میں کودنے کے لئے تیار ہو گئے اور بعض نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''امیر کی اطاعت خلاف شرع امور میں نہیں ہے۔ اگر تم آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک آگ ہی میں رہتے۔''

حضرت عبداللہ بن حذافہ کے استقلال اور قوت ایمانی کا ایک مشہور واقعہ ہے جس کو تاریخ نے اپنے صفحات میں محفوظ کر رکھا ہے۔ وہ واقعہ اس طرح ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہرقل نے بہت سے مسلمانوں کو گرفتار کر لیا تھا۔ ان لوگوں میں عبداللہ بن حذافہ بھی شامل تھے۔ جب یہ لوگ ہرقل کے دربار میں پیش کئے گئے تو ہرقل نے ان لوگوں سے کہا کہ تم سب عیسائی مذہب اختیا کر لو۔ میں تمہیں بڑے بڑے عہدوں پر متعین کر کے طرح طرح کی خلعتوں سے مزین کروں گا۔ اس کے جواب میں عبداللہ بن حذافہ نے ہرقل سے کہا:

ہم مال و دولت کے بھوکے نہیں ہیں۔ ہمیں اس لالچ میں نہ لاؤ۔

اس جواب سے ہرقل سخت برہم ہوا اور انہیں تین دن مسلسل درختوں سے لٹکائے رکھا۔ جب یہ حربہ کارگر نہ ہوا تو اس نے حکم دیا کہ ایک بڑی دیگ میں پانی گرم کیا جائے۔ چنانچہ جب پانی پوری شدت سے گرم ہو گیا تو اس میں ایک مسلمان قیدی کو ڈال دیا اور اس کے ساتھ دوسرے مسلمانوں سے گویا ہوا کہ اگر تم نے عیسائی مذہب قبول نہ کیا تو تم سے بھی یہی سلوک کیا جائے گا۔ اس پر حضرت عبداللہ بن حذافہ نے ہرقل سے کہا کہ تمہارا جو جی چاہے تم کر گزرو۔ ہم اپنے دین اسلام سے روگردانی کرنے والے نہیں ہیں۔ ہم کبھی بھی تیرے دین میں داخل نہیں ہو سکتے۔

اس کے بعد عبداللہ بن حذافہ نے ہرقل سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''تم ہم کو اس دنیا کی آگ سے خوف دلاتے ہو اور تم آخرت کی اس آگ سے نہیں ڈرتے جس کا شعلہ اس آگ سے ستر درجے بڑھا ہوا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور میری یہ بات دھیان سے سنو کہ اللہ کے سچے بندے دنیاوی اذیتوں سے ہرگز خوف نہیں کھاتے۔''

ہرقل اور اس کے درباری مسلمانوں کا یہ صبر و استقلال دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ان کی آنکھیں پتھرا گئیں۔انہیں اسلام کی اس اچھی تعلیم نے متحیر کر دیا۔اور ہرقل کہنے لگے:

''مسلمانوں میں تو ایمان کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے یہ بڑے غضب کے انسان ہیں۔''

جب اس کی ساری تدبیریں رائیگاں گئیں تو اس نے نہایت عاجزی سے حضرت عبداللہ بن حذافہ سے کہا:

''ہم تمہارے ایمان کا امتحان لے چکے۔مگر تم کامل وراسخ نکلے۔اگر دین عیسوی کو قبول نہیں کرتے تو کم از کم میری پیشانی کو چوم لو تاکہ میرا رعب و دبدبہ میری قوم پر قائم رہے اور میرا وقار ان سے جاتا نہ رہے۔''

حضرت عبداللہ بن حذافہؓ نے جواب دیا:

یہ ہوسکتا ہے اور اس کے ساتھ اس کی پیشانی کو چوم لیا اور سارے مسلمانوں کو ہرقل نے رہائی دے دی۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن حذافہ مع اپنے دیگر ساتھیوں کے واپس اپنے وطن مدینہ منورہ تشریف لائے۔ادھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنی خفیہ پولیس کے ذریعہ خبریں ملتی رہتی تھیں۔جب عمر فاروقؓ کو یہ خبر ملی کہ حضرت عبداللہ بن حذافہؓ مع اپنے ساتھیوں کے ہرقل کی قید سے رہا ہونے کے بعد واپس مدینہ آ رہے ہیں تو مدینہ سے باہر نکل کر ان کا استقبال کیا' ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا:

''اے عبداللہ! تو نے ہم پر بہت احسان کیا ہے کہ اتنے مسلمانوں کو اپنی ایمانی قوت سے عیسائی درندوں کے چنگل سے آزاد کرالیا ہے۔''

اب جو عیسائی مورخین کا یہ پراپیگنڈا ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔''

خود ہی سوچیں اور انصاف کی آنکھوں سے دیکھیں کہ ان لوگوں نے اپنے دورِ حکومت میں مسلمانوں پر کس قدر تشدد روا رکھا۔ سچ ہے ؎

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی حفاظت
کرتا ہے۔ حضرت عاصمؓ نے دعا کی تھی
کہ کوئی مشرک ان کی لاش کو نہ چھوئے
اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور
ان کی لاش کو مشرکوں سے محفوظ رکھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۸)

عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ

مشرکین مکہ جب احد کی لڑائی سے واپس آئے تو قبیلہ ہذیل کا ایک شخص سفیان بن خالد مشرکین مکہ کو مبارک باد دینے کے لئے مکہ معظمہ گیا۔ وہاں جا کر اسے معلوم ہوا کہ صلافہ بنت شہید نے نذر مانی ہے:

''جو میرے لڑکے کے قاتل (عاصم بن ثابت انصاری) کو قتل کر کے اس کا سر لے آئے۔ تو میں مقتول کی کھوپڑی میں شراب پیوں گی اور اس کے ساتھ اس شخص کو سو اونٹ انعام میں دیے جائیں گے۔''

صلافہ بنت شہید کے لڑکے کو حضرت عاصم بن ثابت انصاری نے جنگ احد میں واصل جہنم کیا تھا۔ جب سفیان بن خالد نے یہ سنا تو اس نے یہ انعام حاصل کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ یہ شخص مکر و فریب کا لبادہ اوڑھ کور رسول ﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ اور رسول ﷺ سے عرض کی کہ ہمارے قبیلہ ہذیل نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ آپ ہماری دینی تعلیم کے لئے اپنے آدمی ہمارے پاس بھیجیں جو ہمیں اسلام کی تعلیم سے بہرہ مند کریں۔ چنانچہ رسول ﷺ نے حضرت عاصم بن ثابت انصاریؓ، خبیب بن عدی، زید بن دثنہ، اور حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہم وغیرہ کو قبیلہ ہذیل میں اسلام کی تعلیم کے لئے روانہ کیا۔ ان لوگوں نے مقام رجیع میں پہنچ کر آرام کیا اور مدینہ کی عمدہ کھجوریں جو اپنے ہمراہ زاد راہ کے لئے لائے تھے تناول فرما کر رخصت ہوئے۔ ایک بوڑھی عورت نے کھجوروں کی گٹھلیاں دیکھ کر معلوم کیا کہ یہ گٹھلیاں مدینہ کی کھجوروں کی ہیں۔ ہو نہ ہو اس راستہ سے اصحاب محمد ﷺ کا گزر ہوا ہے اس نے فوراً بنولیان کے آدمیوں کو خبر دی۔ سفیان بن خالد تو اسی تاک میں تھا۔ خبر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملتے ہی سو تیر اندازوں کے ساتھ ان کا تعاقب کیا۔ جب حضرت عاصمؓ اور ان کے ساتھیوں کو پتہ چلا اور خطرہ محسوس کیا تو حضرت عاصمؓ معہ اپنے ساتھیوں کے ایک پہاڑی پر چڑھ گئے۔ اتنے میں سفیان بن خالد اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا اور حضرت عاصمؓ سے کہنے لگا۔ آپ سب پہاڑی سے نیچے اتر آئیں۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آپ کو کوئی تکلیف یا گزند نہیں پہنچائیں گے۔ حضرت عاصمؓ نے فرمایا:

''میں تو کبھی بھی کفار کے ذمہ میں نہیں جا سکتا۔''

اس کے بعد حضرت عاصمؓ نے یہ دعا کی:

''اے اللہ! ہماری اس حالت زار کی خبر اپنے رسول ﷺ کو دے دے۔ اے اللہ! میں نے صبح سے تیرے دین کی حفاظت کی۔ دن کے پچھلے حصہ میں تو میرے جسم کی حفاظت کر۔''

یہ دعا کر کے حضرت عاصمؓ پہاڑی سے نیچے اترے اور دشمنوں کا مردانہ وار مقابلہ کر کے شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ شہادت کے بعد سفیان بن خالد نے آپ کا سر کاٹنا چاہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو کب یہ منظور تھا کہ اپنے نیک اور سچے بندوں کی موت کے بعد ان کی لاش کی بے حرمتی کرائے۔ چنانچہ شہد کی مکھیوں کا ایک بہت بڑا گروہ وہاں پہنچا اور انہوں نے حضرت عاصمؓ کے جسم کی اس طرح حفاظت کی کہ سر کاٹنا تو درکنار ان کی لاش تک پہنچنا مشکل تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب یہ واقعہ سنا تو فرمایا:

''اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی اسی طرح حفاظت کرتا ہے۔''

عاصمؓ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی:

''کوئی مشرک ان کی لاش کو نہ چھوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور ان کی لاش کو مشرکوں سے محفوظ رکھا۔''

اللہ تعالیٰ کیوں نہ کرتا وہ اپنے کلام میں سچا ہے۔

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا (اللہ سے بڑھ کر کلام میں کون سچا ہے)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفیان بن خالد نے ہر چند سر کاٹنے کی کوشش کی۔ لیکن اسے کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خبیب بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ

خدا کی قسم! میں نے خبیب بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ
جیسا متدین اور اللہ تعالیٰ اور اس
کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا نہیں دیکھا۔

(دختر حارث بن عامر)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۹)

خبیب بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ

ظالم سفیان بن خالد کی حرص و لالچ نے اب بھی ظلم و تشدد سے اسے باز نہ رکھا۔ ان پاکیزہ ہستیوں کے قتل کے بعد حضرت خبیب بن عدی اور حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہما کو قید کر کے مکہ لے گیا۔

حضرت خبیب کو بنو حارث بن عامر کے ہاتھ فروخت کر دیا کہ وہ لوگ اپنے باپ کے بدلہ میں جو جنگ بدر میں مارا گیا تھا ان کو قتل کریں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت خبیب کو قید کر دیا اور ان کے قتل کے لئے ایک دن مقرر کر دیا۔ جب ان کو شہید کرنے کا مقررہ دن آیا تو حضرت خبیب نے حارث کی لڑکی سے استرا طلب کیا۔ تاکہ اللہ کے دربار میں صاف ستھرے ہو کر جائیں۔ چنانچہ حارث کی لڑکی نے استرا حضرت خبیب کو پہنچا دیا۔ اتفاقاً اس عورت کا ایک چھوٹا بچہ کھیلتا ہوا حضرت خبیبؓ کے پاس جا پہنچا۔ آپ اسے زانو پر بٹھا کر پیار کرنے لگے۔ اتنے میں عورت اپنے بچے کو تلاش کرتی ہوئی حضرت خبیبؓ کے قریب آئی تو دیکھا کہ بچہ حضرت خبیب کے زانو پر بیٹھا ہوا تھا اور استرا حضرت خبیبؓ کے ہاتھ میں تھا۔ وہ عورت یہ منظر دیکھ کر گھبرا گئی کہ کہیں خبیب میرے بچے کو ذبح نہ کر دیں۔ حضرت خبیبؓ نے اس عورت کی بدحواسی دیکھ کر فرمایا:

''ہماری یہ شان نہیں ہے کہ ہم کسی کو دھوکا سے قتل کر دیں۔''

جب یہ عورت مسلمان ہو گئی تو کہا کرتی تھی:

''خدا کی قسم! میں نے خبیب جیسا متدین اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنے والا قیدی نہیں دیکھا۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا کی قسم! میں نے خبیب کے ہاتھ میں انگوروں کا خوشہ دیکھا۔ وہ اسے کھا رہے تھے۔ حالانکہ وہ بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے اور کمال تو یہ ہے کہ اس وقت انگوروں کا موسم بھی نہ تھا اور مکہ میں کوئی پھل وغیرہ میسر نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے خبیب کو رزق مل رہا تھا۔

آخر مقررہ دن آیا تو کفار مکہ حضرت خبیب کو سولی دینے کے لئے حرم سے باہر لے گئے اور قاعدے کے مطابق آخری خواہش کی بابت آپ سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا:

''مجھے کوئی دنیاوی حاجت نہیں۔ صرف میرا بندھن ڈھیلا کر دو اور وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرنے کی اجازت دے دو۔''

چنانچہ آپ کو اس کی اجازت مل گئی۔

آپ نے نماز ادا کی اور فرمایا:

''میں نے ہلکی نماز اس لئے پڑھی ہے کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ مجھے موت سے کوئی خوف نہیں ہے۔''

پھر فرمایا:

''اے اللہ! ان سب کو چن چن کر متفرق قتل کرنا اور ایسا ہلاک کرنا کہ ان کا کوئی بھی باقی نہ رہے۔''

چنانچہ بعد والی جنگ میں یہ سب لوگ مارے گئے۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت خبیبؓ نے یہ بھی دعا کی:

''اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ میرے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں جو میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک میرا اسلام پہنچا دے۔ بس تو ہی ان تک میرا اسلام پہنچا دے۔''

اس کے بعد نہایت بہادرانہ اور ہمت افزا اشعار پڑھے:

(ترجمہ) ''مجھے اس موت کی کچھ پرواہ نہیں۔ کیونکہ بحالت اسلام قتل کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جا رہا ہوں۔ مرنے کے بعد جس پہلو پر بھی گروں گا۔ اللہ اگر چاہے کہ ہر متفرق عضو کو یک جا کر دے تو یہ اس سے کوئی بعید نہیں۔''

بنا کر دند خوش رسمے بخاک و خوں غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

جب رسول اللہ ﷺ کو حضرت خبیبؓ کی شہادت کی خبر پہنچی تو بعد نماز عشا صحابہ کرامؓ سے فرمایا:

''کوئی شخص ہے کہ خبیبؓ کی لاش سولی سے اتار لائے اور جنت کا مستحق بنے۔''

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ جو بڑے بہادر، جری اور پہلوان تھے۔ بول اٹھے یا رسول اللہ ﷺ! میں یہ خدمت انجام دوں گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بھی حضرت زبیرؓ کے ساتھ تھے۔

بہر حال حضرت زبیرؓ نے گھوڑے پر زین کسی اور روانہ ہو گئے۔ طویل مسافت طے کرتے ہوئے تنعیم پہنچے۔ دیکھا کہ حضرت خبیبؓ کی لاش سولی پر لٹکی ہوئی ہے اور چالیس مسلح پہرہ دار لاش کی حفاظت کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں۔ چونکہ رات کا آخری حصہ تھا۔ سب پہرہ دار نیند کی حالت میں تھے آپ نے موقع غنیمت جان کر لاش سولی سے اتاری اور مشرکوں کی آنکھوں میں خاک جھونک کر مع لاش واپس لوٹ آئے۔ کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔ پہرہ داروں نے لاش مفقود پا کر کفار مکہ کو اس کی اطلاع دی اور ستر سواروں کے ساتھ حضرت زبیرؓ کا تعاقب کیا اور آواز دی کہ تم کون ہو؟ اگر واقعی تم بہادر ہو تو رک جاؤ۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جب یہ آواز سنی تو فوراً اپنے گھوڑے کو روکا اور فرمایا:

انا زبیر بن العوام و امی صفیه بنت عبدالمطلب.

''میں زبیر بن عوام ہوں اور عبدالمطلب کا نواسہ ہوں۔''

یہ لوگ حضرت زبیرؓ کا نام سن کر سرد پڑ گئے اور کہنے لگے۔ اگر تم زبیر نہ ہوتے تو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم تمہیں تمہاری اس حرکت کا مزا چکھاتے۔ یہ کہہ کر کفار مکہ واپس لوٹ گئے۔

روایات میں آتا ہے کہ جس وقت حضرت زبیرؓ نے گھوڑے کو روکا تھا۔ اس وقت حضرت خبیب کی لاش نیچے گر گئی اور زمین نے اسی وقت اپنے اندر نگل لیا۔ اور حضرت زبیرؓ نے مدینہ آ کر ساری روداد جناب رسالت مآب ﷺ کے گوش گزار کی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

زید بن وشنہ رضی اللہ عنہ

جیسی محبت اصحاب محمد (ﷺ)
اپنے پیغمبر محمد (ﷺ) سے
کرتے ہیں ایسی محبت میں نے کسی کو
کرتے نہیں دیکھا۔ (ابوسفیان)
خدا کی قسم! میں اتنا بھی گوارا نہیں کرتا کہ
آپ ﷺ کے پائے مبارک میں ایک کانٹا
بھی چبھے اور میں اپنے گھر میں بیٹھا رہوں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۱۰)

زید بن وشنہ رضی اللہ عنہ

ان کو سفیان بن خالد نے صفوان بن امیہ کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا تا کہ وہ ان کو اپنے باپ امیہ بن خلف کے قتل کے بدلے قتل کرے۔ صفوان نے ان کو اپنے غلام فسطاس کے ساتھ قتل گاہ تنعیم بھیج دیا۔ قریش قتل کا تماشا دیکھنے کے لئے بکثرت جمع ہوئے۔ ابوسفیان حضرت زید کو قسم دے کر پوچھتا ہے۔

اے زید سچ بتا کیا تو چاہتا ہے کہ اس وقت تیری بجائے محمد (ﷺ) ہوں اور تو صحیح سلامت اپنے گھر جا بیٹھے۔

حضرت زیدؓ نے جواب دیا:

''خدا کی قسم میں اتنا گوارا بھی نہیں کرتا کہ آپ کے پائے مبارک میں ایک کانٹا بھی چبھے اور میں اپنے گھر میں بیٹھا رہوں۔ یہ جواب سن کر ابوسفیان حواس باختہ ہو گیا اور کہنے لگا:

''جیسی محبت اصحاب محمد (ﷺ) اپنے پیغمبر محمد (ﷺ) سے کرتے ہیں ایسی محبت میں نے کسی کو کرتے نہیں دیکھا۔''

اس کے بعد فسطاس نے حضرت زید بن وشنہ کو شہید کر دیا۔

یہ تھے اصحاب محمد ﷺ جنہوں نے اعلائے کلمۃ الحق میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور عزیمت و استقامت کی وہ مثال پیش کی جس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔ جنہوں نے نہایت پامردی، صبر اور استقلال سے مصائب اور آلام کو برداشت کیا۔ انہی جیسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ.

''(واقعی) ان لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ اندیشہ اور غم نہ کرو۔ (بلکہ) جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ دیے گئے ہو۔'' (حم السجدہ۔۳۰)

اور فرشتے ان سے مخاطب ہو کر کہیں گے:

نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ.

''جس طرح ہم دنیا میں تمہارے رفیق تھے اسی طرح ہم آخرت میں تمہارے رفیق رہیں گے۔''

وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ.

''اس میں جس چیز کی تم خواہش کرو گے وہی تم کو ملے گی۔ اور اس میں سب چیزیں موجود ہوں گی جو مانگو گے ملے گا۔''

نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ.

''یہ سب چیزیں اللہ کی طرف سے بطور مہمانی پیش ہوں گی۔''

(حم السجدہ۔۳۱۔۳۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ

مسیلمہ کذاب کا حبیب بن عدیؓ سے سوال:
کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو
کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟
حبیب بن عدیؓ کا جواب:
اے کذاب! میں اس بے ہودہ کلام کو
سننے سے بہرہ ہوں اور اس کی گواہی دینے
سے گونگا ہوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۱)

حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ

غزوۂ احد میں نبی ﷺ کے دوش بدوش رہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو اپنا قاصد مقرر فرمایا تھا آپ آنحضرت ﷺ کا پیغام لے کر دوسرے ممالک میں جایا کرتے تھے۔ ان کو مسیلمہ کذاب نے بڑی بے دردی سے شہید کیا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ

آنحضرت ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ میرے دونوں ہاتھوں میں سونے کے کنگن ہیں وہ مجھے بہت ناگوار محسوس ہوئے۔ خواب میں القا ہوا۔ کہ انہیں پھونک مارو۔ جیسے ہی میں نے پھونک ماری وہ دونوں اڑ گئے۔

آپ نے اس کی تعبیر فرمائی کہ اس سے مراد مسیلمہ کذاب (یمامہ) اور اسود عنسی (صنعاء) ہیں۔

مسیلمہ اپنے وفد بنی حنیفہ کے ہمراہ مدینہ آیا۔ وہاں آ کر اس نے لوگوں سے کہا کہ

''اگر محمد ﷺ اقرار کر لیں کہ ان کے رحلت فرمانے کے بعد اپنا جانشین مقرر کر دیں یا مجھے اپنی نصف سلطنت حوالے کر دیں تو میں ان کی بیعت کرنے کو تیار ہوں۔''

جب پیغمبر ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ زید بن ثابتؓ کے ہمراہ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ کے دست مبارک میں کھجور کی چھڑی تھی۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

''اگر تم کہو کہ یہ چھڑی مجھے دے دو تو میں آپ کی بیعت کر سکتا ہوں تو میں یہ چھڑی بھی تم کو نہیں دوں گا۔ یہ میرے صحابی زید بن ثابت ہیں جو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارے سوالوں کا جواب دیں گے۔"

آپ ﷺ اس کے بعد واپس تشریف لے آئے۔

اس کے بعد مسیلمہ واپس اپنے وطن یمامہ چلا گیا اور وہاں سے ایک خط آنحضرت ﷺ کے نام ۱۰ ہجری میں بھیجا۔

من مسیلمة رسول اللّٰہ الی محمد رسول اللّٰہ اما بعد فان نصف الارض لی ولقریش نصفها' ولکن قریشا لا ینصفون. والسلام علیک.

"اللہ کے رسول مسیلمہ کی طرف سے اللہ کے رسول محمد (ﷺ) کے نام۔ واضح ہو کہ آدھی زمین ہماری اور آدھی قریش کی ہے۔لیکن قریش انصاف نہیں کرتے۔اور آپ پر سلام ہو۔"

آنحضرت ﷺ نے اس کا فوراً جواب لکھوایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عن محمد النبی الی مسیلمة الکذاب اما بعد فان الارض لِلّٰہِ یورثها من یشاء من عبادہٖ والعاقبة للمتقین. والسلام علی من اتبع الهدیٰ.

"شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بہت زیادہ مہربان اور رحیم ہے۔ اللہ کے نبی محمد ﷺ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کے نام' واضح ہو کہ زمین خدا کے لئے ہے۔وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے اور نتیجہ تو نیک لوگوں کے لئے ہے۔سلام اس پر جو سیدھی راہ پر چلے۔" (فتوح البلدان)

آپ ﷺ کا یہ خط مبارک حضرت حبیب بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ لے کر مسیلمہ کذاب کے پاس گئے۔حضرت حبیب بن زید جب مسیلمہ کے دربار میں پہنچے اور آپ ﷺ کا خط مبارک پیش کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو مسیلمہ نے حضرت حبیب بن زید سے پوچھا:

''کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔''

حبیب بن زید نے جواب دیا۔

''بے شک وہ اللہ کے برگزیدہ رسول ہیں۔''

اس کے بعد مسیلمہ نے کہا:

''کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں بھی اللہ کا رسول ہوں۔''

حبیب نے جواب دیا:

''اے کذاب میں اس بیہودہ کلام کو سننے سے بہرہ ہوں اور اس کی گواہی دینے سے گونگا ہوں۔''

مسیلمہ نے ان کا ایک ایک عضو کاٹنا شروع کر دیا اور ہر عضو کاٹنے پر یہی جواب ملتا کہ تو کذاب ہے۔ یہاں تک کہ اس نے آپ کو شہید کر دیا۔

(استیعاب ابن عبدالبر قرطبی۔ ج ا ص ۲۳۸)

ہوا تھا کبھی سر قلم قاصدوں کا
یہ تیرے زمانے میں دستور نکلا

آنحضرت ﷺ کی رحلت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو ان کے عہد میں مسیلمہ کذاب سے سخت جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں سپہ سالار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔ مسیلمہ کذاب حضرت وحشیؓ کے ہاتھوں واصل جہنم ہوا۔

آنحضرت ﷺ کے صحابہ کرام عزم و استقامت کے پہاڑ تھے۔ بڑے سے بڑے شدائد میں بھی نہیں گھبراتے تھے۔ اور آنحضرت ﷺ کے اس فرمان پر عمل پیرا تھے آپؐ نے ابوذر غفاری سے فرمایا تھا: لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ وَ اِنْ قُتِلْتَ اَوْ حُرِّقْتَ. (اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اگر تم قتل کر دیے جاؤ یا جلا دیے جاؤ)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلال بن رباح رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے
ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں
اور انہوں نے ہمارے سردار
بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کرایا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۲)

بلال بن رباح رضی اللہ عنہ

حضرت بلال رباح اصل کے اعتبار سے حبشی تھے۔ ہجرت سے ۴۳ سال قبل مکہ میں پیدا ہوئے اور یہ امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ آپ ان سات ''السابقون الاولون'' میں سے تھے جنہوں نے توحید کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک کہا اور اس جرم میں ان کا آقا امیہ بن خلف ان کو سخت اذیتیں دیتا تھا' ان کو تپتی دھوپ میں زمین پر لٹا کر ان کے اوپر بھاری پتھر رکھ دیتا تھا اور اس کے علاوہ گلے میں رسی ڈال کر اوباش لوگوں کو رسی پکڑا دیتا کہ ان کو گلیوں میں گھسیٹو۔ جس سے ان کا دم گھٹنے لگتا۔ مگر ان کی زبان سے احد احد کے الفاظ نکلتے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کے بعد ان کے آقا امیہ بن خلف کے ہاتھوں ان پر سخت مظالم ہوتے دیکھے تو انہوں نے امیہ بن خلف سے خرید کر ان اندوہناک مظالم سے نجات دلا دی اور ان کو آزاد کر دیا۔ اس کے بعد حضرت بلالؓ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنا معتمد اور خزانچی بنا لیا۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے خزانچی بھی رہے۔ اور اذان کا طریقہ مقرر ہونے کے بعد مسلمانوں کے مؤذنِ اول مقرر ہوئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سفر اور حضر میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ رہے اور تمام غزوات میں ہم رکاب رہے۔ حضرت بلال کو یہ شرف بھی حاصل ہوا کہ مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد آپ ہی نے پہلی اذان دی۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے سبقتِ اسلام اور آنحضرت ﷺ کے سفر و حضر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھی ہونے کی وجہ سے تمام صحابہ کرام ان کا احترام کرتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار یعنی بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کرایا۔''

حضرت بلالؓ نے جب اسلام کو قبول کیا تو اس وقت آپ غلام تھے۔ آپ کے آقا نے آپ کو بے شمار اذیتیں دیں۔ لیکن آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔ یہ تھی استقامت و عزیمت۔

نوٹ:۔ حضرت بلال نے متعدد نکاح کیے۔ ان کی بعض بیویاں عرب کے معزز خاندانوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ ایک روایت کے مطابق آپ کا ایک نکاح قبیلہ بنو زہرہ میں بھی ہوا تھا اور اس عورت کا نام ''ہند الخولانیہ'' تھا۔

مولانا شبلی نعمانی نے حضرت بلالؓ کے اس نکاح کو ایک نظم میں بیان کیا ہے:

''بار گاہِ نبوی کے جو مؤذن تھے بلال
کرچکے تھے جو غلامی میں کئی سال بسر
جب یہ چاہا کہ کریں عقد مدینہ میں کہیں
جا کے انصار و مہاجر سے کہا یہ کھل کر
ہوں غلام ابن غلام اور حبشی زادہ
یہ بھی سن لو کہ میرے پاس نہیں دولت و زر
ہاں فضائل پہ مجھے خواہشِ تزویج بھی ہے
ہے کوئی جس کو نہ ہو میری قرابت سے حذر
گردنیں جھک کے یہ کہتی تھیں کہ دل سے منظور
جس طرف اس حبشی زادہ کی اٹھتی تھی نظر
عہد فاروق میں جس دن کہ ہوئی ان کی وفات
یہ کہا حضرت فاروق نے بادیدۂ تر

Book No
Date
OKARA

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھ گیا آج زمانہ سے ہمارا آقا
اٹھ گیا آج نقیب حشم پیغمبر
اس مساوات پہ ہے معشرِ اسلام کو ناز
نہ کہ پورب کی مساوات کہ ظلمِ اکبر

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ۲۰ھ میں ۶۰ سال کی عمر میں دمشق (شام) میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ

حجاج بن یوسف سے مخاطب ہو کر فرمایا:
خدا کی قسم!
تم دنیا میں مجھے جس طرح قتل کرو گے
خدا تم کو آخرت میں اسی طرح قتل کرے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۳)

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ

مشہور تابعی تھے۔ جب ہوش سنبھالا تو اس وقت کبار صحابہ کرامؓ کی جماعت اس دنیا سے اٹھ چکی تھی۔ پھر بھی باقیات صالحات میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت ابو سعید خدریؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم اجمعین موجود تھے۔ سعید بن جبیرؒ ان کے فیضان سے پورے مستفیض ہوئے ان میں سے مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے خصوصی طور پر استفادہ کیا۔ اس لئے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا حلقۂ درس بہت وسیع تھا۔ جہاں تفسیر، حدیث، فقہ، فرائض، ادب، لغت اور شعر و شاعری جملہ علوم وفنون کی مکمل تعلیم دی جاتی تھی۔ حضرت سعید بن جبیرؒ نے ان سب علوم میں کمال مہارت حاصل کی۔

حضرت سعید بن جبیرؒ تابعینِ عظام میں سے تھے۔ تفسیر، حدیث، فقہ اور فرائض وغیرہ میں ان کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ عبادت و ریاضت اور زہد و ورع میں بھی صاحبِ کمال تھے۔ آپ اقلیم علم کے تاجدار تھے۔ آپ کا شمار علمائے اعلام میں ہوتا تھا۔

ان پر خشیت الٰہی کا اتنا غلبہ رہتا تھا کہ ان کی آنکھیں ہر وقت اشکبار رہتی تھیں۔ ان کی نماز خشوع و خضوع کی سچی تصویر تھی۔ صبح صادق سے لے کر نماز فجر تک ذکر و اذکار میں مصروف رہتے۔ تلاوت قرآن مجید سے خاص شغف تھا۔ عموماً دو دن رات میں پورا قرآن مجید ختم کر دیتے تھے۔

امت مسلمہ کے لئے سب سے بڑا خطرہ علمائے سو کو سمجھتے تھے۔ ایک دفعہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ لوگوں کی ہلاکت کہاں سے ہوگی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: ان کے علما کے ہاتھوں۔

حجاج بن یوسف ثقفی ان کی بہت زیادہ قدر و تعظیم کرتا تھا۔ اور آپ کو جامع کوفہ کا امام بھی مقرر کیا تھا۔ اس کے ساتھ کوفہ کے قضا کا محکمہ بھی ان کے سپرد کر دیا تھا۔ مگر بعد میں اہل کوفہ کے احتجاج پر آپ کو قضا کے عہدہ سے سبکدوش ہونا پڑا۔ جب اشعث نے حجاج کے مظالم کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو سعید بن جبیرؒ اشعث کے ساتھ ہو گئے اور حجاج کے منع کرنے پر بھی آپ نے اشعث کا ساتھ چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ لیکن اس جوش مخالفت میں حق کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ جب اشعث کا مقابلہ حجاج کی فوجوں سے ہوا۔ تو شروع میں اشعث کا پلہ بھاری تھا۔ لیکن بعد میں فتح شکست سے بدل گئی اور اشعث شکست کھا کر سیستان کی طرف بھاگ گیا۔ ابن جبیرؒ مکہ معظمہ آ گئے اور مکہ کے گورنر خالد بن عبداللہ نے آپ کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھجوا دیا جو ان سے خار کھائے بیٹھا تھا۔ حجاج سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا اور اب دونوں میں حسب ذیل مکالمہ ہوا:

حجاج: تمہارا کیا نام ہے؟

ابن جبیر: سعید بن جبیر۔

حجاج: نہیں بلکہ اس کے برعکس شقی بن کسیر۔

ابن جبیر: میری ماں تم سے زیادہ میرے نام سے واقف تھیں۔

حجاج: تمہاری ماں بھی بد بخت تھی اور تم بھی بد بخت ہو۔

ابن جبیر: غیب کا علم دوسری ذات کو ہے۔

حجاج: میں تمہاری دنیا کو دہکتی ہوئی آگ سے بدل دوں گا۔

ابن جبیر: اگر مجھ کو یہ یقین ہوتا کہ یہ تمہارے اختیار میں ہے تو میں تم کو معبود بنا لیتا۔

حجاج: حضرت محمد ﷺ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟

ابن جبیر: وہ امام ہدیٰ اور نبیٔ رحمت تھے۔

حجاج: علیؓ اور عثمانؓ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا وہ جنت میں یا دوزخ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

میں؟

ابن جبیر: اگر میں وہاں گیا ہوتا اور وہاں کے رہنے والوں کو دیکھا ہوتا تو بتا سکتا تھا (غیب کے سوال کا میں کیا جواب دے سکتا ہوں؟)

حجاج: خلفا کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟

ابن جبیر: میں ان کا وکیل نہیں ہوں۔

حجاج: ان میں تم کس کو زیادہ پسند کرتے ہو؟

ابن جبیر: جو میرے خالق کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ تھا۔

حجاج: خالق کے نزدیک کون سب سے زیادہ پسندیدہ تھا؟

ابن جبیر: اس کا علم اس ذات کو ہے جو بھیدوں اور ان کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔

حجاج: عبدالملک کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟

ابن جبیر: تم ایسے شخص کے متعلق کیا پوچھتے ہو جس کے گناہوں میں ایک گناہ تمہارا وجود ہے۔

حجاج: تم ہنستے کیوں نہیں؟

ابن جبیر: وہ کس طرح ہنس سکتا ہے جو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور مٹی کو آگ کھا جاتی ہے۔

حجاج: پھر ہم تفریحی مشاغل سے کیوں ہنستے ہیں؟

ابن جبیر: سب کے دل یکساں نہیں ہوتے۔

حجاج: تم نے کبھی تفریح کا سامان بھی دیکھا ہے۔ یہ پوچھ کر حجاج نے بانسری بجانے کا حکم دیا اور بانسری کا نغمہ سن کر ابن جبیر رونے لگے۔ حجاج نے دریافت کیا یہ رونے کا کیا موقع ہے۔ موسیقی تو ایک تفریحی چیز ہے۔ ابن جبیر نے جواب دیا۔ نہیں وہ نالۂ غم ہے اور اس نے وہ آنے والا بڑا دن یاد دلایا ہے جس دن صور پھونکا جائے گا۔ وہ دن بہت سخت ہوگا اور وہاں کوئی کسی کے کام نہیں آ سکے گا۔ یہ سن کر حجاج ہنس پڑا اور کہنے لگا: سعید تمہاری حالت پر افسوس ہے۔ اس پر سعید نے جواب دیا وہ شخص افسوس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قابل نہیں ہے جو آگ سے نجات پا کر جنت میں داخل کیا گیا۔ اس گفتگو کے بعد پھر سے مکالمہ شروع ہو گیا۔

حجاج: کیا میں نے تم کو عہدۂ قضا پر مختار نہیں کیا تھا اور جب کوفہ والوں نے تمہاری مخالفت کی کہ قاضی عربی النسل ہونا چاہیے تو میں نے ابو بردہ کو قاضی بنایا اور ان کو ہدایت کی کہ وہ بغیر تمہارے مشورے کے کوئی کام نہ کریں؟

ابن جبیر: یہ صحیح ہے۔

حجاج: کیا میں نے تم کو اپنا ندیمِ خاص نہیں بنایا۔ حالانکہ وہ سب سردارانِ عرب تھے؟

ابن جبیر: ہاں یہ بھی درست ہے۔

حجاج: کیا میں نے تم کو ایک لاکھ کی خطیر رقم حاجت مندوں کو تقسیم کرنے کے لئے نہیں دی۔ پھر اس کا حساب کتاب نہیں مانگا۔

ابن جبیر: ہاں دی۔

حجاج: ان احسانات کے بعد پھر تم کو کس چیز نے میری مخالفت پر آمادہ کیا؟

ابن جبیر: میری گردن میں ابن اشعث کی بیعت کا طوق تھا۔

حجاج: ایک دشمن خدا کی بیعت کا اتنا پاس تھا اور امیر المومنین کی بیعت اور خدا کا کوئی پاس نہ تھا۔ خدا کی قسم! میں تم کو قتل کر کے واصل جہنم کئے بغیر اس جگہ سے نہ ہٹوں گا۔ بتاؤ تم کس طرح قتل کیا جانا پسند کرتے ہو؟

ابن جبیر: خدا کی قسم! تم دنیا میں مجھے جس طرح قتل کرو گے خدا تم کو آخرت میں اسی طرح قتل کرے گا۔

حجاج: کیا تم چاہتے ہو میں تم کو معاف کر دوں؟

ابن جبیر: اگر تم معاف کر دو گے تو وہ خدا کی جانب سے ہو گا (تمہارا احسان نہ ہو گا)

حجاج: تو میں تم کو قتل کر دوں گا۔

ابن جبیر: اللہ تعالیٰ نے میرا ایک وقت مقرر کر دیا ہے۔ اس وقت تک پہنچنا ضروری

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اس کے بعد اگر میرا وقت آ گیا تو پھر وہ ایک فیصل شدہ امر ہے۔ اس سے مفر نہیں ہے اور اگر عافیت مقدر ہے تو وہ بھی خدا کے ہاتھ میں ہے۔

اس گفتگو کے بعد حجاج نے جلاد کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ قتل کا حکم سن کر حاضرین میں سے ایک شخص رونے لگا۔ اس پر ابن جبیر نے اس سے دریافت کیا تم کیوں روتے ہو؟ اس نے جواب دیا۔ آپ کے قتل کا حکم سن کر۔ تو ابن جبیر نے جواب دیا۔ رونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ واقعہ پہلے ہی خدا کے علم میں ہے اور اس پر یہ آیت پڑھی۔

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ.

''نہ کوئی مصیبت دنیا میں آتی ہے نہ (خاص) تمہاری جانوں میں۔ مگر اس سے پہلے کہ ہم اس کو پیدا کریں۔ وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوئی ہے یہ (کام) اللہ تعالیٰ پر (بالکل) آسان ہے۔'' (الحدید۔۲۲)

مقتل میں جانے سے پہلے بیٹے کو بلایا۔ وہ بھی رونے لگا تو ابن جبیر نے فرمایا: رونے کی ضرورت نہیں۔ ۵۷ سال سے زیادہ تمہارے باپ کی عمر تھی ہی نہیں۔ غرض نہایت صبر و استقلال کے ساتھ مقتل کی طرف روانہ ہوئے۔

حجاج کو اطلاع دی گئی کہ اس وقت بھی ابن جبیر کے لبوں پر ہنسی ہے۔ اس پر حجاج نے کہا کہ ابن جبیر کو واپس لے آؤ۔ جب ابن جبیر واپس آئے تو ان سے پوچھا گیا۔ ہنستے کیوں ہو:

ابن جبیر نے جواب دیا:

خدا کے مقابلہ میں تمہاری جرأتوں اور تمہارے مقابلہ میں خدا کے حلم پر۔ یہ سن کو حجاج نے اپنے سامنے ہی قتل کا چمڑا بچھانے کا حکم دیا اور قتل کا اشارہ کیا۔

اس پر ابن جبیر نے فرمایا:

صرف اتنی مہلت دو کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں۔

حجاج نے کہا: اگر مشرق کی طرف رخ کر لو۔ تو اجازت مل سکتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: کچھ حرج نہیں۔

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ.

''(میں اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ یکسو ہو کر اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں''

(الانعام۔۷۹)

حجاج نے حکم دیا کہ سر کے بل جھکا دو۔ یہ حکم سن کر ابن جبیر نے راہ تسلیم و رضا میں خود سر کو جھکا دیا اور یہ آیت پڑھی:

مِنْھَا خَلَقْنٰکُمْ وَفِیْھَا نُعِیْدُکُمْ وَمِنْھَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْرٰی.

''اس زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں پھر واپس لوٹائیں گے اور اس سے پھر دوبارہ تم سب کو نکال کھڑا کریں گے۔'' (طٰہٰ۔۵۵)

اور پھر کلمۂ شہادت پڑھ کر بارگاہِ ایزدی میں دعا کی۔

''اے خدایا۔ میرے قتل کے بعد اس کو (حجاج) کو کسی اور شخص کے قتل پر قادر نہ کرنا۔''

جلاد شمشیر برہنہ تھا۔ حجاج کے حکم سے دفعتہً تلوار چمکی اور ایک کشتۂ حق کا سر زمین پر تڑپنے لگا۔ زمین پر گرنے کے بعد آخری کلمہ لا الہ الا اللہ زبان سے نکلا۔

اس سلسلہ میں یہ واقعہ باعث تعجب ہے کہ ابن جبیر کے قتل ہونے کے بعد ان کے جسم سے عام قتل ہونے والوں سے بہت زیادہ خون نکلا۔ اس پر حجاج نے اطبا کو طلب کیا اور اس کی وجہ دریافت کی۔

اطبائے کرام نے جواب دیا:

''خون روح کے تابع ہے۔ جن لوگوں کو پہلے قتل کیا گیا۔ ان کی روح قتل سے پہلے ہی اس کے حکم سے تحلیل ہو چکی تھی اور ابن جبیر کی روح پر اس کا کوئی اثر نہ تھا۔ اس لئے ابن جبیر کے جسم سے زیادہ خون نکلا ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ واقعہ شعبان ۹۴ھ میں پیش آیا۔ ابن جبیر کی عمر اس وقت ۵۷ سال تھی۔ یہ ہے زندہ مثال افضل الجهاد كلمة الحق عند سلطان جائرٌ کی۔ ؎

یہ مرتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دارو رسن کہاں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ

ایک خلیفہ کی موجودگی میں دوسرے
خلیفہ کی بیعت نہیں ہوسکتی۔

(سعید بن مسیب)

سعید بن مسیب اہل مدینہ کے سردار تھے۔
اور فتویٰ میں سب پر فائق تھے۔ ان کا
لقب فقیہ الفقہاء تھا۔

(ابن حبان)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۱۴)

سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ

بڑے جلیل القدر تابعی تھے۔ اپنے علم کے اعتبار سے ساری دنیا کے امام اور مقتدیٰ مانے جاتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت سے دو سال پہلے پیدا ہوئے۔ خلافت راشدہ کے آخری دور میں کم سن تھے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تعلیم سے فارغ ہو کر مسند علم و افتا کی زینت بن چکے تھے۔

ان کے صحیح حالات کا پتہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے چلتا ہے اور ان کی حق گوئی کا آغاز بھی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے شروع ہوا۔ آپ کی حق پرستی اور حق گوئی کی شہرت بہت زیادہ ہے کہ سلاطین اور خلفا کے سامنے ان کی زبان سے کلمۂ حق بلند ہوتا تھا۔ ان کی جرأت و حق گوئی کا آغاز خلفا کے ساتھ اختلاف سے ہوتا ہے۔ جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے خلافت کا دعویٰ کیا۔ تو سب سے پہلے ان کی بیعت کی مخالفت کرنے والے حضرت سعید بن مسیب تھے۔ اور آپ نے اعلان فرمایا:

''جب تک تمام مسلمانوں کا کسی ایک بیعت پر اتفاق نہ ہو جائے۔ اس وقت تک کسی اور کے ہاتھ پر بیعت نہیں ہو سکتی۔''

ابن مسیب کا شمار مدینہ کے ممتاز اہل علم میں ہوتا تھا اور آپ کے اعلان کا یہ اثر ہوا کہ مدینہ میں کوئی شخص بھی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی بیعت پر آمادہ نہ ہوا۔ اس پر جابر بن اسود جو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی طرف سے بیعت لینے پر مامور تھا سخت برہم ہوا۔ اس نے ابن مسیب کو کوڑوں سے پٹوایا۔ مگر ابن مسیب حق گوئی سے باز نہ آئے اور ان کی زبان کوڑوں کے سائے میں اعلان حق کا اظہار کرتی رہی۔ مزید اس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ جابر بن اسود نے ایک اور غلطی یہ کی کہ اس کی چار بیویاں تھیں۔ ایک بیوی کو طلاق دے دی۔ اور اس کی عدت ابھی پوری نہیں ہوئی تھی کہ پانچویں بیوی سے نکاح کرلیا جو کہ صریحاً حرام تھا۔ اس پر حضرت سعید بن مسیب کب خاموش رہنے والے تھے۔ آپ نے فتویٰ دے دیا:

جابر بن اسود نے کتاب اللہ کے خلاف قدم اٹھایا ہے اور یہ اس کا فعل سراسر حرام ہے اور یہ آیت قرآنی

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ.

''عورتوں ہی سے جو بھی تمہیں اچھی لگیں تم ان سے نکاح کرلو۔ دو دو تین تین چار چار سے۔'' (النساء۔۳)

کے سراسر خلاف ہے۔''

اور اس کے ساتھ جابر بن اسود سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''تو نے چوتھی کی عدت ختم ہونے سے پہلے پانچویں سے شادی کرلی ہے۔ تیرے دل میں جو آئے کرے۔ عنقریب تجھ پر بُرا وقت آنے والا ہے۔''

اس کے کچھ عرصہ بعد حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حجاج بن یوسف کے درمیان جنگ ہوئی۔ جس میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو شکست ہوئی اور وہ شہادت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو اپنی شہادت سے پہلے جابر بن اسود کی گستاخی کا جو اس نے ابن مسیب کے ساتھ کی تھی۔ علم ہو چکا تھا۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت سعید بن مسیب کے علم، مرتبہ اور مقام سے بخوبی واقف تھے اس لئے انہوں نے آپ سے کوئی تعرض نہ کیا۔ بلکہ جابر بن اسود کو سرزنش کی۔

جب عبداللہ بن زبیرؓ کے بعد عبدالملک بن مروان خلیفہ ہوئے تو ان کے ساتھ بھی ابن مسیب کا اختلاف جاری رہا۔ اختلاف کی وجہ یہ ہوئی کہ اموی حکومت کا بانی مروان اپنے بعد عبدالملک اور اس کے بعد عبدالعزیز کو خلیفہ نامزد کر گیا تھا۔ جب مروان کا انتقال ہوگیا تو عبدالملک خلیفہ بن گئے۔ انہوں نے اپنے بعد اپنے بھائی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عبدالعزیز کی بجائے اپنے بیٹوں ولید اور سلیمان کو خلیفہ بنانے کا ارادہ کیا۔ اس بات کا جب علمائے کرام اور سربرآوردہ اشخاص کو علم ہوا تو انہوں نے عبدالملک کو سمجھایا کہ آپ یہ صحیح نہیں کر رہے۔ چنانچہ عبدالملک اپنے اس ارادے سے باز آ گئے۔ مگر یہ عبدالملک کی خوش قسمتی تھی کہ عبدالعزیز عبدالملک کی زندگی میں انتقال کر گئے۔

اب عبدالملک کے لئے میدان صاف ہو گیا تو انہوں نے ولید اور سلیمان کی بیعت کے لئے اپنی حکومت کے گورنروں کے نام یہ فرمان جاری کر دیا کہ ولید اور سلیمان کے لئے بیعت لی جائے۔ مدینہ کے گورنر ہشام بن اسمٰعیل حضرت ابن مسیب سے بیعت لینے کے لئے آئے تو اس وقت حضرت ابن مسیب نے برملا فرمایا:

''میں عبدالملک کی زندگی میں دوسری بیعت نہیں کر سکتا۔''

اس پر گورنر مدینہ ہشام بن اسمٰعیل سخت برہم ہوا۔ اس نے ابن مسیب کو کوڑوں کی سزا دی اور اس کے ساتھ شہر میں تشہیر بھی کرائی۔ تشہیر سے بھی ابن مسیب راس نہ ہوئے تو آپ کو قید خانے میں ڈالا گیا اور قید خانے میں بھی آپ پر بہت دباؤ ڈالا گیا کہ آپ بیعت کر لیں۔ لیکن اس میں بھی گورنر کو ناکامی ہوئی اور آپ اعلان فرماتے رہے کہ

''ایک خلیفہ کی موجودگی میں دوسرے خلیفہ کی بیعت نہیں ہو سکتی۔ گورنر مدینہ کو بتایا گیا کہ ابن مسیب استقامت اور استقلال کا پہاڑ ہیں۔ ان میں معمولی سی لچک بھی نہیں ہے۔ وہ اپنے قول کے بڑے پکے ہیں۔

قبیصہ بن ذویب عبدالملک کے پرائیویٹ سکریٹری تھے۔ تمام شاہی ڈاک پہلے قبیصہ بن ذویب کے پاس جاتی تھی اس کے بعد عبدالملک کے سامنے پیش کی جاتی تھی۔ چنانچہ ہشام بن اسمٰعیل گورنر مدینہ نے اپنی کارگزاری کی رپورٹ جو اس نے حضرت سعید بن مسیب کے ساتھ سلوک کیا تھا۔ اس کی اطلاع عبدالملک کو بھیجی۔

قبیصہ بن ذویب بڑے مرتبہ شناس اور عاقبت اندیش تھے اور اس کے ساتھ ابن مسیب کے بڑے قدردان تھے۔ ہشام نے ابن مسیب کے ساتھ جو سلوک کیا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر وہ سخت برہم ہوئے۔ انہوں نے عبدالملک سے کہا کہ ہشام نے ابن مسیب کے ساتھ جو سلوک کیا ہے اچھا نہیں کیا۔ اس لئے اگر ابن مسیب بیعت نہ بھی کریں تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا اور ابن مسیب سے کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے۔ اس کے برعکس ہشام نے ابن مسیب سے جو سلوک کیا ہے اس سے وہ اور زیادہ سخت ہو جائیں گے۔ ان کے پائے استقلال میں ذرہ بھر بھی جنبش نہیں آئے گی۔ سعید بن مسیب امام اہل سنت ہیں۔ اس لئے میرا مشورہ ہے۔ کہ آپ ان سے معذرت کر لیں۔ عبدالملک نے کہا کہ تم اپنی طرف سے کہہ دو۔ ہشام نے جو کاروائی کی ہے میرے منشا کے خلاف کی ہے اور مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ چنانچہ قبیصہ نے ابن مسیب کو خط لکھا۔ اس پر حضرت سعید بن مسیب نے خط پڑھ کر فرمایا:

''جس نے مجھ پر ظلم کیا ہے اس کے اور میرے درمیان خدا ہے۔''

اس کے بعد عبدالملک نے ہشام کو خط لکھا کہ تم نے سعید بن مسیب کے ساتھ جو سلوک کیا ہے اچھا نہیں کیا۔ مجھ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ابن مسیب کی مخالفت سے کوئی تفرقہ پیدا نہیں ہوگا۔ اس پر گورنر مدینہ ہشام بن اسمٰعیل سخت نادم ہوا اور ابن مسیب کو رہا کر دیا۔

حجاج بن یوسف جو کہ اپنے دور کا سخت ترین گورنر تھا۔ وہ اموی حکمرانوں کے خلاف معمولی سی بات سننا بھی گوارا نہیں کرتا تھا۔ بلکہ جو شخص اموی حکمرانوں کے خلاف کوئی بات کرتا تو اس کی تلوار اس کی گردن پر ہوتی تھی۔ مگر اس نے اپنے دور گورنری میں ابن مسیب سے کسی قسم کی زیادتی نہیں کی۔ اس پر لوگوں نے حضرت سعید بن مسیب سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا مجھے اس کا خود علم نہیں۔ البتہ ایک واقعہ ضرور مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ حجاج اپنے باپ کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا اور وہ رکوع و سجود صحیح ادا نہیں کرتا تھا۔ اس پر میں نے اس کو تنبیہ کرنے کے لئے کنکریاں ماریں۔ اس کے بعد اس کی نماز درست ہوگئی۔ شاید اس وجہ سے مجھ سے کسی قسم کا تعرض نہیں کرتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حضرت سعید بن مسیب کی علمی فضیلت اور ان کی امامت وجلالت پر تمام علما کا اتفاق ہے۔ تفسیر، حدیث، فقہ میں صاحب کمال تھے۔ زہد اور ورع میں بھی بلند مرتبہ و مقام کے حامل تھے۔ تفسیر قرآن میں ان کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ حدیث نبوی ﷺ سے بہت زیادہ شغف تھا۔ آپ نے جب ہوش سنبھالا۔ تو اس وقت اساطین صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت مدینہ میں موجود تھی۔ حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت ابو ہریرہ، حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم اجمعین ان سب حضرات سے ابن مسیب نے استفادہ کیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ابن مسیب کے خسر تھے۔ اس تعلق سے ابن مسیب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے خاص طور پر فیض یاب ہوئے۔ حافظہ قوی تھا۔ اس لئے جو حدیث ایک بار سن لیتے حافظہ میں محفوظ ہو جاتی۔

فقہ میں بھی ابن مسیب بلند مرتبہ و مقام کے حامل تھے۔ ان کا شمار مدینہ کے فقہائے سبعہ میں ہوتا ہے۔ محدث ابن حبان نے لکھا ہے:

''سعید بن مسیب اہل مدینہ کے سردار تھے۔ اور فتویٰ میں سب پر فائق تھے ان کا لقب فقیہ الفقہاء تھا۔''

حضرت عبداللہ بن عمرؓ ابن مسیب کے علم وفضل کے معترف تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص حضرت ابن عمرؓ کے پاس آیا۔ اور کوئی مسئلہ دریافت کیا۔ حضرت ابن عمرؓ نے اس شخص سے کہا۔ کہ اس مسئلہ کا جواب جا کر ابن مسیب سے دریافت کرو۔ وہ جو مسئلہ کا جواب دیں۔ تو مجھے بھی اس سے آگاہ کرنا۔ چنانچہ وہ شخص ابن مسیب کے پاس گیا۔ اور مسئلہ دریافت کیا اور انہوں نے جواب دیا۔ اس سے حضرت ابن عمرؓ کو بھی آگاہ کیا۔ جواب سن کر حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا:

''ابن مسیب علماء میں سے ہیں''

امام حسن بصری بھی حضرت سعید بن مسیب کے علم وفضل اور ان کے جامع

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الکمالات ہونے کے معترف تھے۔ جب کسی مسئلہ میں امام حسن بصری کو کوئی مشکل پیش آتی تو وہ ابن مسیّب کی طرف رجوع کرتے۔

نماز باجماعت کا اتنا اہتمام تھا کہ چالیس سال تک اور ایک روایت کے مطابق پچاس سال تک نماز باجماعت ادا کی۔ اور اس میں ایک نماز کا بھی ناغہ نہیں ہوا۔ کبھی ایسے وقت میں مسجد جانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ جب لوگ نماز پڑھ کر مسجد سے جا رہے ہوں۔

جس زمانہ میں یزید اور عبداللہ بن زبیرؓ میں خلافت کے سلسلہ میں اختلاف ہوا اور مدینہ میں تین دن تک کشت وخون ہوتا رہا۔ مدینہ کے لوگ باہر گلیوں میں نکلنے کی جرأت نہیں کرتے تھے اور باہر نکلنا موت کو دعوت دینا تھا۔ اس وقت بھی ابن مسیّب پابندی کے ساتھ مسجد نبوی میں جا کر نماز پڑھتے تھے۔

حضرت سعید بن مسیّب تلاوت قرآن مجید کے بڑے پابند تھے سفر اور حضر میں بھی تلاوت سے ناغہ نہیں ہوا۔

عادات وخصائل میں صحابہ کرامؓ کا نمونہ تھے۔ بڑے بڑے صحابہ کرامؓ ان کے اخلاق وکمالات کے معترف تھے۔ حضرت ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے:

''اگر نبی کریم ﷺ ان کو دیکھتے تو خوش ہوتے۔''

حضرت سعید بن مسیّب بڑے نرم طبیعت اور صلح جو تھے۔ لیکن اعلان حق میں ان کی نرمی درشتی اور سختی میں بدل جاتی تھی۔

خلیفہ عبدالملک ایک دفعہ مدینہ آئے۔ تو ابن مسیّب سے ملنے کی خواہش کی۔ اتفاق سے ابن مسیّب اس وقت مسجد نبوی میں تھے۔ عبدالملک مسجد کے دروازے پر جا کر کھڑے ہو گئے۔ اور اندر اپنا آدمی بھیجا کہ ابن مسیّب کو بلا لاؤ۔ آدمی مسجد کے اندر گیا اور ابن مسیّب سے جا کر کہا کہ امیر المومنین آپ کو یاد کرتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا:

''امیر المومنین کو مجھ سے کوئی ضرورت ہے اور نہ مجھے ان سے۔ اگر امیر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المومنین کی کوئی ضرورت ہو تو وہ پوری نہیں ہو سکتی۔''

عبدالملک نے دوبارہ آدمی بھیجا اور اس کے ساتھ یہ بھی حکم دیا کہ سختی نہ کرنا۔ مگر حضرت ابن مسیب نے اس طرف کوئی توجہ نہ کی اور صاف انکار کر دیا۔ کہ میں امیر المومنین کو نہیں ملوں گا۔ یہ جواب سن کر عبدالملک نے کہا:

''اللہ تعالیٰ ابو محمد پر رحم کرے ان کی سختی بڑھتی جاتی ہے۔''

ایک دفعہ عبدالملک کی اتفاقاً ملاقات ہو گئی تو حضرت ابن مسیب سے کہا:

''اے ابو محمد! اب میری یہ حالت ہو گئی ہے کہ اچھا کام کرتا ہوں تو اس کی کوئی خوشی نہیں ہوتی۔ اگر برا کام کرتا ہوں تو اس کا بھی کوئی رنج نہیں ہوتا۔''

ابن مسیب نے جواب میں فرمایا:

''اب تمہارا قلب پوری طرح مر گیا ہے۔''

یہ تھی آپ کی حق گوئی و بیباکی!

عبدالملک کے بعد ان کے بیٹے ولید بن عبدالملک خلیفہ ہوئے۔ ان کے ساتھ بھی ابن مسیب کا وہی طرزِ عمل رہا۔ جو عبدالملک کے ساتھ تھا۔ ایک دفعہ ولید بن عبدالملک اپنے زمانہ خلافت میں مسجد نبوی کے معائنہ کے لئے تشریف لائے۔ مسجد سے تمام آدمیوں کو باہر نکال دیا گیا۔ ابن مسیب مسجد کے ایک گوشہ میں مصروف عبادت تھے۔ انہیں باہر نکالنے کی کسی کو بھی ہمت نہ ہوئی۔ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا۔ آپ اس وقت اگر مسجد سے تشریف لے جائیں تو بہتر رہے گا۔ آپ نے فرمایا:

''میں اپنے وقت سے پہلے مسجد سے باہر نہیں جاؤں گا۔''

اس آدمی نے جواب دیا کہ آپ بے شک مسجد سے باہر نہ جائیں لیکن جب امیر المومنین اس طرف تشریف لائیں۔ تو انہیں اٹھ کر سلام کہہ دینا۔ اس پر ابن مسیب نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''خدا کی قسم! ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ نہ میں کھڑا ہوں گا اور نہ ہی ان سے گفتگو کروں گا۔''

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اس وقت مدینہ کے گورنر تھے اور ولید بن عبدالملک کو مسجد کا معائنہ کرا رہے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ابن مسیب کے مرتبہ شناس اور ان کی طبیعت سے واقف تھے۔ اس لئے ولید کو اس طرف لے گئے۔ جہاں ابن مسیب بیٹھے مصروف عبادت تھے۔ جب ولید قبلہ کی طرف بڑھا تو اس کی نظر ابن مسیب پر پڑ گئی۔ اس نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے دریافت کیا یہ شیخ کون ہیں۔ سعید تو نہیں؟

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا:

''ہاں۔ سعید بن مسیب ہیں۔''

اور کہا شاید انہوں نے آپ کو دیکھا نہیں۔ دیکھتے تو ضرور سلام کرتے۔ اب کچھ ان کی نظر بھی کمزور ہوگئی ہے۔

ولید نے کہا۔ اچھا میں خود ان کے پاس چلتا ہوں۔ چنانچہ ولید ان کے پاس آئے اور پوچھا:

''شیخ کیا حال ہے؟''

ابن مسیب نے بیٹھے بیٹھے جواب دیا:

''الحمدللہ۔ اچھا ہوں۔''

لیکن اتنا اخلاق برتا کہ جواب میں ولید کا مزاج پوچھ لیا۔

اس وقت ولید نے چلتے ہوئے کہا:

''یہ پرانی یادگار ہیں۔''

حضرت سعید بن مسیب کی لڑکی کی شادی کا واقعہ بھی مختلف حیثیتوں سے بڑا سبق آموز ہے اور حق گوئی کی ایک عمدہ مثال ہے۔ ابن مسیب کی ایک لڑکی بڑی تعلیم یافتہ، عبادت گزار اور خوبصورت تھی۔ ولید نے اپنے بھائی سلیمان کے لئے آپ سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لڑکی کا رشتہ مانگا لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ اور اپنی اس لڑکی کا نکاح ایک غریب آدمی سے کر دیا۔

ابن مسیب نے ۹۴ھ میں ۷۵ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

والیٔ عراق عمر بن ہبیرہ سے
حضرت حسن بصری کی گفتگو۔۔۔
یزید کے بارے میں خدا کا خوف کر
اور خدا کے معاملہ میں یزید کا خوف نہ کر
خدا تجھ کو یزید سے بچا سکتا ہے
اور یزید تم کو خدا سے نہیں بچا سکتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۵)

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

امام حسن بصریؒ اپنے علمی و عملی کمالات کے لحاظ سے سرخیل علماء میں شمار ہوتے تھے۔ اخلاقی اور روحانی فضائل کے اعتبار سے ان کا رتبہ بہت بلند تھا۔ حضرت امام حسن بصریؒ اس لحاظ سے بہت خوش نصیب تھے۔ کہ انہیں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی رضاعت کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جب کہ ان کی عمر ۱۳۔۱۴ سال کی تھی۔ بے تکلف ازواج مطہرات کے گھروں میں آتے جاتے تھے۔

حضرت امام حسن بصریؒ نے جب ہوش سنبھالا تو اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت موجود تھی۔ ان کی نشو ونما ان حالات میں ہوئی جب کہ مدینہ کی ہر گلی علوم نبوی کا مخزن تھی۔ ان کو ایسے لوگوں کی صحبت میسر آئی جو کہ تعلیمات اسلامی کا زندہ نمونہ اور اخلاق نبوی کا مکمل مظہر تھے۔ اس لئے ان کا دامنِ علم و فضل اور زہد و ورع جملہ اخلاقی اور روحانی فضائل سے مالا مال ہو گیا۔

علمائے امت کا اس پر اتفاق ہے کہ امام حسن بصریؒ جامع کمالات تھے۔ بلند مرتبت اور رفیع المنزلت تھے، فقیہ، عابد و زاہد اور وسیع العلم تھے۔ غرض جملہ علوم ظاہر و باطنی کی نعمتوں سے مالا مال تھے۔

اگر چہ امام حسن بصریؒ جامع العلوم تھے۔ لیکن ان کی زندگی زیادہ تر زہد و عبادت اور روحانی مشاغل میں بسر ہوئی۔ مگر اس کے ساتھ تفسیر، حدیث، فقہ اور دوسرے تمام علوم اسلامیہ میں ان کو مکمل دسترس حاصل تھی۔

امام حسن بصریؒ ممتاز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فیض یاب ہوئے۔ مثلاً

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، حضرت انس بن مالکؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت سعد بن عبادہؓ اور حضرت ابوہریرہؓ۔ حضرت امام حسن بصریؒ کے بارے میں علمائے اسلام کی متفقہ رائے ہے کہ وہ اپنے علم و فضل، زہد و ورع، عبادت و ریاضت اور اخلاق و عادات کے لحاظ سے اصحاب رسول کے مشابہ تھے۔

آپ کی حق گوئی و بیبا کی بھی مسلمہ تھی۔ اس سے انکار نہیں کہ آپ نے ہمیشہ حکام اور سلاطین کے غیر شرعی اوامر کے مقابلہ میں اپنی زبان کو بند نہیں رکھا۔ جب بھی کوئی ایسا موقع آیا۔ تو آپ شمشیر برہنہ بن کر سامنے آئے جب عمر بن ہبیرہ عراق کا والی مقرر ہوا تو اس نے عراق کے اکابر علماء کو بلایا۔ ان علما میں امام حسن بصری بھی شامل تھے۔ اس نے علماء سے سوال کیا:

''یزید اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے اور ہم اس کی طرف سے نائب ہیں۔ خلیفہ ہمارے پاس احکام بھیجتا ہے تا کہ اس کی تعمیل کرائی جائے۔
اس بارے میں آپ علماء کی کیا رائے ہے؟''

تمام علمائے کرام خاموش رہے۔
مگر امام حسن بصری کب خاموش رہنے والے تھے۔
فوراً جواب دیا:

''یزید کے بارے خدا کا خوف کر اور خدا کے معاملہ میں یزید کا خوف نہ کر۔ خدا تجھ کو یزید سے بچا سکتا ہے اور یزید تجھ کو خدا سے نہیں بچا سکتا۔ وہ زمانہ قریب ہے کہ جب خدا تیرے پاس ایک فرشتہ بھیجے گا جو تجھ کو تخت حکومت سے اتار کر قبر کی تنگی میں ڈال دے گا۔ اور اس وقت صرف تیرے نیک اعمال ہی تیری نجات کا ذریعہ بنیں گے۔ اس لئے تجھے مشورہ ہے کہ حکومت کے ذریعے خدا کے دین اور اس کے بندوں پر سوار نہ ہو جاؤ۔ خدا کی اطاعت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد سے والی عراق پر لرزہ طاری ہوگیا۔ اور خاموشی اختیار کی۔

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حجاج بن یوسف ثقفی کو اس امت کا فرعون قرار دیتے تھے۔ جب حجاج کا انتقال ہوا تو اس کی وفات کی خبر سن کر فوراً سجدہ میں گر گئے اور فرمایا:

''الحمدللہ! آج اس امت کا فرعون دنیا سے رخصت ہوگیا ہے۔''

آپ کی وفات سے پہلے ایک آدمی نے خواب میں دیکھا کہ ایک پرندے نے مسجد سے ایک خوبصورت کنکری اٹھالی ہے۔ تو اس خواب کی تعبیر معبر نے یہ کی۔ کہ حضرت حسن بصری کا انتقال ہو جائے گا۔ چنانچہ چند دن بعد امام حسن بصری کا انتقال ہوگیا۔ ان کے جنازہ میں بصرہ کے تمام لوگوں نے شرکت کی اور سارا شہر خالی ہوگیا۔ اس دن بصرہ کی کسی مسجد میں عصر کی اذان نہیں ہوئی۔ اس لئے کہ شہر میں کوئی آدمی موجود ہی نہیں تھا۔

بنا کر دند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

حضرت حسن بصری کا انتقال ۱۱۰ھ میں ہوا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

امام محمد شیبانی رحمۃ اللہ علیہ

علم اور دنیاوی اسباب کے سلسلہ میں
مجھ پر امام محمد کا جتنا احسان ہے
اتنا کسی اور کا نہیں ہے۔
(امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۶)

امام محمد شیبانی رحمۃ اللہ علیہ

امام محمد بن حسن جن کی کنیت ابوعبداللہ تھی ۱۳۲ھ میں پیدا ہوئے۔ عمر کا ابتدائی حصہ واسط میں گزارا۔ اس کے بعد ان کے والد حسن کوفہ منتقل ہو گئے۔ اس وقت کوفہ علم وفن کا مرکز تھا۔ اور اس کو ''ام البلاد'' کی حیثیت حاصل تھی۔

امام محمد بن حسن نے اپنی تعلیم کا آغاز کوفہ میں کیا اور سب سے پہلے قرآن مجید حفظ کیا۔ ۱۴ سال کے تھے کہ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے تعلیم حاصل کرنے لگے۔ جب تک امام ابوحنیفہ زندہ رہے ان کے سفر وحضر کے ساتھی رہے اور ان کی زندگی میں کسی دوسرے استاد کی خدمت میں حاضری نہیں دی۔

امام ابوحنیفہ کی وفات کے بعد امام محمدؒ امام ابو یوسف کے حلقۂ درس میں شامل ہوئے اور چار سال تک ان سے اکتساب فیض کیا۔ امام محمد نے امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف سے زیادہ تر قرآن اور فقہ میں استفادہ کیا۔

حدیث کی تحصیل امام محمد نے عالم مدینہ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ سے کی۔ حالانکہ اس وقت کوفہ وبصرہ اور مکہ میں بڑے بڑے شیوخ حدیث موجود تھے لیکن جو خصوصیت امام مالک کے درس حدیث میں تھی وہ دوسرے شیوخ حدیث کے ہاں نہیں تھی۔ اس لئے امام محمد نے تحصیل حدیث کے لئے مدینہ منورہ کا رخ کیا۔ اور امام مالک کی خدمت میں تین سال رہ کر حدیث میں استفادہ کیا۔

امام محمد نے ۲۰ برس کی عمر میں تعلیم سے فراغت پائی۔ اور ساتھ ہی درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ان کے حلقۂ درس میں مختلف ممالک اسلامیہ کے طلبا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاضر ہوتے تھے۔ چنانچہ ان سے فیض یاب ہونے والوں کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ ان کے تلامذہ میں امام محمد بن ادریس شافعی جو ایک فقہی مذہب کے بانی ہیں شامل ہیں۔ آپ کو امام شافعی سے خصوصی تعلق تھا۔ اور امام شافعی بھی ان کے بہت قدر دان تھے جیسا کہ امام شافعی فرماتے ہیں:

علم اور دنیاوی اسباب کے سلسلہ میں مجھ پر امام محمد کا جتنا احسان ہے اتنا کسی دوسرے کا نہیں ہے۔

اسلاف میں ایسی کئی برگزیدہ اور جلیل القدر ہستیاں گزری ہیں کہ جنہوں نے اپنے فضل و کمال کے باوجود حکومت کا کوئی عہدہ قبول نہ کیا اور نہ ہی امرا اور سلاطین کی صحبت کو پسند کیا۔ امام ابوحنیفہ کو منصور نے قاضی القضاۃ کے عہدہ کی پیشکش کی۔ لیکن انہوں نے اس کو قبول نہ کیا۔ امام ابو یوسف کو عہدہ پیش کیا گیا تو انہوں نے اس مصلحت کے تحت قبول کر لیا کہ اس کے ذریعہ سے وہ امام ابوحنیفہ کے مسلک کی اشاعت کر سکیں گے اور امام محمد نے بھی امام ابو یوسف کے مشورہ پر قاضی کا عہدہ قبول کر لیا تا کہ وہ اپنے استاد کے مسلک کی اشاعت کر سکیں گے۔

امام محمد نے امام ابو یوسف کے مشورہ سے عہدہ تو قبول کر لیا تھا لیکن ان کا دل مطمئن نہیں تھا۔ تاہم جتنا عرصہ وہ قاضی کے عہدہ پر فائز رہے۔ بڑی دیانت داری سے بلا کسی رورعایت کے اس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ انہوں نے کبھی بھی اپنے فیصلہ میں خلیفۂ وقت یا ارکان دولت کی پرواہ نہیں کی۔

امام محمد کی حق گوئی' استقلال اور ثابت قدمی کا ایک واقعہ مؤرخین نے لکھا ہے:

''امام محمد جب قاضی بنائے گئے۔ تو کچھ دنوں بعد یحییٰ بن عبداللہ کی امان کا قصہ دربار میں پیش ہوا۔ خلیفہ ہارون الرشید یحییٰ بن عبداللہ کو نقض عہد کی سزا دینا چاہتا تھا۔ لیکن اس کے لئے قاضی کے فیصلہ کی ضرورت تھی۔ چنانچہ تمام قاضی دربار میں بلائے گئے۔ جن میں امام محمد بن حسن بھی موجود تھے۔ خلیفہ ہارون الرشید نے سب سے پہلے امام محمد سے دریافت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا کہ آپ کی کیا رائے ہے؟''

امام محمد نے فرمایا:

یحییٰ بن عبداللہ کو جو امان دی جا چکی ہے وہ صحیح ہے اور اس امان کا نقض اور یحییٰ کا قتل کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔

دوسرے قاضیوں نے مختلف رائیں دیں۔ بعض نے گول مول جواب دیا اور بعض نے خاموشی اختیار کی اور بعض نے ہارون کی مرضی کے موافق فیصلہ دیا۔ چنانچہ ہارون امام محمد سے ناراض ہوگیا۔ قاضی کے عہدہ سے برطرف کر دیے گئے۔ فتویٰ دینے سے روک دیا گیا اور اس کے بعد جیل کی کال کوٹھری میں قید کر دیا گیا۔

کچھ عرصہ بعد ہارون نے آپ کو رہائی دی اور قاضی القضاۃ کے عہدہ کی پیشکش کی جو آپ نے قبول کر لی۔ اپنی زندگی کے آخری ایام تک وہ اس عہدہ پر فائز رہے۔

اخلاق و عادات کے لحاظ سے امام محمد بہت بلند مرتبہ تھے۔ بڑے فیاض اور سیر چشم تھے اور جرأت و حق گوئی میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ یحییٰ بن عبداللہ کے بارے میں آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ قید و بند کو قبول کر لیا۔ لیکن ہارون کی مرضی کے خلاف حق کی حمایت میں صحیح فیصلہ دیا۔

امام محمد بہت زیادہ زاہد و عابد تھے۔ تین دن میں قرآن مجید ختم کرتے تھے مسائل کے استنباط میں ان کو خاص ملکہ حاصل تھا اور تفریع مسائل میں بلند مرتبہ تھے۔

امام مزنی فرماتے ہیں:

امام ابوحنیفہ اہل عراق کے سردار ہیں امام ابو یوسف ان سب سے زیادہ متبع سنت ہیں۔ امام محمد نے ان سب سے زیادہ مسائل کی تفریع کی ہے اور امام زفر سب سے قیاس تھے۔

امام محمد بن حسن ۵۸ سال کی عمر میں ۱۸۹ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے ۷۰ ہزار مسائل
کا جواب حدیث کی روشنی میں دیا۔
(مہقل بن زیاد)

شام میں امام اوزاعی سے زیادہ
حدیث کا جاننے والا اور کوئی نہیں تھا۔
(عبدالرحمان بن مہدی)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۱۷)

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ

ائمہ تبع تابعینؒ میں جو ممتاز مجتہدین ہوئے ہیں۔ ان میں امام اوزاعیؒ بھی شامل ہیں۔ ان کا شمار ان مجتہدین میں ہوتا ہے جو اپنے علم و فضل میں یگانۂ روزگار تھے۔ اور یہ بھی ایک فقہی مکتب کے بانی ہیں۔

امام اوزاعی کی ساری زندگی شام میں بسر ہوئی۔ ۸۵ھ میں شام کے شہر بعلبک میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں ان کا نام عبدالعزیز تھا۔ آپ نے بدل کر عبدالرحمٰن رکھ لیا کنیت ابوعمر تھی اور والد کا نام عمرو تھا۔ ابھی کم سن تھے کہ ان کے والد نے انتقال کیا۔ اور ان کی والدہ معاشی حالات کی وجہ سے بعلبک میں ٹھہر نہ سکی اور ان کو لے کر بیروت میں قیام پذیر ہوگئیں۔ بیروت ہی میں ان کی تعلیم کا آغاز ہوا۔

بیروت میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد امام اوزاعی بصرہ چلے آئے۔ بصرہ میں آپ نے حسن بصری اور محمد بن سیرینؒ سے استفادہ کیا۔ امام اوزاعی کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے تابعین کی ایک کثیر جماعت سے حدیث نبوی کی سماعت کی۔

حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں ان کے بارے میں کہتے ہیں:

ادرک خلقا من التابعین

تابعین کی ایک کثیر تعداد کی انہوں نے صحبت اٹھائی

فراغت تعلیم کے بعد درس و افتاء کا سلسلہ شروع کیا۔ حدیث نبوی ﷺ میں ان کا مرتبہ بہت بلند تھا اور حدیث سے مسائل کے استنباط میں ان کو خاص ملکہ تھا۔ حافظ ابن کثیر نے ان کے ایک شاگرد مہقل بن زیاد کا قول نقل کیا ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

''اوزاعی نے ستر ہزار مسائل کا جواب حدیث کی روشنی میں دیا۔''

امام اوزاعی کے علم و فضل کا اعتراف نامور محدثین کرام نے کیا ہے۔ امام جرح و تعدیل یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ ائمہ تو چار ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام سفیان ثوریؒ اور امام اوزاعیؒ۔

امام عبدالرحمان بن مہدی فرماتے ہیں:

''شام میں امام اوزاعی سے زیادہ حدیث کا جاننے والا اور کوئی نہیں تھا۔''

امام نووی نے لکھا ہے:

''امام اوزاعی کی امامت' جلالت شان' علو مرتبت اور فضل و کمال پر سب کا اتفاق ہے۔''

حافظ ابن کثیر نے بھی ان کے علم و فضل' زہد و تقویٰ اور تمام علوم اسلامیہ میں بلند مرتبہ ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ سیرت و کردار میں بھی امام اوزاعی صحابہ و تابعین کا نمونہ تھے۔ زہد و قناعت' سخاوت و فیاضی' حق گوئی و بیباکی' وعظ و پند اور امت کی خیر خواہی یہ سب ان کے نمایاں اوصاف تھے۔

حق گوئی و بیباکی ان کی سیرت کا نمایاں وصف تھا۔ اس وصف میں وہ بہت زیادہ مشہور تھے۔ عبداللہ بن علی نے جب شام سے بنوامیہ کا اقتدار ختم کر کے ملک پر قبضہ کر لیا تو اس وقت امام اوزاعی روپوش ہو گئے تھے۔ عبداللہ بن علی نے اعلان کیا کہ اوزاعی کو تلاش کیا جائے۔ امام اوزاعی کو پتا چلا کہ عبداللہ بن علی ان کی تلاش میں ہیں تو خود عبداللہ بن علی کے دربار میں حاضر ہو گئے۔ دربار میں آپ کی عبداللہ بن علی سے جو گفتگو ہوئی۔ وہ ان کی زبانی حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ اور حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں درج کی ہے۔ اس گفتگو سے جو عبداللہ بن علی اور امام اوزاعی کے درمیان ہوئی آپ اندازہ کر سکیں گے کہ امام اوزاعی کس درجہ حق گو اور جرأت مند تھے۔

امام اوزاعی فرماتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

''جس وقت میں دربار میں داخل ہوا تو دیکھا کہ عبداللہ ایک تخت پر متمکن ہے اور اس کے ہاتھ میں ایک نیزہ ہے۔ اس کے اردگرد بہت سے جلاد نما سپاہی ننگی تلواریں لئے کھڑے ہیں۔ میں نے پہنچ کر سلام کہا۔ اس نے سلام کا جواب دینے کے بجائے اپنے نیزے کو زمین پر پٹکتے ہوئے کہا:

''اوزاعی! ہم نے ان ظالموں (بنو امیہ) سے ملک اور اس کے باشندوں کو نجات دلانے میں جو جنگ کی ہے۔ یہ جہاد ہے کہ نہیں۔'' امام اوزاعی کے لئے یہ بڑا سخت وقت تھا۔ مگر انہوں نے نہایت حکیمانہ جواب دیا: فرمایا: ''میں نے یحییٰ بن سعید کے واسطہ سے یہ حدیث سنی ہے کہ تمام اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ ہر شخص اپنے اعمال میں جیسی نیک و بد نیت کرے گا۔ ویسا ہی اسے اجر ملے گا۔

مقصد یہ ہے کہ اگر تمہاری نیت صرف ملک گیری کی تھی تو تم کو اس کا اجر ملے گا۔ اور اگر اعلائے کلمۃ اللہ مقصد تھا تو پھر جہاد کا ثواب ملے گا۔''

یہ غیر متوقع جواب سن کر عبداللہ بن علی نے غصہ میں اپنے نیزہ کو زمین پر ایک بار پھر تیزی سے پٹکا اور دوسرا سوال کیا۔

یا اوزاعی ماتقول فی دماء بنو امیه

اے اوزاعی بنی امیہ کے خون کے بارے میں کیا خیال ہے؟ (یعنی ان کا قتل کرنا جائز ہے یا حرام)

امام اوزاعی نے اپنی طرف سے کوئی جواب دینے کے بجائے نہایت ہی متانت کے ساتھ ایک حدیث پھر سنائی۔ وہ حدیث یہ ہے:

''آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مسلمان کا خون کرنا تین حالتوں میں جائز ہوسکتا ہے۔ قصاص میں یا شادی کے بعد زنا میں یا پھر ارتداد کے بعد۔''

یہ جواب بھی عبداللہ بن علی کی توقع کے خلاف تھا۔ اس لئے اس نے اس دفعہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اور زیادہ غصہ کا اظہار کیا۔ پھر پوچھا:

''اچھا بنوامیہ کے مال کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔''

امام اوزاعی نے فرمایا:

''ان کے پاس جو دولت تھی اگر وہ حرام ذریعہ سے ان کے ہاتھ میں آئی تھی تو بہر حال تمہارے ہاتھ میں پہنچ کر حلال تو نہیں ہو سکتی۔ اگر وہ حلال تھی تو تم اس کو اسی طریقہ سے لے سکتے ہو جس طرح شریعت نے اجازت دی ہے۔

یہ جواب سن کر عبداللہ بن علی آگ بگولا ہو گیا۔

امام اوزاعی فرماتے ہیں:

مجھ کو اس جواب کے بعد متوقع تھا کہ وہ میرے قتل کا حکم دے گا۔ مگر اس نے ترہیب کے بجائے ترغیب سے کام لینا شروع کیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیوں نہ آپ کو عہدہ قضا سونپ دیا جائے۔ تو کیا حرج ہے۔''

امام اوزاعی نے جواب دیا:

''آپ کے اسلاف نے اس ذمہ داری سے مجھے سبکدوش رکھا تو میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی اس روش پر قائم رہیں۔''

اس سوال و جواب کے بعد عبداللہ بن علی نے امام اوزاعی کو واپس جانے کی اجازت دے دی۔ امام اوزاعی دربار سے کچھ دور ہی گئے تھے کہ عبداللہ بن علی کا ایک قاصد ان کے پیچھے دوڑتا ہوا آیا۔ امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ میں نے خیال کیا کہ یہ میرے قتل کا پروانہ لا رہا ہے۔ میں نے فوراً سواری سے اتر کر دو رکعت نماز کی نیت باندھی لی اور قاصد میرے قریب کھڑا انتظار کرتا رہا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا۔ تو اس نے دو سو دینار کی ایک تھیلی پیش کی اور کہا کہ یہ امیر عبداللہ بن علی نے آپ کے لئے بھیجی ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے خوف کی بنا پر رقم لے لی۔ اور گھر پہنچنے سے پہلے راستہ میں غرباء و مساکین میں تقسیم کر دی۔

امام اوزاعی نے ۱۵۷ھ میں بیروت میں وفات پائی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

بیت اللہ میں خلیفہ منصور سے مخاطب ہو کر فرمایا:
ربِ کعبہ کی قسم!
میں نے تجھ سے زیادہ بدترین آدمی نہیں دیکھا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۸)

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ان ائمہ فقہ و حدیث میں ہوتا ہے جو علم و فضل کے اعتبار سے اپنے زمانہ میں نابغہ روزگار تھے۔ امام سفیان ثوری بھی ایک فقہی مسلک کے بانی تھے۔ لیکن ان کا مسلک زیادہ دیر تک زندہ نہ رہ سکا۔

امام سفیان ثوری کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ والد کا نام سعید بن مسروق تھا وہ صاحب علم و فضل تھے۔ ان کا سن ولادت ۹۶ھ یا ۹۷ھ ہے۔ اس وقت سلیمان بن عبدالملک اموی سریر ائے سلطنت تھا۔

امام سفیان ثوری کا تعلق علمی خاندان سے تھا۔ ان کے والد سعید اور ان کے دونوں بھائی عمر و مبارک بھی عالم و فاضل تھے۔ حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں اور خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ بغداد میں ان کے حالات قلم بند کئے ہیں۔

امام سفیان ثوری نے کوفہ میں تعلیم حاصل کی۔ کوفہ مکہ اور مدینہ کے بعد علوم و فنون کا مرکز تھا۔ اس شہر میں بے شمار دینی مدارس قائم تھے۔ وہاں قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند ہوتی تھیں۔

چنانچہ امام سفیان ثوری نے کوفہ کے ممتاز ائمہ فقہ و حدیث سے استفادہ کیا۔ کوفہ کے علاوہ علمائے بصرہ و حجاز سے بھی اکتساب فیض کیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

> امام سفیان ثوری نے اہل کوفہ کی ایک بڑی تعداد سے استفادہ کیا۔ اسی طرح بصرہ کی ایک بڑی جماعت سے فیض اٹھایا اور حجاز کے مختلف حلقہ ہائے درس سے بہرہ مند ہوئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فراغت تعلیم کے بعد درس و افتاء پر متمکن ہوئے۔ ان سے بے شمار حضرات نے استفادہ کیا۔ بقول حافظ ابن حجر ان کے تلامذہ کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔

علم و فضل کے اعتبار سے بڑے جامع الکمالات تھے۔ ممتاز محدثین اور ائمہ کرام نے ان کے تبحر علمی کا اعتراف کیا ہے اور ان کو بلند پایہ محدث تسلیم کیا ہے۔

مؤرخ ابن خلکان اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں:

امیر المومنین عمر بن خطابؓ اپنے زمانہ میں راس الناس تھے۔ ان کے بعد عبداللہ بن عباسؓ راس الناس ہوئے۔ ان کے بعد امام شعبی (تابعین میں) اور امام سفیان ثوری (تبع تابعین میں) راس الناس قرار پائے۔

امام سفیان ثوری صرف درس و تدریس تک ہی محدود نہ تھے۔ وہ نہ صرف قرآن و حدیث کے فاضل تھے بلکہ قرآن و حدیث پر ان کی نظر مجتہدانہ تھی۔ ان کا شمار ان چھ ائمہ مجتہدین میں ہوتا ہے جو تبع تابعین میں صاحب مذہب شمار کئے جاتے ہیں۔

امام نووی فرماتے ہیں:

هو احد اصحاب المذاهب الستة المتبوعه

''ان کا شمار ان چھ صاحب مذہب ائمہ میں ہوتا ہے۔ جو متبوع خلائق ہیں۔''

سیرت و کردار کے اعتبار سے بھی امام سفیان ثوری بلند مرتبہ و مقام کے حامل تھے۔ ان کی ذات علم و فضل، زہد و ورع، تقویٰ و طہارت، امانت و دیانت کا مرقع تھی۔ حق گوئی اور بیباکی میں ضرب المثل تھے۔ اس سلسلہ میں اعیانِ حکومت کی پروا نہیں کرتے تھے ان کی جرأت و حق گوئی کا ایک واقعہ خطیب نے اپنی تاریخ بغداد میں نقل کیا ہے:

''ایک دفعہ منصور بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اور اتفاق سے امام سفیان ثوری بھی طواف کر رہے تھے۔ دوران طواف منصور اور امام صاحب کی ملاقات ہوگئی۔ منصور نے امام صاحب کا ہاتھ پکڑ کر کہا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''آپ کو اس کعبہ کے رب کی قسم!
مجھے آپ نے کیسا آدمی پایا؟''
یہ وقت بڑا نازک تھا مگر امام صاحب نے بڑی جرأت سے اپنے دل کی بات کہہ دی۔ فرمایا:
''کعبہ کے رب کی قسم! میں نے تجھ سے بدترین آدمی نہیں دیکھا۔''
اس کے بعد منصور خاموشی سے طواف کرنے لگا۔

عباسی خلفاء میں منصور کا جبر و تشدد مشہور تھا۔ امام سفیان ثوری اس کو برابر پند و نصیحت کرتے رہتے تھے لیکن منصور کے دل میں جو سختی رچی ہوئی تھی اس سے پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں تھا۔ لیکن امام صاحب کی تنقید اس پر برابر جاری رہتی تھی۔ اور منصور کو آپ کی تنقید کی برابر اطلاعیں ملتی رہتی تھیں۔

دوسرے سال جب منصور حج کے لئے بغداد سے روانہ ہوا تو اس کو یہ علم تھا کہ امام سفیان ثوری مکہ معظمہ میں مقیم ہیں۔ چنانچہ اس نے حکم دے دیا۔ کہ امام سفیان ثوری کو گرفتار کر کے تختہ دار پر لٹکا دیا جائے۔ جب امام صاحب کو اس کی اطلاع ہوئی۔ کہ منصور نے میرے متعلق یہ حکم صادر کر دیا ہے۔ آپ اس وقت بیت اللہ تشریف لے گئے۔ اور بیت اللہ کا غلاف پکڑ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی:
''اے اللہ تعالیٰ! منصور بیت اللہ میں داخل نہ ہونے پائے۔'' اللہ تعالیٰ نے امام صاحب کی دعا منظور فرمالی اور منصور مکہ میں داخل ہونے سے پہلے بیر میمون پہنچ کر انتقال کر گیا۔ جب لوگوں نے امام صاحب کو منصور کے انتقال کی خبر پہنچائی تو کچھ نہیں بولے۔

امام سفیان ثوری نے ۱۶۱ھ میں بصرہ میں انتقال کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

☆ نہایت متقی و پرہیز گار تھے۔
☆ اہل دنیا سے احتراز تھا۔
☆ غیبت سے بچتے تھے۔
☆ بہت بڑے عالم تھے۔

(امام ابو یوسف)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۱۹)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

نعمان بن ثابت نام' ابوحنیفہؒ کنیت۔ ۸۰ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ کوفہ ہی میں پروان چڑھے اور کوفہ ہی میں تعلیم حاصل کی۔ آپ کی پیدائش کے وقت مشہور صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جو آنحضرت ﷺ کے خادم تھے زندہ تھے۔ ان کا انتقال ۹۲ھ میں ہوا۔ علمائے کرام میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ آیا امام ابوحنیفہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے یا نہیں۔ تاہم محققین علمائے کرام کی رائے کے مطابق امام صاحب کی ملاقات حضرت انس بن مالکؓ سے نہیں ہوئی۔ اس لحاظ سے امام ابوحنیفہ زمرۂ تابعین میں شامل نہیں۔

امام صاحب جب سن شعور کو پہنچے تو تجارت کو اپنا مشغلہ بنایا۔ اس لئے کہ آپ کے والد ثابت ایک مشہور تاجر تھے۔ تجارت کے سلسلہ میں امام ابوحنیفہؒ ایک دن بازار جا رہے تھے کہ راستہ میں امام شعبیؒ سے ملاقات ہوئی۔ جنہوں نے اپنی خداداد قابلیت و صلاحیت سے پہچان لیا کہ یہ لڑکا بہت ذہین' ذکی اور ہونہار معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے انہوں نے امام ابوحنیفہ کو علوم اسلامی پڑھنے کی تلقین کی۔ امام ابوحنیفہ نے امام شعبیؒ کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے تعلیم کی طرف توجہ کی اور امام حماد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

امام حماد حضرت انس بن مالکؓ کے شاگرد تھے اور ان سے بڑے بڑے جلیل القدر علمائے کرام مستفیض ہوئے تھے۔ امام ابوحنیفہ نے بھی ان کی شاگردی اختیار کی اور جملہ علوم وفنون میں مکمل مہارت حاصل کی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابوحنیفہؒ اعلیٰ اخلاق کے حامل تھے۔ امام ابو یوسف ان کے خاص شاگرد تھے اور خلیفہ ہارون الرشید عباسی کے دور خلافت میں قاضی القضاۃ کے عہدے پر متمکن تھے ایک دن خلیفہ ہارون الرشید نے امام ابو یوسف سے کہا کہ مجھے امام ابوحنیفہ کے بارے میں کچھ بتائیں کہ وہ کیسے تھے؟

امام ابو یوسف نے کہا:

''جہاں تک میں جانتا ہوں کہ امام ابوحنیفہ کے اخلاق و عادات یہ تھے کہ وہ نہایت پرہیز گار تھے۔ منہیات سے بچتے تھے۔ اکثر خاموش رہتے اور اکثر سوچا کرتے تھے۔ کوئی شخص ان سے مسئلہ دریافت کرتا۔ تو ان کو معلوم ہوتا تو جواب دیتے ورنہ خاموش رہتے۔ نہایت سخی اور فیاض تھے۔ کسی کے سامنے حاجت نہ لے جاتے۔ اہل دنیا سے احتراز تھا۔ دنیاوی جاہ و عزت کو حقیر سمجھتے تھے۔ غیبت سے بہت بچتے تھے۔ جب کسی کا ذکر کرتے تو بھلائی کے ساتھ کرتے۔ بہت بڑے عالم تھے اور مال کی طرح علم صرف کرنے میں بھی فیاض تھے۔''

ہارون الرشید نے امام ابو یوسف کی زبان سے جب یہ کلمات سنے تو کہا:

''صالحین کے یہی اوصاف و اخلاق ہوتے ہیں۔''

جو صفات ایک بلند پایہ عالم دین میں ہونی چاہئیں وہ تمام صفات امام ابوحنیفہؒ میں موجود تھیں۔ بڑی سوچ کے مالک اور حاضر دماغ تھے۔ فکر و نظر میں بڑی گہرائی تھی طلب حق میں بے حد مخلص تھے۔ جذبہ اخلاص ہی سے آپ کو رفعتِ شان اور روشنیٔ قلب و ضمیر اور نور معرفت حاصل ہوا۔ آپ ہمیشہ راہ حق کی پیروی کرتے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مشہور تاجر تھے اور آپ کی تجارت بڑی وسیع تھی۔ لاکھوں کا لین دین تھا۔ مگر دیانت اور احتیاط کا اس قدر خیال رکھتے تھے کہ ایک پیسہ بھی ان کے مال میں ناجائز جمع نہیں ہوا اور احتیاط اور دیانت کو اپنائے رکھا خواہ اس میں نقصان ہی کیوں نہ ہوا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خلیفہ منصور نے جب اپنے ظلم و تشدد کا دائرہ وسیع کیا تو امام ابوحنیفہ نے اس کو ناپسند فرمایا اور منصور پر کھلم کھلا تنقید شروع کی۔ اس کے بعد خلیفہ منصور اور امام ابوحنیفہ کے درمیان چپقلش شروع ہوئی۔ منصور اس ٹوہ میں رہنے لگا کہ کوئی موقع ہاتھ آئے تو میں امام صاحب کو گرفتار کر کے جیل میں بند کر دوں۔ چنانچہ منصور نے امام صاحب کو دام تزویر میں پھنسانے کے لیے دس ہزار درہم اور ایک لونڈی ہدیۃً بھیجی۔ امام صاحب نے یہ ہدیہ حقارت سے ٹھکرا دیا۔

خلیفہ منصور کے حواریوں نے خلیفہ کو امام صاحب کے خلاف بھڑکایا۔ لیکن منصور نے امام صاحب کے خلاف کوئی جارحانہ قدم نہ اٹھایا۔ اس کے بعد ایک اور موقع ایسا آیا کہ امام صاحب اور خلیفہ منصور کے درمیان چپقلش کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا۔ وہ یہ کہ کوفہ کے قاضی بیشتر فیصلوں میں شریعت اسلامیہ سے انحراف کرتے تھے۔ اس پر امام صاحب نے کوفہ کے قاضیوں پر تنقید شروع کی کہ اللہ سے ڈرو اور فیصلے کتاب وسنت کی روشنی میں کرو۔

خلیفہ منصور کو جب اس بات کی اطلاع ملی کہ امام ابوحنیفہ نے اب میرے قاضیوں پر بھی تنقید شروع کر دی ہے تو وہ بہت سیخ پا ہوا۔ اس کے بعد ایک واقعہ یہ پیش آیا کہ قاضی ابن ابی لیلیٰ نے ایک پاگل عورت کو جس نے ایک شخص کو زانی والدین کا بیٹا کہا مسجد میں کھڑا کر کے دو مرتبہ حد لگائی۔ ایک حد والد کو تہمت اور دوسری والدہ کو متہم کرنے کی۔

جب امام ابوحنیفہؒ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا کہ قاضی ابن ابی لیلیٰ نے چھ غلطیاں کی ہیں۔

۱۔ قاضی نے مسجد میں حد لگائی ہے۔ حالانکہ مسجد میں حد لگانا منع ہے۔

۲۔ عورت کو کھڑا کر کے حد لگائی گئی ہے۔ حالانکہ عورت کو بٹھا کر حد لگائی جاتی ہے۔

۳۔ والد اور والدہ کی علیحدہ علیحدہ حد لگائی۔ حالانکہ اگر کوئی شخص ایک جماعت پر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی بہتان لگائے۔ تو صرف ایک حد کا مستوجب ہوگا۔

۴۔ بوقت واحد دو حدیں لگائیں۔ حالانکہ یہ درست نہیں۔

۵۔ مجنون عورت پر حد لگائی۔ حالانکہ شرعاً مجنون پر حد لگانا جائز نہیں۔

۶۔ والدین دعویٰ دار ہیں۔ ان کی عدم موجودگی میں حد نہیں لگائی جا سکتی۔

قاضی ابن ابی لیلیٰ امام صاحب کا یہ فتویٰ سن کر سیخ پا ہو گئے اور خلیفہ منصور سے شکایت کی کہ امام ابوحنیفہ کی باز پرس ہونی چاہیے۔ چنانچہ منصور نے حکم جاری کر دیا کہ امام ابوحنیفہ فتویٰ نہیں دے سکتے۔ لیکن امام صاحب نے اس کی پروا نہیں کی۔ اور برابر فتویٰ دیتے رہے۔ اب ایک اور واقعہ پیش آیا جس نے منصور کو امام صاحب کے خلاف اور زیادہ برانگیختہ کر دیا اور یہ واقعہ اس طرح ہے:

''خلیفہ منصور اور اس کی بیوی حرہ خاتون میں کچھ شکر رنجی ہو گئی اور خاتون کو یہ شکایت تھی کہ خلیفہ عدل نہیں کرتا۔ منصور نے کہا کہ کسی شخص کو منصف قرار دے لو۔ اس نے امام ابوحنیفہ کا نام لیا۔ منصور نے اسی وقت امام صاحب کو طلب کر لیا۔ امام صاحب منصور کے محل میں تشریف لے گئے۔ خاتون پردہ میں بیٹھی تھی تا کہ منصور کے ساتھ جو گفتگو ہو وہ خود سن لے۔ منصور نے امام صاحب سے پوچھا کہ مرد ایک وقت میں کتنے نکاح کر سکتا ہے۔

امام صاحب نے فرمایا۔ چار۔

منصور خاتون کی طرف مخاطب ہوا کہ سنتی ہو۔

پردہ سے آواز آئی۔ ہاں

امام صاحب نے منصور کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ مگر یہ اجازت اس شخص کے لیے ہے جو عدل پر قادر ہو ورنہ ایک سے زیادہ نکاح کرنا اچھا نہیں۔

خدا فرماتا ہے:

فان خفتم الا تعدلوا فواحدة.

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''لیکن اگر تمہیں عدل نہ کر سکنے کا خوف ہو تو ایک ہی کافی ہے''

(النساء:۳۰)

منصور امام صاحب کی زبان سے قرآن مجید کی یہ آیت سن کر خاموش ہو گیا۔ مگر دل میں امام صاحب کے خلاف پرخاش رکھنے لگا اور اس موقع کی تلاش میں رہنے لگا کہ کہیں موقع ہاتھ آئے تو آپ کو قابو کر سکوں۔

امام ابوحنیفہؒ عالم دین تھے۔ تمام علوم اسلامیہ پر ان کی نظر وسیع تھی۔ علم و فضل کے ساتھ ساتھ زہد و ورع میں بھی ممتاز تھے۔ آخر ایک دن منصور کو ایک موقع ہاتھ آ گیا کہ اب میں امام صاحب کو قابو کر سکوں گا۔

چنانچہ منصور نے امام صاحب کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ جب امام صاحب اس کے دربار میں پہنچے۔ تو امام صاحب سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ میں نے آپ کو اس لیے بلایا ہے کہ میں آپ کو ''قاضی القضاۃ'' بنانا چاہتا ہوں۔ اس لئے آپ یہ عہدہ قبول کر لیں۔ اگر آپ نے میری یہ پیشکش قبول کر لی تو آپ کی اطاعت شعاری اور خلوص کی دلیل ہو گی۔ اگر آپ نے اس پیشکش کو قبول نہ کیا تو آپ کے لیے اچھا نہیں ہو گا آپ سزا کے مستوجب ہوں گے۔

امام ابوحنیفہؒ نے منصور کی اس پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تو اس پر منصور نے کہا۔ اگر آپ قاضی القضاۃ بننا پسند نہیں کرتے تو دوسرے قاضی آپ کے پاس پیش آمدہ مشکل مسائل کے لیے آئیں تو آپ ان کے مسائل حل کرنے میں تعاون کریں۔ اس پیشکش کو بھی امام صاحب نے ٹھکرا دیا۔

امام صاحب کے اس انکار پر منصور سیخ پا ہو گیا۔ آپ کو دربار میں زدوکوب کیا گیا۔ اور اس کے بعد آپ کو قید خانہ بھجوا دیا گیا۔ خطیب بغدادی اپنی تاریخ بغداد میں لکھتے ہیں:

منصور نے امام ابوحنیفہؒ کو بلا کر قضا کا عہدہ پیش کیا۔ آپ نے قبول نہ کیا۔ منصور نے قسم کھا کر کہا یہ عہدہ آپ کو قبول کرنا ہو گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

امام صاحب نے قسم کھا کر کہا کہ میں یہ عہدہ قبول نہیں کروں گا۔

منصور نے قسم کھا کر اپنے الفاظ دہرائے۔

امام صاحب نے بھی قسم کھا کر اپنے الفاظ دہرائے۔

ربیع حاجب امام صاحب کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ کہنے لگا:

آپ دیکھتے نہیں امیر المومنین حلف اٹھا رہے ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا۔ امیر المومنین کے لیے کسی قسم کا کفارہ ادا کرنے کی مجھ سے زیادہ سکت ہے۔

منصور نے آپ کو قید خانہ بھجوانے کا حکم صادر کر دیا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ

منصور نے جب امام صاحب کو عہدۂ قضا پیش کیا۔ امام صاحب نے انکار کیا تو منصور نے کہا کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا:

آپ نے تو فیصلہ خود کر دیا ہے۔ وہ یہ کہ

''جھوٹا آدمی قاضی نہیں بن سکتا۔''

اس جواب پر منصور بہت سٹپٹایا۔ اور امام صاحب کو قید خانہ بھجوا دیا گیا۔

داؤد بن راشد واسطی کا بیان ہے کہ جب امام ابوحنیفہؒ نے منصب قضا قبول کرنے سے انکار کر دیا تو آپ کو جسمانی تکلیف دی جا رہی تھی۔ میں اس وقت موجود تھا۔ ہر روز آپ کو قید خانہ سے نکال کر دس کوڑے مارے جاتے تھے اور آپ کو عہدۂ قضا قبول کرنے کے لیے کہا جاتا لیکن آپ انکار فرماتے۔ اس طرح آپ کو مسلسل گیارہ دن ایک سو دس کوڑے مارے گئے۔ لیکن آپ ہر دن یہ فرماتے:

میں اس لائق نہیں ہوں کہ میں قاضی القضاۃ کا عہدہ قبول کر لوں۔

ایک دن امام صاحب کو میں نے یہ کہتے سنا کہ

اے اللہ مجھے ان کے شر سے دور کر دے۔

آپ کا انکار مسلسل جاری تھا تو آپ کو کھانے میں زہر دے دیا گیا۔ چنانچہ اس زہر کے اثر کی وجہ سے ۱۵۰ھ میں قید خانہ ہی میں انتقال کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

مسجد نبوی میں خلیفہ منصور سے مخاطب ہو کر فرمایا:
زیادہ بلند آواز سے گفتگو نہ کرو۔

ہارون الرشید سے فرمایا:
علم کے پاس لوگ آتے ہیں
لوگوں کے پاس علم نہیں جاتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۰)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

مالک نام' ابو عبداللہ کنیت' امام دارالہجرۃ لقب تھا۔ والد کا نام انس تھا۔ ۹۳ ہجری میں مدینہ میں پیدا ہوئے۔ امام صاحب نے جب ہوش سنبھالا تو مدینہ علماء و فضلا کا مخزن تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت ابو ہریرہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کی درسگاہیں مدینہ میں آباد تھیں۔ جن سے ہزاروں لوگ کتاب وسنت کی تعلیم حاصل کر کے اعلائے کلمۃ الحق اور دین اسلام کی نشر واشاعت میں اسلامی ممالک میں مصروف عمل تھے۔

تلامذہ صحابہ کرامؓ جن کو اصطلاح میں تابعینؒ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ تمام ممالک اسلامیہ میں موجود تھے۔ مگر مدینہ منورہ میں تابعین کی ایک خاصی تعداد موجود تھی۔ امام مالک نے جب ہوش سنبھالا تو مدینہ باغ و بہار تھا۔ اور تابعین مدینہ درس و افتاء میں مشغول تھے۔ امام دارالہجرۃ نے ان میں سے اکثر سے استفادہ کیا۔ اس طرح مدینہ کا علم جو متفرق سینوں میں موجود تھا وہ ایک سینہ میں مجتمع ہو گیا۔ اس لئے امام دارالہجرۃ آپ کا لقب تھا۔

امام صاحب کے والد' چچا اور دادا سب محدث تھے اور آپ نے اپنے گھر کو مرجع علوم پایا۔

امام صاحب نے قرآن مجید کی تعلیم امام القراء نافع بن عبدالرحمٰن (م ۱۶۹ھ) سے حاصل کی۔ علم حدیث آپ نے نافع مولیٰ ابن عمرؓ سے حاصل کیا۔ نافع ایک جلیل القدر عالم تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے آپ کو اہل مصر کی تعلیم کے لیے مصر بھیجا تھا۔ نافع نے ۱۱۷ھ میں وفات پائی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام مالکؒ نے حضرت نافع کے علاوہ امام ابن شہاب زہری' امام جعفر صادق' محمد بن منکدر' محمد بن یحییٰ انصاری' یحییٰ بن سعید اور ابو حازم جیسے اساطین فن سے بھی استفادہ کیا۔ یہ سب اساتذہ اپنے دور کے جلیل القدر مفسر' محدث اور فقیہ تھے۔

فراغت تعلیم کے بعد حضرت امام صاحب نے مدینہ منورہ میں مجلس درس کا اہتمام کیا اور قال اللہ و قال الرسول کی دعوت کو عام کرنا شروع کیا۔

مدینہ میں یہ درس سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جاری کیا تھا۔ حضرت ابن عمرؓ نے ۶۰ سال تک مدینہ میں حدیث' فقہ' تفسیر و فتویٰ و ارشاد کا سلسلہ جاری رکھا۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے غلام نافع جو مولیٰ ابن عمرؓ کے نام سے معروف تھے جانشین ہوئے جو تقریباً ۳۰ سال تک سفر و حضر میں' خلوت و جلوت میں حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ رہے تھے۔ امام مالک تقریباً ۱۲ سال تک حضرت نافع کے درس میں شریک رہے۔

حضرت نافع کے انتقال کے بعد امام مالکؒ ان کے جانشین ہوئے۔ ۱۱۷ھ میں امام مالک نے مجلس درس قائم کی۔

امام مالک کے مجلس درس کا نقشہ سید سلیمان ندوی مرحوم نے اس طرح بیان کیا ہے:

''امام مالک کی مجلس درس ہمیشہ پر تکلف اور بیش قیمت قالینوں سے آراستہ ہوتی تھی۔ مجلس میں شہ نشین تھی۔ جس پر امام مالک املائے حدیث کے وقت رونق افروز ہوتے تھے۔ جب حدیث کا درس شروع ہوتا تو صفائی اور نفاست کا یہ عالم ہوتا کہ فرش پر ایک تنکا بھی بار خاطر ہوتا۔ حدیث نبوی کے درس کے لئے وضو یا غسل کر کے نئی پوشاک زیب تن کرتے' خوشبو لگاتے اور پھر اس اہتمام کے ساتھ مجلس علمی کی صدارت فرماتے۔''

تمام لوگ درس حدیث کے وقت خاموش اور مؤدب ہو کر بیٹھتے۔ یہاں تک کہ امام ابوحنیفہؒ بھی جب تشریف لاتے تو وہ بھی مؤدب ہو کر بیٹھتے۔ امام شافعیؒ فرماتے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہیں کہ ہم لوگ کتاب کا ورق بھی اس ڈر سے نہیں الٹتے تھے کہ کاغذ کی کھڑ کھڑاہٹ پیدا نہ ہو۔

امام مالکؒ صاحبِ حکومت نہ تھے۔ لیکن صاحبِ حکومت ان کے آستانہ پر آ کر جھکتے تھے۔ خلیفہ ہارون الرشید جب مدینہ آیا تو اس نے موطا کی سماعت کی خواہش کی۔ امام صاحب نے فرمایا: کل کا دن اس کے لیے ہے۔ ہارون الرشید منتظر رہا کہ امام صاحب خود اس کے پاس حاضر ہوں گے۔ کل کا دن آیا تو امام صاحب اپنی مجلس درس میں تشریف لائے۔

ہارون الرشید نے پوچھا۔ تو فرمایا:

''علم کے پاس لوگ آتے ہیں'
لوگوں کے پاس علم نہیں جاتا۔''

آخر ہارون الرشید بایں ہمہ جاہ و جلال خود امام صاحب کی مجلس درس میں حاضر ہوا۔ مجلس میں خاص و عام کی تمیز نہ تھی۔ ایک دفعہ ہارون الرشید نے امام صاحب سے کہا کہ میں جب آپ کی مجلس میں آیا کروں تو عام لوگوں کو مجلس سے رخصت کر دیا کرو۔

امام صاحب نے فرمایا:

''شخصی منفعت کے لیے عام افادہ کا خون نہیں کیا جا سکتا۔''

امام صاحب جب درس و تدریس سے فارغ ہوتے تو زیادہ وقت عبادت اور تلاوت قرآن مجید میں بسر کرتے۔ حب رسول میں فنا تھے۔ جب آنحضرت ﷺ کا نام نامی زبان پر آتا تو چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ لوگ دریافت کرتے یہ کیا ماجرا ہے تو فرماتے:

''ہم نے جن ارواح کی زیارت کی ہے۔ ان کی حالت مجھ سے بڑھ کر ہے۔''

مسجد نبوی جس کے ایک حجرے میں روضۂ انور ہے۔ اس میں شور و غل ناپسند فرماتے اور فرمایا کرتے تھے: ''یہ آستانہ نبوت سے گستاخی ہے۔'' کلام نبوی اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت تک زبان پر جاری نہ ہوتا جب تک وضو یا غسل نہ کر لیتے۔ مدینہ کی گلیوں میں کبھی بھی سوار ہو کر نہ نکلے اور فرمایا کرتے تھے:

''مجھے شرم آتی ہے کو جو سرزمین قدم نبوی سے مشرف ہوئی ہو میں اس کو جانوروں کے سموں سے روندوں۔''

ذات نبوی کے شغل وانہماک کے سبب کوئی شب ایسی نہ گزرتی جس میں عالم رؤیا میں زیارت نبوی کا شرف حاصل نہ ہوتا۔

امام صاحب کو مدینہ سے غایت درجہ محبت تھی۔ بجز سفر حج کے کبھی مدینہ سے نہیں نکلے۔ خلیفہ منصور اور مہدی نے اپنے دور خلافت میں بڑا زور ڈالا کہ بغداد میں سکونت پذیر ہو جائیے۔ مگر آپ نے انکار کیا اور فرمایا:

المدينة خير لهم لو كانوا يعلمون.

(مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر وہ اس کو جانیں۔)

انتہائے محبت کا یہ عالم تھا کہ جمہور اسلام کے خلاف امام صاحب مکہ معظمہ سے مدینہ کو برتری دیتے تھے۔

آج علما میں بخل وافلاس دیکھ کر کون یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ علمائے سلف بے حد فیاض اور سخی تھے۔

''امام ربیعہؒ نے ۳۲ ہزار دینار صرف کیے۔ امام ابو حنیفہؒ نے طلبا پر ہزاروں دینار صرف کیے۔ امام لیثؒ مصری نے ان گنت درہم و دینار صرف کیے۔ اسی طرح امام مالکؒ نے اپنی زندگی میں لاکھوں دینار صرف کیے۔ ایک دفعہ امام شافعیؒ کے ہمراہ اپنے گھوڑوں کے اصطبل کا معائنہ کر رہے تھے۔ آپ نے تمام اصطبل امام شافعی کی نذر کر دیا۔ ہر سال امام شافعیؒ کو گیارہ ہزار دینار مرحمت فرمایا کرتے تھے۔''

مہمان نوازی بھی عربوں کا ایک خاصہ ہے۔ امام مالکؒ کا میزبانہ اخلاق اس سے بھی زیادہ ہے۔ امام شافعیؒ جو طلب علم کے لیے ان کے گھر اترے تھے۔ امام مالک خود ان

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے خوان اٹھا کر لاتے۔ صبح کی نماز کے لیے وضو کا پانی لا کر رکھتے تھے۔

امام صاحب استقلال کا مرقع تھے۔ ایک بار بے خبری میں موزہ پہن کر مجلس درس میں تشریف لائے۔ موزہ میں بچھو تھا۔ حدیث نبوی سے محبت اور عشق کی وجہ سے اور آداب مجلس کے خیال سے امام صاحب نے پہلو نہ بدلا۔ اور بچھو نے کئی بار نیش مارا۔ اور نیش مارنے سے چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا۔ مجلس کے برخاست ہونے پر عبداللہ بن مبارک نے دریافت کیا۔ تو فرمایا موزے میں بچھو تھا جو کہ نیش مارتا تھا۔ جس سے تکلیف ہوتی تھی۔

مگر آج کے علما اس چیز سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ درس حدیث دے رہے ہیں۔ اور شور وغل بھی ہو رہا ہے۔ دنیا کی باتیں بھی ہو رہی ہیں۔ درس حدیث بھی جاری ہے نہ استاد کو آداب مجلس کا خیال ہے اور نہ ہی طلبا کو اس کا شعور ہے۔

خودداری اور جلالت شان کے ساتھ حلم وعفو کی صفات سے بھی امام مالک متصف تھے۔ زہد وورع میں یکتا، علم وفضل میں جامع، تبحر علمی میں بے مثال اور مدینۃ الرسول کے سب سے بڑے عالم، محدث اور فقیہ تھے۔

ان کی تصانیف میں موطا سب سے مشہور کتاب ہے۔ جو کتب خانہ اسلام میں سب سے پہلی تصنیف ہے۔ اہل علم کے حلقہ میں اصح الکتب بعد کتاب اللہ مانی جاتی ہے۔

امام مالک درس وتدریس کے ساتھ ساتھ حکومت وقت اور عمال حکومت پر بھی نظر رکھتے تھے اور عمال حکومت کے خلاف شرح امور پر کھلی تنقید کرتے تھے۔ ایک بار خلیفہ منصور مسجد نبوی میں امام صاحب سے مناظرہ کر رہا تھا۔ خلیفہ کی آواز بلند ہوگئی تو امام صاحب نے ڈانٹ کر یہ آیت پڑھی:

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ

اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اونچا نہ کرو۔ (حجرات۔۲)

اس پر خلیفہ منصور نے آہستہ آہستہ گفتگو کرنی شروع کر دی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب بنی امیہ کے بعد بنی عباس تخت خلافت پر متمکن ہوئے تو بنی عباس نے بنی امیہ کے استیصال میں ان کی قبروں کی ہڈیاں نکال کر جلا دیں۔ بنی امیہ اور بنی مروان جہاں بھی ملتے ان کو قتل کر دیا جاتا۔ خلیفہ منصور نے بھی ظلم و تشدد کا سلسلہ شروع کیا اور اس نے فاطمی اور علوی سادات کی بیخ کنی شروع کر دی۔ آخر تنگ آ کر ۱۳۵ھ میں محمد نفس ذکیہ نے منصور کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ اکثر لوگوں نے ساتھ دیا۔ لیکن تقدیر نے ساتھ نہ دیا۔ بڑی زبردست جنگ ہوئی اور بڑی بہادری سے میدان جنگ میں جان دی۔ ان کے بعد محمد نفس ذکیہ کے بھائی ابراہیم اس سروسامانی سے نکلے کہ منصور بدحواس ہو گیا۔ مگر چند ماہ بعد ابراہیم کی شہادت سے اس جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔ منصور نے اپنے عم زاد بھائی کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا۔

اس قضیہ میں امام مالکؒ منصور کے خلاف تھے اور آپ نے فتویٰ دیا کہ خلافت نفس ذکیہ کا حق ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہم منصور کی بیعت پر حلف اٹھا چکے ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا:

> ''منصور نے جبراً بیعت لی ہے۔ جو کام جبراً کرایا جائے اس کا اعتبار نہیں۔ حدیث میں آتا ہے اگر جبراً کسی سے طلاق دلائی جائے تو واقع نہ ہوگی۔''

جعفر گورنر مدینہ نے مدینہ میں دوبارہ نئے سرے سے منصور کے لیے بیعت لی اور امام مالکؒ کو کہلا بھیجا کہ آپ آئندہ جبری طلاق کا فتویٰ نہ دیں۔ آپ کے فتویٰ دینے سے لوگوں کو بیعت کے سلسلہ میں سند ہاتھ آ جائے گی۔ لیکن امام مالک نے جعفر کے حکم کی کوئی پروانہ کی۔ اور برابر فتویٰ دیتے رہے۔ جعفر اس پر غضبناک ہو گیا اور اس نے حکم دیا کہ امام صاحب کو ستر (۷۰) کوڑے مارے جائیں۔ چنانچہ امام مالک کو جیل میں گنہگاروں کی طرح لایا گیا' کپڑے اتارے گئے اور آپ کو ۷۰ کوڑے مارے گئے۔ تمام پیٹھ خون آلود ہو گئی۔ دونوں ہاتھ مونڈھے سے اتر گئے۔ اس پر بھی تسلی نہ ہوئی اور حکم دیا کہ اونٹ پر سوار کر کے سارے شہر میں تشہیر کی جائے۔ چنانچہ امام صاحب کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اونٹ پر بٹھایا گیا اور سارے مدینہ میں آپ کی تشہیر کرائی گئی۔ امام صاحب بایں حال زار مدینہ کی گلیوں سے گزر رہے تھے اور زبان صداقت سے یہ الفاظ ادا ہو رہے تھے۔

من عرفنی فقد عرفنی و من لم یعرفنی و انا مالک ابن انس و انا اقول طلاق مکرۃ لایجوز

''جو مجھ کو جانتا ہے وہ جانتا ہے جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں مالک بن انس ہوں اور فتویٰ دیتا ہوں کہ جبراً طلاق درست نہیں''

اس کے بعد امام صاحب مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ پشت مبارک سے خون صاف کیا اور دو رکعت نماز ادا کی۔ جعفر کی یہ حرکت امام صاحب کو حقیر کرنے کے لئے تھی۔ لیکن اس سے امام صاحب کی عزت و وقار میں اضافہ ہوا۔

جعفر گورنر مدینہ نے امام صاحب سے جو یہ سلوک کیا اس میں منصور کا کوئی دخل نہیں تھا۔ اس نے یہ حرکت خود بخود کی تھی۔ ۱۴۶ھ میں منصور مدینہ منورہ آیا تو والیٔ مدینہ سے قصاص لینا چاہا۔ امام صاحب نے روک دیا اور فرمایا کہ جب مجھے کوڑا پڑتا تھا تو میں اسی وقت جعفر کو قرابت رسولؐ کی وجہ سے معاف کر دیتا تھا۔

ایک بار منصور نے آپ کو دربار میں طلب کیا۔ امام صاحب خود کفن پہن کر اور حنوط لگا کر منصور کے سامنے پیش ہوئے۔ منصور جب گفتگو سے فارغ ہوا تو کہنے لگا مجھے آپ سے حنوط کی بو آ رہی ہے۔

امام صاحب نے فرمایا: ''بے وقت طلبی پر میں اپنی زندگی سے مایوس ہو کر آیا ہوں۔'' منصور نے کہا: ''سبحان اللہ!''

ابو عبداللہ کیا میں اپنے ہاتھ سے اسلام کا ستون گراؤں گا۔ امام صاحب نے ۱۱۷ھ میں مسند درس پر قدم رکھا۔ ۶۲ سال تک علم دین کی خدمت انجام دی اور ۱۷۹ھ میں ۸۶ برس کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ والیٔ مدینہ جنازہ میں شریک تھا اور نعش اٹھانے والوں میں شامل تھا۔ آپ کو جنت البقیع میں جہاں امہات المومنین حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، خلیفہ ثالث حضرت عثمانؓ، سیدۃ النساء اہل الجنۃ حضرت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فاطمہ بنت رسول اللہ اور نواسہ رسول حضرت حسن بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین مدفون ہیں امام مدینہ کو سپرد خاک کیا گیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے فرمایا:
خدا سے ڈرتے رہنا۔ تمہاری بڑی شان ہوگی
امام شافعی جامع العلوم تھے'
مجتہد تھے' مفسر تھے' محدث تھے'
ادیب اور ماہر لغت تھے۔ نحو و بلاغت
کے امام تھے۔ (علمائے سیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۱)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

محمد نام' ابوعبداللہ کنیت' ناصر الحدیث لقب۔ شافعیؒ ان کے جد اعلیٰ شافع کی طرف نسبت ہے۔ والد کا نام ادریس تھا۔ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔ سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا اور دس سال کی عمر میں موطا امام مالک زبانی یاد کرلیا۔ اس کے بعد آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو آپ کے چچا کے پاس مکہ معظمہ بھیج دیا۔ مکہ معظمہ میں آپ نے مفتی مکہ امام مسلم بن خالد کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا اور کامل تین سال تک امام شافعی امام مسلم بن خالد سے استفادہ کرتے رہے۔ اس کے بعد امام شافعی امام مسلم کا سفارشی خط لے کر امام مالک بن انسؒ کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ امام مسلم بن خالد نے اپنے خط میں امام مالکؒ کو لکھا تھا:

''میں جس نوخیز کو آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں وہ آپ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہونے کا واقعی مستحق ہے اور اس میں غیر معمولی صلاحیتیں موجود ہیں۔''

جب امام شافعی امام مسلم کا خط لے کر مدینہ منورہ پہنچے اور امام مالکؒ کے دروازے پر دستک دی۔ پہلے ایک خادمہ آئی۔ پھر امام مالکؒ خود تشریف لائے اور سفارشی خط پڑھ کر پھینک دیا اور فرمایا:

''سبحان اللہ۔ کیا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اب اس قابل رہ گیا ہے کہ وہ وسائل اور رسائل کے ذرائع سے حاصل کیا جائے۔''

اس پر امام شافعیؒ نے امام مالکؒ کا غصہ دیکھ کر معذرت کی اور اپنی بے نوائی اور ذوق علمی کو پیش کیا۔ اس کے بعد امام مالک نے فرمایا: آپ کا نام کیا ہے؟ آپ نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا۔ محمد بن ادریس: فرمایا

اتق اللہ فسیکون لک شان

''یعنی خدا سے ڈرتے رہنا۔ تمہاری بڑی شان نمایاں ہوگی۔''

امام مالکؒ جو جوہر شناس تھے۔ وہ امام شافعی کی ذہانت' ذکاوت اور قوت حافظہ کی وجہ سے بے حد مانوس ہو گئے۔ امام شافعی نے مدینہ میں امام مالکؒ کے علاوہ ابراہیم بن سعد انصاری' عبدالعزیز بن محمد اور محمد بن اسمٰعیل فدیک سے بھی استفادہ کیا۔

امام شافعی بڑے ذہین اور نکتہ رس تھے۔ امام ابن جریر طبری نے ان کی ذہانت' فطانت اور نکتہ رسی کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ جب امام شافعی مدینہ میں امام مالکؒ کے حلقۂ درس میں زیر تعلیم تھے کہ ایک دن دوران درس ایک شخص امام مالکؒ کے پاس آیا اور عرض کی کہ میں قمریوں کا تاجر ہوں۔ میں نے ایک شخص کے ہاتھ ایک قمری فروخت کی اور یہ بھی کہا کہ میری قمری خوب بولتی ہے۔ تھوڑی دیر بعد جس شخص نے قمری کو خریدا تھا واپس آیا اور کہنے لگا۔ یہ قمری بولتی نہیں۔ اس پر میری اور اس شخص کی بحث و تمحیص شروع ہوگئی اور میری زبان سے نکل گیا۔ یہ میری قمری کبھی خاموش نہیں رہتی۔ اگر خاموش رہے تو میری بیوی کو طلاق ہے۔ اب آپ فرمایئے کیا میرے اس طرح کہنے سے میری بیوی کو طلاق تو نہیں ہوئی۔ امام مالکؒ نے فرمایا: تیری بیوی کو طلاق ہو گئی ہے۔ وہ شخص رنجیدہ اور کف افسوس ملتا ہوا چلا گیا۔ امام شافعی خاموشی سے حلقہ درس سے اٹھے اور اس شخص کے پیچھے ہو لیے۔ تھوڑی دور جا کر اس شخص کو آواز دے کر ٹھہرایا۔ اور اس سے کہا کہ تیری بیوی کو طلاق نہیں ہوئی۔ تو واپس جا کر امام مالکؒ سے کہہ کہ میرے معاملہ میں نظر ثانی فرمائیں۔ چنانچہ وہ شخص دوبارہ امام مالکؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور امام صاحب سے کہا کہ حضرت میرے معاملہ میں غور فرمائیں۔ امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں نے تم کو کہا ہے کہ جس طرح تو نے اپنی روداد سنائی ہے۔ اس سے تمہاری بیوی کو طلاق ہوگئی ہے۔ اس شخص نے امام صاحب سے کہا کہ آپ کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلقہ درس میں یہ نوجوان بیٹھا ہے (امام شافعی کی طرف اشارہ کیا) اس نے مجھے مطمئن کر دیا ہے کہ تمہاری بیوی کو طلاق نہیں ہوئی۔ اس پر امام مالکؒ نے امام شافعیؒ سے فرمایا کیوں طلاق نہیں ہوئی۔

امام شافعی نے جواب میں فرمایا:

''آپ نے مجھ سے بواسطہ عبیداللہ بن زیاد یہ روایت بیان کی ہے کہ فاطمہ بنت قیس نبی ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ معاویہ اور ابوجہم نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔ میں ان دونوں میں سے کس سے نکاح کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

معاویہ تو تنگ دست ہے اور ابوجہم کبھی کاندھے سے لکڑی نہیں اُتارتا حالانکہ آنحضرت ﷺ کو اس بات کا علم تھا کہ ابوجہم سوتا بھی ہے اور دوسرے کام بھی کرتا ہے۔ اس سے میں نے اندازہ لگایا کہ نبی اکرم ﷺ کا منشائے مبارک یہ تھا کہ وہ اکثر کاندھے پر لکڑی رکھتا ہے۔ اس بنا پر میں نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ قمری اکثر بولتی ہے اور کسی وقت خاموش بھی ہو جاتی ہے۔ اس لیے طلاق واقع نہیں ہوئی۔

امام مالکؒ نے امام شافعی سے یہ استدلال سن کر اس شخص سے فرمایا: واقعی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

اس واقعہ کے بعد امام مالکؒ نے امام شافعی سے فرمایا کہ تمہاری اس ذہانت اور دقیقہ سنجی سے تم میں یہ صلاحیت پیدا ہوگئی ہے کہ تم فتویٰ دے سکتے ہو۔ چنانچہ امام مالکؒ اور دیگر علمائے مدینہ نے امام شافعی کو فتویٰ دینے کی اجازت دے دی۔

مدینہ منورہ میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد امام شافعی مکہ معظمہ واپس آئے۔ اور مکہ میں کچھ عرصہ قیام کے بعد یمن تشریف لے گئے۔ یمن میں آپ نے مختلف علوم و فنون کی تکمیل کی یعنی تیراندازی، لغت، تاریخ، علم الانساب، نحو، عروض اور علم وفراست میں کمال حاصل کیا۔ آپ کو تمام علوم میں مکمل دسترس حاصل تھی جو علمائے کرام ادب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ایک خاص مقام رکھتے تھے انہوں نے امام شافعی کو ایک اعلیٰ مؤرخ کی حیثیت سے تسلیم کیا۔ جو علمائے کرام نظم و نثر میں بے مثال تھے انہوں نے اس فن میں امام شافعی کے صاحب کمال ہونے کا اعتراف کیا۔ ارباب سیر نے لکھا ہے:

''امام شافعی جامع العلوم تھے۔ مجتہد تھے۔ مفسر تھے۔ محدث تھے۔ ادیب اور ماہر لغت تھے۔ نحو و بلاغت کے امام تھے۔ اور یہ تمام صفات بحیثیت مجموعی کسی مجتہد میں کم دیکھنے میں آئی ہیں۔

ہر اچھے کام کرنے اور برائی سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ ضمیر کا احساس پیدا ہو اور دل میں خیر و شر کی تمیز کے لئے خلش پیدا ہو۔ یہ ''تقویٰ'' ہے۔

پھر اس کام کو خدائے ذوالجلال و الاکرام کی رضا مندی کے لئے ہر غرض و غایت سے پاک رکھا جائے۔ یہ ''اخلاص'' ہے۔

اور اس کے کرنے میں صرف خدا کی نصرت و حمایت پر بھروسہ رہے یہ ''توکل'' ہے۔ اس کام میں رکاوٹیں یا دقتیں پیش آئیں یا نتیجہ تاخیر ہو' تو دل میں استقامت ہو اور خدا سے آس ٹوٹنے نہ پائے اور اس راہ میں برا چاہنے والوں کا بھی برا نہ چاہے۔ یہ ''صبر'' ہے۔

اور اگر کامیابی کی نعمت سے سرفرازی ہو تو اس پر مغرور ہونے کی بجائے اس کو خدا کا فضل سمجھتے ہوئے اور جسم و جان و زبان سے اس کا اقرار کیا جائے اور اس قسم کے کاموں کے کرنے میں اور زیادہ انہماک ہو۔ یہ ''شکر'' ہے۔

آپ (امام شافعی) خود ہی فرماتے ہیں کہ میں نے ۲۰ سال سے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ اور میں نے طمع و لالچ کو کبھی اپنے پاس آنے نہیں دیا۔ اس کی بدولت مجھے راحت نصیب ہوئی اور اس کے ساتھ میری عزت ذلت سے محفوظ رہی۔

آپ کے تلمیذ رشید امام مزنی فرماتے ہیں۔ کہ میں نے امام شافعی سے زیادہ سخی کسی اور شخص کو نہیں دیکھا۔ تواضع میں بہت زیادہ آگے تھے۔ دوستوں اور طلبا سے بڑی محبت اور خلوص کا رویہ رکھتے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتباع سنت میں بہت سخت تھے۔فرمایا کرتے تھے:

''صحیح حدیث میرا مذہب ہے۔''

اوراس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کرتے تھے:

''اگر میرا کوئی فتویٰ صحیح حدیث کے خلاف ہوتا اور جب مجھے صحیح حدیث پہنچ جاتی تو میں اپنے فتوی سے رجوع کر لیتا ہوں۔''

آپ بہت زیادہ حق پسند اور بیباک واقع ہوئے تھے۔مناظرہ میں آپ کو یدطولیٰ حاصل تھا۔آپ نے اپنی زندگی میں بے شمار مناظرے کئے۔مخالف فریق سے بڑی خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ مجھ سے جو مسئلہ دریافت کرنا چاہو دریافت کرو۔ میں اس کا جواب قرآن مجید سے پیش کروں گا۔ایک شخص نے پوچھا بھلا یہ تو بتلایئے کہ بحالت احرام کوئی شخص کسی بھیڑ کو مار ڈالے تو قرآن میں اس کا کیا حکم ہے؟ امام صاحب نے فرمایا۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم

مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا.

''رسول جس چیز کا تمہیں حکم دیں اس کو لے لو اور جس سے منع کریں۔اس سے رک جاؤ۔''

پھر آپ نے فرمایا:

''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بحالت احرام بھیڑ کو مارنے کی اجازت دی ہے۔''

والصحابہ فوقنافی کل علم و اجتھاد و ورع و عقل.

صحابہ کرام ہم سے علم واجتہاد' تقویٰ اور علم میں بڑھے ہوئے ہیں۔

امام صاحب کے احتساب نفس کا یہ حال تھا کہ انہوں نے ۲۰ سال سے کبھی جھوٹی یا سچی قسم نہیں کھائی۔رات کا ایک تہائی حصہ عبادت ونوافل میں گزارتے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت زیادہ استغفار اور ذکر کرتے تھے۔ ایک تہائی حصہ تصنیف و تالیف اور مطالعہ میں بسر کرتے تھے۔

امام شافعی علوم اسلامیہ کا بحر ذخار تھے۔ تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ، انساب اور ادب میں یکتا تھے۔ آپ کی کتاب ''الام'' منفرد حیثیت کی حامل ہے۔

امام مالکؒ کے حالات میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ جب بنوامیہ کے بعد بنو عباس سریرائے سلطنت ہوئے تو انہوں نے بنوامیہ کی قبریں تک اکھاڑ دیں اور اس کے ساتھ ہی علوی سادات اور فاطمی بنوعباس کے ظلم و تشدد کا نشانہ بنے۔ ۱۵۹ھ میں منصور کا انتقال ہوا تو مہدی اس کا جانشین ہوا۔ مہدی نے ۱۶۹ھ میں وفات پائی تو ہادی اس کا جانشین ہوا۔ ۱۷۰ھ میں ہادی کے بعد ہارون الرشید سریرائے سلطنت ہوا۔

ہارون الرشید بنوعباس میں بڑا جلیل القدر اور بارعب خلیفہ تھا۔

مکہ مکرمہ میں ایک شخص جو خلیفہ ہارون الرشید کا منظور نظر تھا اور اس کے ساتھ امام شافعی کے علم و فضل کا بھی معترف تھا۔ اس نے خلیفہ ہارون الرشید سے سفارش کی کہ یہ شخص (امام شافعی) بہت بڑے عالم، مدبر، مفکر اور سیاست کے اصول کے ماہر ہیں اس لئے ان سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ چنانچہ ہارون الرشید نے امام صاحب کو یمن کا حاکم مقرر کر دیا۔ امام صاحب یمن تشریف لے گئے اور یمن کے لوگوں نے آپ سے بہت فائدہ اٹھایا۔

یمن کے لوگ آپ سے پہلے عاملوں کو نذرانہ وغیرہ پیش کرتے تھے۔ اور عامل اس کو قبول کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کو بھی نذرانہ وغیرہ پیش کیا گیا۔ لیکن آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور جو عمال یہ نذرانہ قبول کرتے تھے۔ ان کو سخت تنبیہ کی۔ اس وجہ سے آپ کے زیر نگرانی عمال حکومت در پردہ آپ کے مخالف ہو گئے۔ چنانچہ امام صاحب کے ایک ماتحت عامل نے خلیفہ ہارون الرشید کو خط لکھا:

''آپ اگر یمن کی خیر چاہتے ہیں تو محمد بن ادریس شافعی کو یمن کی گورنری

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے علیحدہ کر دیں۔ اس شخص نے یہاں اپنا بہت اثر و رسوخ قائم کر لیا ہے اور یہاں سادات کا خاندان پھر خلافت کا خواب دیکھ رہا ہے۔ اور شافعی چونکہ خود ہاشمی ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ شافعی در پردہ سادات کی پشت پناہی کر رہا ہو۔''

جب ہارون الرشید کو یہ خط ملا تو وہ پڑھ کر آپے سے باہر ہو گیا۔ فوراً کاتب کو بلایا اور حماد بربری کے نام بصیغہ راز یہ فرمان لکھا:

''شافعی اور تمام سادات کو گرفتار کر کے دار الخلافہ پہنچا دو۔''

چنانچہ حماد نے تمام سادات کو مع امام شافعی کے گرفتار کر کے ہارون الرشید کے پاس ''رقہ'' بھیج دیا۔ جب تمام افراد مع امام شافعی ہارون کے پاس ''رقہ'' پہنچ گئے تو ہارون نے حکم دیا کہ روزانہ دس سادات قتل کئے جائیں۔ چنانچہ کئی دن یہ سلسلہ جاری رہا اور کافی تعداد میں سادات کے آدمی قتل ہو گئے۔

ایک دن ان دس آدمیوں میں امام شافعی بھی شامل تھے۔ آپ نے خلیفہ کے سامنے ایسی پر زور اور اثر انگیز تقریر کی کہ جس کو سن کر خلیفہ ہارون الرشید کانپ اٹھا اور آپ کے قتل کا حکم منسوخ کر کے عمر قید میں بدل دیا۔ پھر اس کے کچھ عرصہ بعد امام شافعی کے ایک علمی مباحثہ کی تفصیل ہارون الرشید کے گوش گزار ہوئی۔ جس سے خلیفہ بہت متاثر ہوا اور آپ کی رہائی کا حکم صادر کر دیا۔

آخر اس بہت بڑے عالم، جلیل القدر محدث اور فقیہ و مجتہد نے ۵۶ برس کی عمر میں قاہرہ (مصر) میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

۲۸ کوڑے مارے گئے۔
ہر کوڑے پر اعلان فرماتے:
القرآن کلام اللہ غیر مخلوق۔
''قرآن مجید اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۲)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

نام احمد' کنیت ابوعبداللہ' ۱۶۴ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ دو سال کے تھے کہ آپ کے والد محمد بن حنبل نے وفات پائی اور آپ کی پرورش کی ذمہ داری آپ کی والدہ محترمہ کے سپرد ہوئی۔

۱۷۹ھ ۱۶ سال کی عمر میں حدیث کی سماعت کی اور امام ابو یوسف تلمیذ رشید امام ابوحنیفہ کے حلقۂ درس میں شامل ہوئے۔ اس کے بعد آپ نے امام محمد بن ادریس شافعی' امام عبدالرزاق بن ہمام' امام یحییٰ بن معین' امام اسحاق بن راہویہ' امام سفیان بن عیینہ' امام ابوداؤد اور امام یزید بن ہارون سے بھی اکتساب فیض کیا۔

امام احمد بن حنبل ان صفات سے متصف تھے جو ان کی شہرت اور ہر دلعزیزی کا سبب بنیں۔ اور اس کی بنیاد یہ تھی کہ اس گرانمایہ علم پر جسے وہ اپنے بعد ایک نہ مٹنے والی کی صورت میں چھوڑ گئے۔ امام صاحب میں دونوں طرح کی صفات موجود تھیں اور وہ صفات صرف انہی لوگوں کو ملتی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے پسند کرے۔ اور دوسری صفات وہ جو انہوں نے محنت اور مشقت کر کے اپنے اندر پیدا کر لی تھیں۔

امام صاحب کا حافظہ غیر معمولی تھا۔ اور قوی الحافظہ ہونا محدثین کرام کی عام خصوصیت ہے لیکن جو لوگ مرتبۂ امامت پر فائز ہوتے ہیں ان کا حافظہ خاص طور سے قوی ہوتا ہے۔ اس صفت (قوت حافظہ) میں امام احمد بن حنبل ایک منفرد حیثیت کے حامل تھے۔ جو پڑھتے حافظہ میں محفوظ ہو جاتا۔ حضرت امام حدیث کے حافظ تھے۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام کے فتاوٰی انہیں ازبر تھے۔

امام صاحب کا دوسرا وصف جو ان کی عالمی شہرت کا سبب بنا وہ وصف صبر و ضبط

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور قوت برداشت تھا۔ یہ وصف ان کے تمام فضائلِ کریمہ اور صفاتِ عالیہ کی اساس و بنیاد ہے اور امام صاحب اپنے اس وصف میں اپنی زندگی میں پوری طرح گامزن رہے۔ اور اس وصف کو پوری زندگی داغ دار نہیں ہونے دیا۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس وصف پر حضرت امام کا کاربند رہنے کا راز کیا تھا۔ وہ کون سی چیز تھی کہ جس نے امام صاحب کو اس قابل بنا دیا کہ وہ بہادری اور خندہ پیشانی سے تمام مصائب و آلام اور شدائد کا مقابلہ کیا۔ وہ راز یہ تھا کہ اس مردِ جلیل کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل بھروسہ تھا۔

حضرت امام احمد بن حنبل بہت زیادہ خوددار بھی تھے۔ اس اعتبار سے وہ عفت کے اعلیٰ ترین درجہ پر فائز تھے۔ امام صاحب ایک اور وصف سے بھی متصف تھے اور وہ تھا ان کی ہیبت اور جلالت شان۔

ان کی جلالت شان کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ ان کی موجودگی میں ان کے اساتذہ کوئی ہنسی مذاق کی بات وغیرہ نہیں کرتے تھے۔ جب امام صاحب موجود نہ ہوتے تو پھر ان کے اساتذہ اپنے تلامذہ سے ہنسی مذاق کی بات کر لیتے تھے۔ آپ کے تلامذہ آپ سے بہت زیادہ مرعوب تھے اور پولیس کے سپاہی بھی آپ سے دہشت زدہ رہتے تھے۔ طلبا کے ساتھ آپ کا برتاؤ بہت اچھا تھا۔ رفق اور الفت کو ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھا۔

امام احمد بن حنبل اخلاق و عادات کے لحاظ سے بلند مرتبہ تھے۔ ہمیشہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کی پیروی کی۔

دنیا انقلاب کا گہوارہ ہے۔ انسانی خیالات آج کچھ ہیں کل کچھ ہوں گے۔ یہی حال مذہبی احساسات و معتقدات کا ہے کہ وہ تو اپنی جگہ بالکل درست اور ٹھیک ہیں لیکن کج فہم انسان اور نادان افراد امت نے انہیں ہر دور میں بری طرح خراب کیا ہے۔

خلفائے عباسیہ کے دور کا سب سے بڑا فتنہ اعتزال ہے جو یونانی علوم و فنون

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کشید کیا گیا تھا۔ مامون الرشید جو ہارون الرشید کا چھوٹا بیٹا تھا ہارون الرشید کے بعد سریرائے سلطنت ہوتا ہے۔ یونانی دفاتر اور اسفار کی نقل شروع ہو جاتی ہے۔ عربی زبان میں منتقل ہونے کے بعد وہ اسے پڑھتا ہے۔ اور فلسفی خیالات اسے مذہب کی اصلی روح سے ہٹا کر ایک بگڑی ہوئی صورت اعتزال کو قبول کرا دیتے ہیں۔ اس طرح کہ دیگر معتزلی علما کی صحبت میں بیٹھ کر طرح طرح کے مناظرے کرتا ہے۔ اور دین کے متفق علیہ مسائل کو رد کرتا اور کراتا ہے۔

مامون کی زندگی کے آخری ایام میں معتزلی علما کی ایک جماعت نے اسے خلق قرآن کے مسئلہ کی تلقین کی اور علمائے امت کو اس کی طرف بلانے کی دعوت دی۔ مامون نے اس وقت علمائے بغداد کے نام متعدد خطوط لکھے۔ اور اس میں اس امر کے شواہد خود قرآن سے پیش کئے کہ قرآن مخلوق و محدث ہے۔ جب لوگوں نے ماموں کی اس مسئلہ میں مخالفت کی۔ تو اس نے جبراً اس کو تسلیم کرانے کے لئے سختیاں شروع کیں۔ قتل کی دھمکیاں دی گئیں اور ہر طرح سے ان کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ بے شمار علمائے کرام مامون کی سختیاں برداشت نہ کر سکے اور مامون الرشید کے ساتھ ہو گئے اور قرآن مجید کو مخلوق تسلیم کر لیا لیکن جن ستودہ صفات ہستیوں کے لئے آزمائش مقدر تھی وہ ان سختیوں کے باوجود ثابت قدم رہے۔ ان میں خصوصیت کے ساتھ امام احمد بن حنبل کی ذات ستودہ صفات تھی۔ اور کیوں نہ ہو۔ حضرت امام کو جو رتبہ اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا تھا اس کا لازمی نتیجہ تھا کہ آزمائش کے سارے مرحلے طے کرا دیے جائیں۔

اس لئے قرآن پاک میں صاف ارشاد ہے:

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ.

''کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعویٰ پر کہ ہم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان لائے ہیں ہم انہیں بغیر آزمائے ہوئے ہی چھوڑ دیں گے۔ ان کے اگلوں کو بھی ہم نے خوب جانچا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ انہیں بھی جان لے گا۔ اور انہیں بھی معلوم کرے گا جو جھوٹے ہیں۔'' (العنکبوت ۲۔۳)

امام صاحب کے دور ابتلا کا اصل سبب مامون کی دعوت تھی جو اس نے وقت کے علمائے کرام کو اپنے قول خلق قرآن کی تائید وحمایت میں دی تھی۔ جن لوگوں نے مامون کی دعوت کو قبول کر لیا یعنی مامون کے اس قول کی تائید وحمایت کی۔ کہ

''قرآن مخلوق اور حادث ہے۔''

انہیں عزت اور اقتدار کی کرسی ملی۔ وہ مقرب بارگاہ بنائے گئے۔ مگر امام احمد بن حنبل نے مامون کی اس دعوت کو حقارت سے ٹھکرا دیا اور اس ٹھکرانے کا جو نتیجہ امام صاحب کو ملا الامان والحفیظ۔ مگر امام صاحب کے پائے استقامت واستقلال کو ذرا بھی جنبش نہ ہوئی۔

امام صاحب پر مصائب وآلام کا آغاز مامون کے عہد میں ہوا۔ پھر معتصم اور واثق باللہ کے عہد میں مامون کی وصیت کے مطابق درجہ اتمام کو پہنچا۔

جب علمائے کرام نے یہ اعلان کیا کہ قرآن مخلوق نہیں ہے اور نہ ہی حادث ہے اس پر تمام علمائے کرام کے وارنٹ گرفتاری جاری ہو گئے۔ سب کو گرفتار کر کے مامون کے سامنے پیش کیا گیا۔ بہت سے علمائے کرام مامون کی سختیوں کو برداشت نہ کر سکے اور اس بات کا اقرار کر لیا۔ کہ

''قرآن مخلوق اور حادث ہے۔''

لیکن امام احمد بن حنبل کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔ اور امام صاحب کو ایذا پہنچانے کا ارادہ کیا گیا۔ اسی دوران مامون کا ایک خادم روتا ہوا حضرت امام احمد بن حنبل کے پاس آیا اور کہنے لگا:

''ابوعبداللہ! معاملہ بڑا سخت ہے۔ امیر المومنین نے تلوار میان سے کھینچ لی ہے اور رسول اللہ ﷺ سے قرابت کا واسطہ دے کر اس نے قسم کھائی ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اگر احمد بن حنبل نے خلق قرآن کا اقرار نہ کیا۔ تو میں اسی تلوار سے اس کی گردن اڑا دوں گا۔''

امام احمد بن حنبل نے خادم سے یہ بات سن کر اپنا گھٹنا زمین پر ٹیک دیا اور آسمان کی طرف دیکھا پھر یوں گویا ہوئے:

''خدایا۔ اس فاجر کو تیرے حلم نے بہت مغرور کر دیا ہے کہ وہ تیرے دوستوں پر بھی تلوار اٹھانے سے باز نہیں رہتا۔ اگر قرآن تیرا کلام غیر مخلوق ہے تو تو مجھ کو اس پر ثابت قدم رکھ اور میں اس پر ساری مشقتیں برداشت کرنے کو تیار ہوں۔''

اللہ تعالیٰ نے امام احمد بن حنبل کی دعا قبول فرمائی۔ اسی رات مامون الرشید کا انتقال ہو گیا اور اس کے بعد معتصم سریر ائے خلافت ہوا۔ اور امام صاحب پر مصائب کے نئے دور کا آغاز ہوا۔ معتصم کا دور مامون سے زیادہ سخت تھا۔ اس وقت ہر عالم جس نے قرآن مجید کو مخلوق تسلیم نہیں کیا تھا یہی خیال کرتا تھا کہ آج نہیں تو کل ضرور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو جاؤں گا۔ حکومت نے جبر و قہر کی ایسی تلوار علمائے حق پر مسلط کر دی تھی کہ علمائے حق کے لئے صرف دو ہی راستے رہ گئے تھے۔ ایک تو یہ کہ حکومت کے آگے سر جھکا لیں اور مسئلہ خلق قرآن پر ایمان لا کر ہمیشہ کے لئے اس کی تطہیر قائم کر دیں کہ شریعت میں صرف اتنا ہی نہیں ہے جو رسول بتلا گیا ہے بلکہ اس کے علاوہ اور بہت کچھ کیا اور کہا جا سکتا ہے۔ ہر ظن کو اس میں دخل ہے' ہر رائے اس پر قاضی و آمر ہے' ہر فلسفہ اس کا مالک و حاکم ہے۔ اگر یہ فیصلہ منظور نہیں یعنی قرآن مخلوق نہیں تو پھر قید خانہ کی سیر کرو۔ ہر روز کوڑوں کی مار' تہہ خانوں میں بند ہونا کہ لایرون فیه الشمس ابدا. کی کیفیت پیدا ہو جائے۔

اس سلسلہ میں بہت سے علمائے کرام امام صاحب کے ساتھ قید خانے کی زینت بنے۔ بعضوں نے شروع میں استقامت دکھائی۔ لیکن پھر شدائد کی سختی کی تاب نہ لا کر اقرار کر کے چھوٹ گئے۔ بعض اس سلسلہ میں غیر جانبدار رہے اور گوشہ نشینی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کر لی کوئی اس وقت یہ کہتا تھا کہ یہ زمانہ درس و اشاعت علوم سنت کا نہیں ہے۔ یہ تو وہ زمانہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آگے تضرع و زاری کریں۔ کوئی کہتا جو کچھ جانتے ہو اس پر عمل کئے جاؤ۔ جو برا ہو اس سے باز رہو۔ کوئی کہتا یہ خاموشی کا زمانہ ہے اور اپنے گھروں کے دروازے بند کر کے بیٹھ جاؤ۔

مگر حضرت امام احمد بن حنبل فرماتے تھے کہ دین خالص اپنے بقاء و قیام کے لئے ایک عظیم الشان قربانی کا طلب گار ہے۔ آپ ذرا اس پر غور کریں۔ امام صاحب نے جو فرمایا اس پر عمل کر کے دکھایا۔ امام موصوف ہی تھے جنہیں فاتح سلطان عہد ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ انہوں نے نہ گوشہ نشینی اختیار کی اور نہ بند حجروں کے اندر دعاؤں اور مناجاتوں پر قناعت کی۔ بلکہ دین خالص کی بقا اور قیام کی خاطر اپنے نفس و وجود کو قربان کر دینے اور تمام خلف امت کے ثبات و استقامت علی السنۃ کی راہ کھول دینے کے لئے بحکم فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کو قید کیا گیا۔ قید خانے میں چلے گئے۔ چار چار بوجھل بیڑیاں پاؤں میں ڈالی گئیں۔ اور اسی عالم میں بغداد سے طرطوس کو روانہ ہوئے اور حکم دیا گیا کہ بلا کسی مدد کے خود اونٹ پر سوار ہوں اور خود ہی اونٹ سے اتریں۔ اس کو بھی قبول کر لیا۔ بوجھل بیڑیوں کی وجہ سے ہل نہیں سکتے تھے۔ اٹھتے تھے اور گر پڑتے تھے۔ عین رمضان المبارک کے عشرہ آخیر میں جس میں عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کو دوسرے دنوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ محبوب ہے۔ بھوکے پیاسے تپتی ہوئی دھوپ میں بٹھائے گئے اور اس پیٹھ پر جو علوم ثبوت کی حامل تھی لگاتار اس طرح کوڑے برسائے گئے کہ ہر جلاد دو کوڑے مار کر پیچھے ہٹ جاتا تھا۔ اور پھر تازہ دم نیا جلاد اس کی جگہ لیتا۔ اس کو بھی خوشی خوشی قبول کیا۔ مگر اللہ کے عشق سے منہ نہ موڑا اور نہ ہی راہ سنت سے منحرف ہوئے۔ ہر تازیانے کی ضرب پر زبان سے یہ صدا بلند ہوتی۔

القران کلام اللّٰہ غیر مخلوق.

''قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کیسا مقام دعوت و عزیمت ہے کہ خود معتصم جس کی ہیبت و رعب و سطوت سے قیصر روم لرزاں و ترساں رہتا تھا سر پر کھڑا تھا اور جلادوں کا جم غفیر معتصم کے چاروں طرف کھڑا تھا۔ معتصم بار بار کہہ رہا تھا:

"خلق قرآن کا اقرار کرلو۔ خدا کی قسم! ابھی اپنے ہاتھوں سے تمہاری بیڑیاں کھول دوں گا۔"

لیکن اس پیکر حق' اس مجسمۂ سنت' صابر اعظم کی صبر الوالعزم من الرسل کی زبان صدق سے صرف یہی جواب نکلتا تھا۔

اعطونی شیئا من کتاب اللّٰہ اوسنۃ رسولہٖ حتیٰ اقول بہٖ.

"یعنی اللہ کی کتاب میں کچھ دکھلا دو یا اس کے رسول کا کوئی قول پیش کرو۔ تو میں اس کا اقرار کرلوں۔ اس کے سوا اور میں کچھ نہیں جانتا۔"

جب معتصم ہر طرح سے عاجز آ گیا۔ تو اس نے قاضی ابن ابی داؤد (سرخیل علمائے سوء بدعت) سے کہا کہ امام سے مناظرہ کرو۔ چنانچہ مناظرہ شروع ہوا اور علمائے بدعت اپنے اوہام باطلہ کو عقل و رائے سے پیش کرتے تو حضرت امام احمد بن حنبل فرماتے:

لا ادری ما ھذا.

"میں نہیں جانتا آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

اعطونی شیئًا من کتاب اللّٰہ او سنۃ رسولہٖ.

"میرے سامنے اللہ کی کتاب قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے کوئی دلیل لاؤ۔ تو میں اس کو تسلیم کرلوں گا۔ ان کے سوا اور کوئی دوسری دلیل میرے لئے حجت اور قابل استدلال نہیں ہے۔"

امام صاحب کو جب گرفتار کر کے طرطوس روانہ کیا گیا تو ابوبکر الاحول نے کہا۔ حضرت اگر تلوار کے نیچے کھڑے کر کے آپ کو قرآن کے مخلوق ہونے کے لئے کہا گیا تو مان لوگے۔ فرمایا واللہ! کبھی بھی نہیں مانوں گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ابراہیم بن مصعب بیان کرتے ہیں:

''میں نے کسی انسان کو بادشاہوں کے آگے احمد بن حنبل سے بڑھ کر بارعب نہیں پایا۔ اور ہم عمال حکومت ان کی نظروں میں مکھیوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے تھے۔''

امام احمد بن حنبل جب رقہ میں قید تھے۔ تو قید خانے میں علمائے کرام کا ایک وفد حضرت امام صاحب سے ملنے آیا۔ اور امام صاحب سے ان علمائے کرام نے کہا: ''بخوف جان تقیہ کرنے کی رخصت نکلتی ہے'' فرمایا۔ یہ درست ہے۔ مگر اس حدیث کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے:

''آنحضرت ﷺ سے مظالم و شدائد کی شکایت کی گئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس سے پہلے ایسے لوگ گزر چکے ہیں۔ کہ جن کے سروں پر آرہ چلایا جاتا تھا۔ اور جسم لکڑی کی طرح چیر ڈالے جاتے تھے۔ مگر وہ قول حق کہنے سے باز نہیں آتے تھے۔''

جب علمائے کرام نے امام صاحب سے یہ حدیث سنی تو بہت ناامید ہو کر واپس چلے گئے۔ حافظ ابن جوزی لکھتے ہیں:

''جب معتصم باللہ نے جلادوں کو ضرب تازیانہ کے لئے حکم دیا۔ تو علمائے اہل سنت جو دربار میں موجود تھے۔ شدائد و مصائب کی تاب نہ لا کر یہ اقرار کر کے ''قرآن مخلوق ہے'' چھوٹ گئے مگر امام احمد بن حنبل کا یہ نعرہ تھا۔

''اعطونی شیئًا من کتاب اللّٰہ او سنۃ رسولہٖ حتیٰ اقول بہٖ.''

تو تازہ دم جلادوں نے پوری قوت سے کوڑے برسائے۔ ساری پیٹھ لہو لہان ہوگئی اور تمام جسم خون سے رنگین ہوگیا۔ اس دوران ظہر کی نماز کا وقت آ گیا۔ اسی حالت میں با جماعت نماز ادا کی۔ آپ سے دریافت کیا گیا۔ جب جسم سے خون جاری ہو۔ تو طہارت کیسے رہتی ہے اور بغیر طہارت کے نماز نہیں ہوتی تو آپ نے جواب میں فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قد صلیٰ عمرو جرحهٗ یثعب دماً.

یعنی میں نے وہی کیا ہے۔ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا کہ آپ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ قاتل نے زخمی کر دیا اور آپ نے اسی حالت میں نماز مکمل کی۔

بہر حال امام صاحب کو اتنی تکالیف اور شدائد کا سامنا کرنا پڑا۔ اور ایسے سخت کوڑے مارے گئے۔ اگر یہ کوڑے ہاتھی پر برسائے جاتے تو وہ چیخ اٹھتا۔ امام صاحب کو کوڑا پڑتا تو بے ہوش ہو جاتے۔ ہوش آتا تو ہر ضرب پر یہی جملہ زبان سے نکلتا:

"القران کلام اللّٰہ غیر مخلوق"

اور اس کے ساتھ یہ آیت تلاوت فرماتے:

لَنْ یُّصِیْبَنَآ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا.

''ہمیں سوائے اللہ کے ہمارے حق میں لکھے ہوئے کے کوئی چیز پہنچ ہی نہیں سکتی۔'' (التوبہ۔۵۱)

امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے امام عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت امام احمد بن حنبل ہمیشہ تہجد کی نماز کے بعد دعا کیا کرتے تھے:

رحم اللّٰہ ابا الھیثم' غفر اللّٰہ ابی الھیثم.

خدایا ابوالہیثم پر رحم کر۔ خدایا ابوالہیثم کو بخش دے۔

میں نے ایک دن پوچھا۔ ابا جان ابوالہیثم کون ہے۔

تو والد محترم نے فرمایا۔

''جب مجھے فتنۂ خلق قرآن کے سلسلہ میں گرفتار کیا گیا۔ مجھے دربار میں لے جایا گیا اور مجھے کوڑے مارے گئے۔ جس راہ سے ہم گزر رہے تھے تو مجھے ایک آدمی ملا اور کہنے لگا: مجھ کو جانتے ہو۔ میں بغداد کا مشہور ڈاکو اور عیار ابوالہیثم حداد ہوں۔ میرا نام شاہی دفتر میں ثبت ہے۔ بارہا چوری

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کرتے پکڑا گیا اور بڑی سزائیں ملیں۔ صرف کوڑوں کی مار اگر شمار کروں تو سب لا کر ۱۸ ہزار ضربیں میری پیٹھ پر پڑیں ہوں گی بایں ہمہ میری استقامت کا یہ حال ہے کہ اب تک چوری سے باز نہیں آیا۔ جب بھی کوڑے کھا کر جیل سے نکلا تو سیدھا چوری کے ارادہ سے چلا گیا۔ میری استقامت کا یہ حال شیطان کی اطاعت میں رہا ہے۔ دنیا کی خاطر۔ افسوس تم پر اگر اللہ کی محبت کی راہ میں اتنی استقامت نہ دکھلا سکو اور دین حق کی خاطر چند کوڑوں کی ضرب بھی برداشت نہ کر سکو جتنا دنیا کی خاطر ایک چور اور ڈاکو کر رہا ہے۔ تو ہماری بندگی پر ہزار حیف اور ہماری خدا پرستی سے بت پرستی لاکھ درجہ بہتر۔"

حضرت امام فرماتے ہیں:

"جب مجھے کوڑے مارے جاتے۔ تو کوڑے اتنے سخت تھے کہ میں حواس باختہ ہو جاتا۔ اور اسی لمحہ مجھے ابوالہیثم کی بات یاد آ جاتی۔ تو میں عزم اور ارادہ میں اور پکا ہو جاتا اور میں اپنی زبان سے صرف یہی اعلان کرتا۔ **القران کلام اللّٰہ غیر مخلوق.**

تو اس وقت سے میں ابوالہیثم کے لئے دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ! اس شخص کو معاف کر دے۔ جس نے مجھے دین حق پر ثابت قدم رہنے کی تلقین کی۔

امام احمد بن حنبل نے ۶۰ سال تک اعلائے کلمۃ الحق بلند کیا۔ ۷۷ سال کی عمر میں ۲۴۱ھ میں بغداد میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ آپ کے جنازہ میں ۷ لاکھ افراد نے شرکت کی اور جس دن آپ کا انتقال ہوا ۲۰ ہزار یہودی' عیسائی اور مجوسی مسلمان ہوئے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں: جس دن امام احمد نے دنیا سے کوچ کیا۔ وہ چھٹا شخص بھی جانتا رہا۔ جو ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ اور عمر بن عبدالعزیزؒ کے بعد دنیا میں رونما ہوا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ

جس شہر میں شیخ عزالدین بن عبدالسلام
موجود ہوں۔ وہاں دوسروں کے لئے
فتویٰ دینا درست نہیں۔
(حافظ عبدالعظیم منذری)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۳)

عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام ۵۷۸ھ میں دمشق میں پیدا ہوئے۔ اساتذۂ دمشق اور مشاہیر علماء سے تعلیم حاصل کی۔ شیخ اپنے وقت کے نادرہ روزگار شخصیت تھے۔ علم، تقویٰ، امانت و دیانت، اور حق گوئی و بیباکی میں یگانہ تھے۔ علم و فضل اور وقار و ہیبت کے ساتھ کریم النفس، فیاض اور سخی بھی تھے۔ ان کے معاصرین نے ان کے علم و فضل، تبحر علمی اور جامع الکمالات ہونے کا اعتراف کیا ہے علامہ ابن دقیق العید نے ان کو سلطان العلما کا لقب دیا ہے۔

۶۳۹ھ میں شیخ عزالدین مصر تشریف لے گئے۔ تو حافظ عبدالعظیم منذری صاحب ترغیب و ترہیب نے فتویٰ دینے سے معذوری ظاہر کی اور فرمایا:

''جس شہر میں شیخ عزالدین بن عبدالسلام موجود ہوں وہاں دوسروں کے لئے فتوی دینا درست نہیں ہے''

شیخ عزالدین علوم اسلامیہ کا بحر ذخار تھے۔ عام علوم اسلامیہ میں ان کو کامل دسترس حاصل تھی۔ شیخ جمال الدین ابن حاجب فرماتے ہیں:

''فقہ میں شیخ عزالدین بن عبدالسلام کا پایہ امام غزالی سے بلند ہے۔''

الملک الصالح نجم الدین ایوب بادشاہ مصر کے مقابلہ کے لئے الملک الاشرف کے جانشین صالح اسمٰعیل نے فرنگیوں سے مدد چاہی۔ اس لئے کہ صالح اسمٰعیل کو خطرہ تھا کہ الملک الصالح نجم الدین شام پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ چنانچہ فرنگیوں نے حامی بھر لی اور انہوں نے دمشق میں آ کر اسلحہ خریدنا شروع کر دیا۔ شیخ عزالدین کو اس کا بہت صدمہ ہوا کہ فرنگی دمشق میں آ کر اسلحہ خریدیں اور ان کو مسلمانوں کے خلاف

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استعمال کیا جائے۔

تاجران اسلحہ نے اسی سلسلہ میں شیخ سے فتوی پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا:

''فرنگیوں کے ہاتھ اسلحہ فروخت کرنا حرام ہے۔ اس لئے کہ یہ اسلحہ مسلمانوں کے خلاف استعمال کیا جائے گا۔'' شیخ کی طبیعت پر بادشاہ کی اس بے حمیتی کا بہت زیادہ اثر تھا۔ اور اس کی دین اسلام کے معاملہ میں جو بے بسی تھی اس کا اثر بھی شیخ کے دل میں موجزن تھا۔ چنانچہ آپ نے خطبہ میں بادشاہ کے لیے دعا ترک کر دی۔ اس کی بجائے وہ منبر پر دونوں خطبوں سے فارغ ہو کر بڑے جوش سے یہ دعا کرتے تھے:

''اے اللہ! اسلام اور حامیان اسلام کی مدد اور نصرت فرما اور ملحدین و دشمنان دین کو ذلت و نکبت نصیب فرما۔''

تمام سامعین بڑی رقت کے ساتھ آمین کہتے تھے۔ حکومت کے کارندوں نے بڑھا چڑھا کر سلطان شام کو اس کی اطلاع دی کہ شیخ عزالدین نے آپ کے خلاف محاذ قائم کر لیا ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے آپ کی گرفتاری کا حکم صادر کر دیا اور آپ ایک عرصہ تک دمشق کی جیل میں محبوس رہے۔ اس کے بعد آپ کو بیت المقدس منتقل کر دیا گیا۔

اسی اثنا میں سلطان صالح اسمٰعیل والی حمص کے ساتھ مصر جانے کے لئے بیت المقدس آئے۔ شیخ صالح اسمٰعیل کے دل میں شیخ عزالدین کی ناراضگی برابر کھٹکتی تھی۔ چنانچہ اس نے اپنے ایک کارندے کو ایک رومال دیا اور کہا کہ یہ رومال شیخ کی خدمت میں پیش کرنا اور انتہائی خوشامد کے ساتھ ان کی خدمت میں عرض کرنا:

''آپ سابقہ خدمات و مناصب پر پورے اعزاز کے ساتھ واپس آ سکتے ہیں۔ اگر وہ منظور کر لیں تو ان کو میرے پاس لے آنا۔ اگر وہ منظور نہ کریں تو میرے خیمہ کے ساتھ دوسرے خیمہ میں محبوس کر دینا۔''

چنانچہ بادشاہ کا کارندہ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بہت خوشامدانہ باتیں کیں۔ تعظیم و تکریم میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ آخر میں آپ سے کہا کہ آپ بادشاہ سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیاز مندانہ مل لیں اور ان کی دست بوسی کر لیں۔ تمام معاملہ رفع دفع ہو جائے گا اور آپ اضافہ اور ترقی کے ساتھ اپنے سابقہ عہدوں پر واپس آ جائیں گے۔

شیخ عزالدین نے اس کا جو جواب دیا۔ وہ تاریخ میں ہمیشہ یاد رہے گا۔ آپ نے فرمایا:

''ارے نادان! میں تو اس کا بھی روادار نہیں کہ بادشاہ میرے ہاتھ کو بوسہ دے۔ چہ جائیکہ میں ان کی دست بوسی کروں۔ لوگو! تم کسی اور عالم میں ہو میں کسی اور عالم میں ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ میں اس سے آزاد ہوں جس میں تم گرفتار ہو۔''

یہ جواب سن کر بادشاہ کا کارندہ حیران رہ گیا۔ چنانچہ اس کے بعد بادشاہ کا کارندہ آپ کو وہاں سے اپنے ساتھ لے گیا اور بادشاہ کے خیمہ کے ساتھ ایک اور خیمہ لگا کر اس میں محبوس کر دیا۔

شیخ عزالدین نے بڑے صبر و ضبط اور استقلال سے تمام مصائب و آلام برداشت کئے' مردانہ وار مقابلہ کرتے رہے اور کسی قسم کی پریشانی اپنے پاس نہ آنے دی۔ انہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور اپنے قول پر ثابت قدم رہے تو ان کو کسی قسم کا کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ غم سے دوچار ہوں گے۔)

شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے ۸۳ سال کی عمر میں ۹ جمادی الاولیٰ ۶۶۰ ہجری کو انتقال کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

تمام علوم پر اس کی نظر ہے۔ جس علم کو چاہتا ہے
لے لیتا ہے اور جس علم کو چاہتا ہے چھوڑ دیتا ہے
(ابن دقیق العید)

امام ابن تیمیہ جامع العلوم اور جامع الکمالات تھے
(ذہبیؒ)

بہت بڑے محدث تھے
(ابن سید الناس)

علامہ ابن تیمیہ مجدد تھے مجددیت کی اصل
خصوصیتیں جس قدر علامہ کی ذات میں پائی
جاتی ہیں اس کی نظیر بہت کم مل سکتی ہے
(شبلی نعمانی)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۴)

امام ابن تیمیہؒ

احمد نام، تقی الدین لقب اور ابوالعباس کنیت تھی۔ ان کے آباؤ اجداد میں ایک بزرگ علی بن عبداللہ ابن تیمیہ سے معروف تھے۔ جن کی مناسبت سے آپ بھی ''ابن تیمیہ'' کے نام سے مشہور ہوئے۔

آپ ۱۰ ربیع الاول ۶۶۱ھ حران میں پیدا ہوئے۔ ۶ سال کے تھے کہ ان کے والد عبدالحلیم حران سے ہجرت کر کے دمشق آ گئے۔ دمشق میں امام ابن تیمیہ کی تعلیم کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ دمشق اس وقت علوم وفنون کا مخزن تھا اور علماء وفضلا کا گہوارہ تھا۔ مذہبی مدارس کا جال بچھا ہوا تھا۔ بڑے بڑے جلیل القدر عالم کتاب وسنت کی تدریس میں ہمہ تن مصروف تھے۔ دمشق میں حنبلی مسلک کے سب سے زیادہ مدارس تھے۔ ''دارالحدیث السکریہ'' بہت بڑا دینی مدرسہ تھا۔ اس کے صدر مدرس امام ابن تیمیہ کے والد امام عبدالحلیم ابن تیمیہؒ تھے۔ ایک اور مدرسہ جس کا نام ''مدرسہ الحنبلیہ'' تھا اور مدرسہ ابی عمر کے نام سے مشہور تھا۔ اس مدرسہ کے بانی مشہور حنبلی عالم شیخ ابوعمر محمد بن قدامہ (م ۶۰۷ھ) تھے۔ امام ابن تیمیہ نے ان دونوں مدارس کے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔

امام ابن تیمیہ غیر معمولی حافظہ کے مالک تھے۔ جو کتاب ایک دفعہ پڑھ لیتے تھے حافظہ میں محفوظ ہو جاتی تھی۔ ان کے سرعت حافظہ کی داستانیں کتابوں میں محفوظ ہیں۔ کسی بھی فن کی کتاب خواہ اس کا تعلق تفسیر سے ہو یا حدیث سے، فقہ سے ہو یا تاریخ سے، ادب سے ہو یا لغت سے، فلسفہ سے ہو یا منطق سے آپ کی نظر سے گزر جاتی حافظہ میں محفوظ ہو جاتی اور دوبارہ اس کتاب کو دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔

امام ابن تیمیہ کو حدیث نبوی ﷺ سے بہت زیادہ شغف تھا۔ اس سلسلہ میں وہ مختلف شیوخ حدیث کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ نے حدیث کی مختلف کتابیں بحث و تکرار کے ساتھ پڑھیں۔ آپ کے شیوخ حدیث کی تعداد ۲۰۰ کے قریب تھی۔

کئی اساتذہ سے بحث و تکرار کے ساتھ حدیث کی تعلیم حاصل کرنے سے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو حدیث پر کامل عبور حاصل ہو گیا۔ آپ نے حدیث میں اتنی مہارت حاصل کر لی کہ اس وقت کے علمائے کرام کو آپ کے بارے میں یہ رائے قائم کرنا پڑی کہ

''جس حدیث کو امام ابن تیمیہ نہیں جانتے وہ حدیث ہی نہیں ہے۔''

حدیث کے علاوہ امام صاحب نے عربی ادب' صرف ونحو' معانی و بیان' تفسیر' فقہ اصول فقہ' فرائض' ریاضی' جبر و مقابلہ' اقلیدس' فلسفہ' منطق' علم کلام' تاریخ اور اسماء الرجال میں مہارت حاصل کی۔ اور یہ علوم آپ نے مختلف اساتذہ سے پڑھے۔

امام ابن تیمیہ مطالعہ کے بہت شوقین تھے۔ اس مطالعہ کا آپ کو یہ فائدہ ہوا کہ سیبویہ کی کتاب جو فن نحو میں بڑی مشکل کتاب سمجھی جاتی ہے اس کو خود ہی حل کر لیا تھا اور یہ ان کے وسعت مطالعہ' ذوق تحقیق اور غور و خوض کی دلیل تھی۔ مطالعہ سے امام صاحب میں غور و خوض اور فکر و تدبر کی نئی نئی رائیں پیدا ہوئیں۔ امام صاحب میں ایک خوبی یہ تھی کہ آپ نے ہر علم کو قرآن و حدیث کے معیار سے جانچا اور قرآن و حدیث کی کسوٹی سے پرکھا۔ سیرت نبوی کے ہر ہر پہلو سے نئے نئے نتائج مستنبط کئے۔

امام ابن تیمیہ کو قدرت نے شاعری کے لئے پیدا نہیں کیا تھا۔ وہ ایک مصلح اور مجدد پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی دین اسلام اور ملک و ملت کی بہبودی اور بہتری کے لئے وقف کر دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر شاعری کا فطری مادہ بھی ودیعت کر رکھا تھا۔ مگر چونکہ وہ اس کام کے لئے پیدا نہیں ہوئے تھے اس لئے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے اس عطیۂ الٰہی سے کوئی کام نہیں لیا۔ مگر جس کسی نے ان سے اشعار میں سوال کیا۔ تو اس کا جواب انہوں نے نثر کی سی سلاست اور روانی کے ساتھ دیا۔ نثر کے ساتھ نظم پر بھی قدرت حاصل تھی۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ایک شخص نے مسئلۂ جبر و قدر سے متعلق سوال اشعار میں کیا تھا۔ آپ نے اس کا جواب اشعار میں دیا۔

جب امام ابن تیمیہ کے والد امام عبدالحلیم بن تیمیہ کا انتقال ہوگیا تو آپ کو ''دارالحدیث السکریہ'' کا شیخ الحدیث مقرر کیا گیا۔ اس وقت مدرسہ کا شیخ الحدیث حکومت مقرر کرتی تھی۔ امام ابن تیمیہ کی اس وقت شہرت عام ہو چکی تھی۔ اس لئے اس وقت حکومت کے سامنے آپ سے بہتر کوئی اور عالم موجود نہیں تھا۔ جس کو حکومت شیخ الحدیث کے عہدہ پر سرفراز کرتی۔

جب امام صاحب ''دارالحدیث السکریہ'' کے شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۱ سال تھی۔ اور آپ کو اس سے پہلے فتوٰی دینے کی اجازت بھی مل چکی تھی۔ فتوٰی کی اجازت اس وقت کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) دیتے تھے۔ اس وقت قاضی القضاۃ شیخ شرف الدین احمد القدسی الشافعی (م ۶۹۴ھ) تھے۔ انہوں نے آپ کو فتوٰی دینے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ اور قاضی صاحب اس بات پر بہت فخر کرتے تھے کہ انہوں نے سب سے پہلے امام ابن تیمیہ جیسے لائق و قابل عالم کو فتوٰی دینے کی اجازت دی ہے۔

اس وقت حکومت نے یہ قانون بھی بنایا تھا کہ جب کوئی عالم کسی مدرسہ کا شیخ الحدیث مقرر ہوتا تو اس کو اپنی تقرری کے فوراً بعد درس قرآن دینا لازمی تھا۔ چنانچہ جب امام ابن تیمیہ کا تقرر ہوا۔ تو آپ نے اپنی تقرری کے دن دارالحدیث السکریہ میں بسم اللہ الرحمان الرحیم پر درس دیا۔ اس درس میں دمشق کے علمائے کرام اور عمائدین شہر نے شرکت کی۔ آپ نے بسم اللہ الرحمان الرحیم سے متعلق ایسے ایسے علمی نکات بیان کئے کہ علمائے کرام حیران رہ گئے۔

امام ابن تیمیہ کا تقریر کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ پہلے قرآن مجید سے استدلال

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے اور قرآن مجید کے تمام ہم معنی آیات کو یک جا کر کے پیش کرتے اور ان کے معانی و مطالب پر تفصیلی بحث کرتے۔ ان سے جو نکات اور معانی مستنبط ہوتے ان کو بیان کرتے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال سے استشہاد کرتے۔ اس کے بعد صرف فقہ حنبلی ہی پیش نہ کرتے بلکہ ائمہ اربعہ کی فقہ پیش کرتے۔ اس کے علاوہ دوسرے ائمہ کرام کے اقوال بھی پیش کرتے اور ساتھ ساتھ صحابہ کرام اور تابعین عظام اور تبع تابعین کی آراء و آثار کو بھی پیش فرماتے ہر ایک دلیل پر کتاب و سنت کی روشنی میں بحث کرتے۔ اور جو قول یا رائے اقرب الی السنتہ ہوتا اس کو ترجیح دیتے تھے۔

ظاہر ہے کہ اس طریقہ تفہیم و تدریس کو وہی شخص اختیار کر سکتا ہے جس کے دماغ میں آیات قرآن مجید، احادیث رسول اللہ ﷺ صحابہ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ کرام، اور علماء و مجتہدین کی آرا متحضر ہوں اور ان کو پیش کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ دوسرے الفاظ میں کتاب و سنت اور فقہ اسلامی پر پورا عبور رکھتا ہو۔ چونکہ امام ابن تیمیہ کا مبلغ علم بہت وسیع تھا۔ اور آپ کتاب و سنت اور فقہ اسلامی کے پورے حافظ ہو چکے تھے اس لئے آپ نے یہ طریقۂ تفہیم و تدریس اختیار کیا۔

تفسیر قرآن آپ ہر جمعہ کو بیان کیا کرتے تھے۔ ان کی تفسیر بہت مبسوط ہوتی تھی۔ چنانچہ سورۃ نوح کی تفسیر کئی برسوں میں اختتام پذیر ہوئی۔ تفسیر میں واعظین کی طرح موضوع روایات بیان نہیں کرتے تھے بلکہ صحیح حقائق سے روشناس کراتے تھے۔

امام ابن تیمیہ کے علم و فضل کا شہرہ اس قدر بڑھ گیا تھا کہ حکومت نے آپ کو قاضی القضاۃ کے عہدہ کی پیشکش کی۔ لیکن آپ نے اس پیشکش کو قبول نہیں کیا۔ اس لئے نہیں کہ آپ قاضی القضاۃ بننے کی اہلیت نہیں رکھتے تھے بلکہ اس لئے کہ حکومت کی طرف سے جو پابندیاں عائد ہوتی ہیں آپ ان پابندیوں پر عمل پیرا نہیں ہو سکتے تھے۔ اس لئے آپ نے حکومت کی اس پیشکش کو حقارت سے ٹھکرا دیا۔

۶۹۱ھ میں امام صاحب جب کہ آپ کی عمر ۳۰ سال کی تھی۔ حج بیت اللہ سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشرف ہوئے۔

۶۹۳ھ میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا۔ جس کی وجہ سے دمشق میں ایک زبردست ہنگامہ ہوگیا۔ اس ہنگامہ سے امام صاحب کے علم و فضل کی نمایاں حیثیت بھی لوگوں کے سامنے آئی اور آپ کی حق گوئی و بیباکی کا بھی پتہ چل گیا۔

یہ ہنگامہ اس طرح پیش آیا کہ ایک نصرانی نے نبی اکرم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کی۔ جس سے مسلمان بہت سیخ پا ہوئے۔ اتفاق سے وہ نصرانی مسلمانوں کے ہتھے چڑھ گیا۔ مسلمانوں نے اس کو پتھر مار مار کر زخمی کر دیا۔ حکومت نے سمجھا کہ سب کچھ امام ابن تیمیہ کے ایما سے ہوا ہے۔ چنانچہ حاکم شہر نے آپ کو اپنے دربار میں طلب کیا اور آپ کو کوڑوں کی سزا دی گئی۔ حوالات میں بند کیا گیا۔ لیکن آپ اعلائے کلمۃ الحق سے باز نہیں آئے۔ آخر حکومت نے آپ کو رہا کر دیا۔ رہائی کے بعد آپ نے اس مسئلہ پر ایک مستقل کتاب "الصارم المسلول علی شاتم الرسول" تصنیف کی۔ جس میں آپ نے اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کی اور چار مسئلوں پر بڑی تفصیل سے کتاب وسنت کی روشنی میں دلائل دیے۔

(۱) نبی ﷺ کو گالی دینے والے چاہے وہ مسلمان ہوں۔ یا کافر اس کو قتل کر دینا چاہیے۔

(۲) اس کا قتل واجب ہے چاہے وہ ذمی ہی کیوں نہ ہو۔ زر فدیہ لے کر یا اس کے ساتھ احسان کر کے اس کو چھوڑا نہیں جا سکتا۔

(۳) گالی دینے والے کو چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر قتل کر دینا چاہیے۔ اس سے توبہ نہیں کرانی چاہیے۔ اگر یہ معاملہ سلطان تک پہنچ جائے اور اس پر الزام ثابت ہو جائے تو توبہ کرنے پر اس کی حد ساقط نہیں ہوتی۔

(۴) نبی اکرم ﷺ کو گالی دینے والا کافر ہے چاہے وہ اس کو حلال سمجھے یا حلال نہ سمجھے۔

اس کتاب کے مطالعہ کے بعد وہی نصرانی جس نے آنحضرت ﷺ کی شان

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقدس میں گستاخی کی تھی مسلمان ہو گیا اور اس نے حاکم شہر کے سامنے اس بات کا اقرار کیا کہ اس نے آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی نہیں کی بلکہ اس پر یہ بہتان باندھا گیا ہے۔

ساتویں صدی ہجری کا زمانہ وسطی ایشیا کی اسلامی سلطنتوں کے لیے بہت ہی ہولناک زمانہ تھا۔ اس زمانے میں قراقرم کی پہاڑیوں سے تاتاریوں کا ایک زبردست طوفان اٹھا۔ جس کی وجہ سے اسلامی سلطنتوں کی بنیادیں ہل گئیں۔ بے شمار مسلمان تہ تیغ ہو گئے اور بہت سے آباد شہر ویران ہو گئے۔

امام ابن تیمیہ کے آئینۂ دل پر آئندہ ہونے والی خوفناک جنگ کے نتائج سورج کی طرح عیاں ہو رہے تھے۔ انہوں نے پہلے ہی اپنے احباب خاص کو بتا دیا تھا کہ مسلمان اس دفعہ بری طرح مارے جائیں گے اور تاتاریوں کے مقابلہ میں انہیں شکست فاش ہو گی۔

امام ابن تیمیہ کی مجلس میں ہر قسم کے لوگ آتے تھے اور آپ ہر ایک سے خندہ پیشانی سے پیش آتے اور مصافحہ کرتے۔ اگر کوئی دور دراز سے آتا تو اس کا اٹھ کر استقبال کرتے۔

بیماروں کی عیادت کرنا آپ کا معمول تھا۔ جنازہ میں شرکت کے لیے حتی المقدور کوشش کرتے۔ کسی وجہ سے جنازہ میں شریک نہ ہو سکتے تو اس پر افسوس کا اظہار کرتے۔

جود و سخا آپ کا جوہر خاص تھا۔ حتی الوسع کسی سائل کو واپس نہیں کرتے تھے۔ ہر قسم کی امداد کرتے خواہ درہم و دینار کی صورت میں ہو یا کپڑے وغیرہ کی صورت میں ہو یا کتابوں کی صورت میں ہو۔

امرا اور دولت سے بے نیازی کی شان یہ تھی کہ جب آپ حکومت مصر کو تاتاریوں سے جہاد پر آمادہ کرنے کے لیے مصر تشریف لے گئے تو ایک صاحب علم شیخ شرف الدین کے ہاں آپ کا قیام تھا۔ آپ کو حکومت کی طرف سے وظیفہ کی پیشکش کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

گئی تو آپ نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور جب آپ کو مصر میں قید کیا گیا تو آپ نے جیل میں حکومت کی طرف سے کسی قسم کی رعایت نہیں لی اور نہ کوئی شے قبول کی۔

زہد و قناعت بھی امام صاحب کا خاص وصف تھا۔ متوسط لوگوں کی طرح لباس بالکل سادہ ہوتا تھا۔ شب و روز عبادت اور ذکر الٰہی میں بسر ہوتے تھے۔ خصوصاً رات کا بیشتر حصہ خلوت میں اپنے پروردگار سے راز و نیاز اور اس کی بارگاہ میں آہ و زاری میں گزرتا تھا۔ تلاوت قرآن میں کبھی ناغہ نہیں کیا۔ روزانہ باالتزام صبح کے وقت تلاوت کرتے۔ رات دن کی عباداتِ مسنونہ بجالاتے تھے۔ سنت نبوی ﷺ کی تعظیم اور اس کے اتباع میں امام صاحب سے زیادہ کوئی حریص نہ تھا۔ نماز باجماعت کا خاص اہتمام فرماتے۔ اگر نماز پڑھاتے تو اس طرح کہ قیام، رکوع، سجود متوازن ہوتے اور خشوع و خضوع کے وقت خوفِ خدا کی وجہ سے کپکپی طاری ہو جاتی۔

فجر کی نماز کے بعد تقریباً نصف دن تک ذکر و فکر میں مشغول رہتے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ میرا صبح کا ناشتہ ہے۔

جیل کی زندگی میں سنت یوسفی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے جیل کے ساتھیوں کو تبلیغ کرتے رہے۔ جس کی وجہ سے جیل میں بند لوگوں نے بہت سی برائیاں چھوڑ دیں اور نماز روزہ کے پابند ہو گئے۔

مشکل کے وقت آیات سکینت کی تلاوت فرمایا کرتے تھے جن کی برکت سے وہ مشکل دور ہو جاتی۔

امام ابن تیمیہ اپنی قوت فہم، وسعت علم، ذوق مطالعہ اور فکر و تدبر کے اعتبار سے یگانۂ عہد اور منفرد حیثیت کے حامل تھے۔ امام صاحب کے معاصرین جن میں علماء، فضلا اور فقہا شامل ہیں۔ ان کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے اور ان معاصرین میں ایسے بھی ہیں جو آپ کے مخالف ترین تھے اور مخالفت میں اپنا ایک خاص مقام رکھتے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذیل میں چند ایک معاصرین کی آرا نقل کی جاتی ہیں جو انھوں نے امام صاحب کے بارے میں بیان کیں۔

ابن دقیق العید

علامہ ابن دقیق العید امام صاحب کے معاصر تھے۔ بہت بڑے عالم اور صاحب علم وفضل تھے۔ امام ابن تیمیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

- ''اس شخص کا بلا کا حافظہ ہے۔
- میں جب بھی ابن تیمیہ سے ملا۔ میں نے انہیں ایسا آدمی پایا کہ تمام علوم اس کی نظر میں ہیں۔ جس علم کو چاہتا ہے لے لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے' چھوڑ دیتا ہے۔''

حافظ شمس الدین ذہبیؒ:

امام ابن تیمیہ کے تلمیذ تھے۔ بہت بڑے محدث' مؤرخ اور صاحب علم وفضل تھے۔ آپ فرماتے ہیں:

''امام ابن تیمیہ کو صحابہ وتابعین کے مذاہب پر غیر معمولی عبور حاصل تھا۔ بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ وہ کسی مسئلہ پر لب کشائی کریں اور مذاہب اربعہ کے مفتی بہ قول کا ذکر نہ کریں۔ زہد وورع میں بھی جامع الکمالات تھے۔''

حافظ ابن سید الناسؒ:

بہت بڑے محدث تھے۔

فرماتے ہیں:

''یہ شخص (ابن تیمیہ) علوم وفنون کا جامع ہے۔ سنن وآثار کا حافظ ہے۔ جب تفسیر پر لب کشائی کرتا ہے تو بہت بڑا مفسر نظر آتا ہے۔ فقہ کے کسی مسئلہ پر جب فتویٰ دیتا ہے تو اس کی بصیرت کا لوہا ماننا پڑتا ہے۔ حدیث

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر جب باب سخن وا کرتا ہے تو صاحب علم و فراست نظر آتا ہے۔ اقوام و ملل کی تاریخ پر جب مصروف تکلم ہوتا ہے تو اس کی وسعت نظر کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ ہر علم میں ابنائے جنس پر فائق ہے۔ جس کسی نے اس کو دیکھ لیا پھر اس جیسا کسی کو نہ پایا۔ خود اس کی آنکھوں نے اپنے جیسی کوئی اور ہستی کا ہے کو دیکھی ہوگی۔ اس کی مجلس میں لوگوں کا تانتا لگا رہتا ہے۔ تشنگانِ علم حاضر ہوتے ہیں اور ان کے میٹھے سمندر سے پیاس بجھاتے ہیں اور اس کے فضل کے موسم بہار سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔''

علامہ زملکانی:

علامہ زملکانی بھی امام صاحب کے معاصر تھے۔

فرماتے ہیں:

''امام ابن تیمیہ کی مجلس میں جب دوسرے مسلک کے فقہا اور علماء حاضر ہوتے تھے تو امام صاحب سے اپنے مسلک کے بارے میں ایسے ایسے نکتے سنتے جو خود ان کو معلوم نہ ہوتے تھے۔ امام ابن تیمیہ علوم شرعیہ کے علاوہ دوسرے علوم وفنون میں بھی کامل دسترس رکھتے تھے۔ آپ ایک عمدہ اور نفیس مصنف بھی تھے۔ جودت عبارت میں اپنی مثال آپ تھے۔''

علامہ شبلی نعمانی:

علامہ شبلی نعمانی برصغیر (پاک و ہند) کے نامور مؤرخ' ادیب اور سیرت نگار تھے۔ اپنے ایک مقالہ ''امام ابن تیمیہؒ'' میں لکھتے ہیں:

اسلام میں سینکڑوں' ہزاروں' بلکہ لاکھوں علما' فضلا' مجتہدین' ائمہ فن اور مدبرین گزرے ہیں۔ لیکن مجدد بہت کم پیدا ہوئے ہیں۔ مجدد کے لئے تین شرطیں ضروری ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❶ مذہب، علم یا سیاست میں کوئی مفید انقلاب پیدا کر دے۔
❷ جو خیال اس کے دل میں آیا ہو۔ کسی کی تقلید سے نہ آیا ہو، بلکہ اجتہادی ہو۔
❸ جسمانی مصیبتیں اٹھائی ہوں۔ جان پر کھیلا ہو، سرفروشی کی ہو۔

تیسری شرط اگر ضروری قرار نہ دی جائے تو امام ابوحنیفہؒ، امام غزالیؒ، امام رازیؒ، شاہ ولی اللہؒ، اس دائرہ میں آ سکتے ہیں۔ لیکن جو شخص ریفارمر (مجدد) کا اصل مصداق ہو سکتا ہے۔ وہ علامہ ابن تیمیہؒ ہیں۔ مجددیت کی اصل خصوصیتیں جس قدر علامہ کی ذات میں پائی جاتی ہیں۔ ان کی نظیر بہت کم مل سکتی ہے۔ (مقالات شبلی جلد پنجم)

تصانیف:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی عمر ۱۷ سال کی تھی۔ جب آپ نے قلم سنبھالا اور یہ قلم آپ کی آخر عمر تک رواں دواں رہا۔ بعض ہنگامہ خیز واقعات میں رک بھی جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی حافظہ، محیر العقول ذکاوت اور فہم و فراست سے نوازا تھا۔ دماغ حاضر اور دل دردمند پایا تھا۔ سرعت تحریر کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک دن کئی علمی اور تحقیقی صفحات قلم برداشتہ مرتب کر دیتے تھے۔ لوگ مشکل سے مشکل سوال لے کر آتے تو جواب میں کئی کئی صفحات لکھ دیتے تھے۔

آپ کی چھوٹی بڑی تصانیف کی تعداد ۵۹۱ ہے۔

پروفیسر ابوزہرہ مصری نے حیات ابن تیمیہؒ کے نام سے ایک ضخیم کتاب مرتب کی۔ اس کا اردو ترجمہ سید رئیس احمد جعفری ندوی مرحوم نے کیا اور اس کا مقدمہ مولانا غلام رسول مہر مرحوم نے لکھا۔ مشہور اہلحدیث عالم اور محقق مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی مرحوم و مغفور نے اس پر حواشی و تعلیقات لکھے اور اپنے اشاعتی ادارہ المکتبۃ السلفیہ لاہور سے شائع کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مولانا عطاء اللہ مرحوم نے اس کتاب میں امام صاحب کی ۵۹۱ تصانیف کا ذکر کیا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

تفسیر: ۱۰۲۔ حدیث: ۴۱۔ فقہ و فتاویٰ: ۱۳۸۔ اصول فقہ و متعلقات: ۲۸۔ عقائد و کلام: ۱۲۶۔ اخلاق اور زہد و تصوف: ۸۷۔ فلسفہ و منطق پر نقد و جرح: ۱۷۔ مکاتیب: ۷۔ متفرقات: ۵۴۔ (میزان: ۵۹۱)۔

شیخ الاسلام کی تصانیف کے اردو تراجم کی تعداد مولانا عطاء اللہ مرحوم نے ۳۲ بتلائی ہے۔

تلامذہ:

امام ابن تیمیہ نے ساری زندگی درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ جیل میں بھی آپ تدریس فرماتے رہے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ آپ کے تلامذہ دنیا میں درخشندہ ستارے بن کر چمکے۔

آپ کے مشہور تلامذہ یہ تھے۔

حافظ ابن القیم الجوزی، حافظ ابن کثیر، حافظ شمس الدین ذہبی، حافظ ابن عبدالہادی، ابن الوردی، محمد بن مفلح اور قاضی ابن فضل اللہ۔

دور ابتلا اور امام صاحب کی استقامت:

حکومت وقت نے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ سے ان کے اعلائے کلمۃ الحق کی پاداش میں جو سلوک کیا اس سے بھی آگاہ ہوتے جایئے۔ حکومتوں کا یہ سلوک جب سے اسلام دنیا میں آیا ہے انبیائے کرام سے بھی کیا گیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی کیا گیا۔ تابعین اور تبع تابعین بھی اس زد میں آئے۔ ان کے علاوہ ائمہ اربعہ (امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ) اور کئی دوسرے مشاہیر اسلام حکومتوں کے ظلم و تشدد کا نشانہ بنے۔ تاریخ اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ راہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق میں علمائے کرام کو بہت زیادہ تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر علمائے کرام کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔ امام ابن تیمیہ جو کہ اسوۂ رسول ﷺ کا مکمل و مجسم نمونہ تھے۔ متبع سنت تھے۔ وہ کیسے پیچھے رہ سکتے تھے۔ چنانچہ امام صاحب اسیر زندان بھی ہوئے' کوڑے بھی مارے گئے اور مصائب و آلام کا شکار بھی ہوئے لیکن اعلائے کلمۃ الحق سے باز نہ آئے۔

دور ابتلا کی تفصیل

بقول پروفیسر ابوزہرہ مصری مرحوم:

''امام صاحب کی توہین و تذلیل اور ذلت و رسوائی کی داستان کیونکہ ان کی زندگی میں ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ جب تک زندہ رہے۔ جلال و اکرام اور احترام اور قبول عام کی زندگی بسر کرتے رہے۔

مگر وہ ابتلا کیا تھا جس سے امام دوچار ہوئے؟ وہ ابتلا قید و بند اور زنداں میں گرفتار ہوئے۔ جس نے ان کی آزادئ فکر و عمل سلب کر لی اور انہیں دعوت و تبلیغ سے روک دیا گیا۔

امام صاحب کا آفتاب اقبال نصف النہار پر پہنچ چکا تھا اور آپ کا نام ملک کے گوشہ گوشہ میں عزت و احترام کے ساتھ لیا جاتا تھا اور حکومت مصر اس بات پر فخر کرتی تھی کہ تاتاریوں کا زور توڑنے میں حضرت امام صاحب نے ایک خاص کردار ادا کیا تھا۔

امام صاحب کی اس مقبولیت سے ان کی مخالفت کا سلسلہ شروع کیا گیا اور اس دور کے فقہا نے آپ کی مخالفت میں اہم کردار ادا کیا اور یہ مخالفت صرف حسد کی وجہ سے تھی۔ فقہائے کرام حضرت امام کے علم و فضل سے لرزاں و ترساں رہتے تھے اور ادھر امام صاحب اپنے علم و فضل اور تبحر علمی کی وجہ سے شہرت اور مقبولیت کے زینے طے کر کے اوج ثریا کو چھو رہے تھے۔ اس وجہ سے اس وقت کے فقہا نے آپ کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مخالفت کا سلسلہ شروع کیا تھا۔

امام ابن تیمیہ نے اپنے حاسدوں اور مخالفوں کی ذرہ بھی پرواہ نہیں کی اور اپنے مشن اعلائے کلمۃ الحق میں پہلے سے بھی زیادہ سرگرم ہو گئے۔ آپ کی حق گوئی نے دشمنوں میں اضافہ کیا اور دوستوں میں کمی کر دی۔ مخالفت میں جو لوگ سب سے زیادہ پیش پیش تھے وہ شیعہ تھے۔ مگر یہ حضرات اپنے مشن (مخالفت) میں کامیاب نہ ہو سکے۔ لیکن ہر محاذ پر حضرت امام نے ان کو شکست سے دوچار کیا۔ شیعہ کے علاوہ جو دوسرا گروہ آپ کی مخالفت میں سرگرم عمل تھا وہ صوفیائے کرام کا گروہ تھا۔ اس گروہ نے بھی امام صاحب کی بہت زیادہ مخالفت کی لیکن اس گروہ کو بھی کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ اور ذلت و رسوائی کا منہ دیکھنا پڑا۔ امام صاحب نے صوفیا کے سرخیل محی الدین ابن عربی کے افکار و خیالات کی تار و پود بکھیر کر رکھ دی۔ امام صاحب علی اعلان ابن عربی پر تنقید کرتے تھے آپ نے حکام وقت کو یہ مشورہ دیا:

''یہ صوفیائے کرام شعبدہ باز ہیں۔ ان کے مکر و فریب سے بچنا چاہیے۔''

مگر یہ مخالفین اپنی ہٹ دھرمی اور حسد پر قائم رہے اور امام صاحب کی مخالفت میں کمر بستہ رہے اور حکام وقت کو بھی امام صاحبؒ کے خلاف اکساتے رہے۔

حضرت امام ابن تیمیہ کی طبیعت میں گرمی بہت زیادہ تھی اور کبھی کبھی اپنے مخالفین کے لیے سخت الفاظ بھی استعمال کرتے تھے۔ مثلاً مخالفین کا ذکر کرتے ہوئے ان کے اقوال پیش کرتے تو فرماتے:

''یہ جاہلانہ بات ہے یا یہ ناسمجھی کی بات ہے۔''

اصل حقیقت یہ تھی کہ آپ کے حریف علما آپ سے عمر میں بڑے تھے اور امام صاحب نوجوان تھے۔ اس لیے آپ کے حریف علما زیادہ خار کھاتے تھے کہ ایک نوجوان عالم کس طرح ان کے اقوال کا رد کر رہا ہے اور دلائل سے ان کے افکار و آرا کا توڑ کرتا ہے۔

چنانچہ فقہا نے یہ فیصلہ کیا کہ ہماری جیت صرف اس طرح ہو سکتی ہے کہ امام

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن تیمیہ کو گزند پہنچائی جائے اور انہیں مصائب و آلام میں مبتلا کیا جائے۔ لیکن دو چیزیں ان مخالفین کے آڑے آ رہی تھیں۔ جن کی وجہ سے وہ امام صاحب کی مخالفت میں پوری طرح کامیابی حاصل نہیں کر سکتے تھے۔

ایک تو یہ کہ شام کی حکومت امام صاحب کے علم و فضل سے پوری طرح آگاہ تھی اور اس کو اندازہ تھا کہ امام صاحب کا مرتبہ و مقام کیا ہے۔

دوسرے شام کے عوام کی نگاہ میں امام صاحب کا جو رتبہ و مقام تھا اس سے حکومت بھی باخبر تھی اور مخالفین بھی پوری طرح آگاہ تھے۔ اور حکومت اس کو اچھی طرح جانتی تھی کہ اگر امام صاحب کے خلاف کوئی جارحانہ قدم اٹھایا گیا۔ تو اس کا عوام پر کیا ردعمل ہوگا۔ عوام مشتعل ہو جائیں گے' سڑکوں پر نکل آئیں گے اور پھر ان کو قابو کرنا مشکل ہو جائے گا۔

مگر جو فقہائے کرام امام صاحب کے مخالف تھے' کب خاموش رہ سکتے تھے۔ انہوں نے امام صاحب سے مناظرہ شروع کر دیا۔ مگر مناظرہ میں ہمیشہ شکست سے دوچار ہوئے اور میدان ہمیشہ امام صاحب کے ہاتھ رہتا۔ اس سے مخالفین اور بھی سیخ پا ہوئے اور مخالفت کی ہوا مصر تک پہنچ گئی۔ مخالفین نے حکومت مصر کو امام صاحب کے بارے میں بے بنیاد اور غلط اطلاعیں دیں۔ جس پر حکومت مصر نے امام صاحب کو مصر طلب کیا۔ چنانچہ امام ابن تیمیہ بغیر کسی تامل کے مصر جانے کے لیے تیار ہو گئے۔ لیکن شام کے نائب السلطنت کو اندرونی طور پر معلوم تھا کہ وہاں امام صاحب کے خلاف کھچڑی پک رہی ہے۔ لہٰذا اس نے اشارۃً امام صاحب کو آگاہ کر دیا کہ آپ مصر نہ جائیں۔ لیکن امام صاحب اعلائے کلمۃ الحق کے پیش نظر مصر جانے کے لیے تیار ہو گئے۔ اس لیے کہ امام صاحب کو یقین تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اپنے علم اور قوت برہان کی وجہ سے کسی کے آگے نہیں جھک سکتے۔ جھکنا تو صرف اللہ تعالیٰ کے حضور میں ہے۔

چنانچہ جب امام صاحب مصر تشریف لے گئے۔ قلعہ میں ایک مجلس منعقد ہوئی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہاں علما اور اعیانِ حکومت موجود تھے۔ انہوں نے امام صاحب کے سامنے الزامات کی ایک فہرست پیش کر دی لیکن اس کے ساتھ امام صاحب سے یہ کہا کہ ہم آپ سے ان الزامات کے جواب نہیں سنیں گے۔ کیونکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ وہ امام صاحب کے زور کلام اور حسن استدلال سے عاجز ہیں۔ ان کو یہ بھی یقین تھا کہ ہمارے پاس امام صاحب کے دلائل کا توڑ نہیں ہے۔ اس لیے انھوں نے اپنا بچاؤ اسی میں سمجھا کہ امام صاحب پر الزامات عائد کر کے ان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ تاہم کچھ گفتگو کا آغاز ہوا۔

علامہ زین الدین مالکی جو مصر کے قاضی تھے۔ آپ کے سخت ترین مخالف تھے۔ انہوں نے امام صاحب پر اعتراض کیا کہ آپ اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ حروف اور آواز سے متکلم ہے۔

امام ابن تیمیہ نے حمد وثنا کے بعد اس اعتراض کا جواب دینا شروع کیا تو زین الدین نے کہا کہ آپ تقریر نہ کریں۔ ہمارے اعتراض کا جواب دیں امام صاحب سمجھ گئے کہ ان کا مقصد بحث وتکرار نہیں بلکہ فیصلہ صادر کرنا ہے۔ چنانچہ امام صاحب نے فرمایا کہ

میرے عقائد وافکار کے بارے میں فیصلہ کون کرے گا؟

جواب میں کہا گیا کہ

قاضی زین الدین مخلوف۔

امام صاحب نے فرمایا کہ

قاضی صاحب میرے معاملہ میں کیا فیصلہ کر سکتے ہیں جو کہ میرے شدید ترین مخالف ہیں۔

اس پر قاضی مخلوف بڑے سیخ پا ہوئے اور آپ کو قید کرنے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ امام ابن تیمیہ کو مصر کے مشہور قید خانہ ''جُب'' میں قید کر دیا گیا۔

قاضی زین الدین مخلوف اپنی قساوت قلبی اور سختی میں جواب نہیں رکھتے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو علما ان کے افکار و خیالات سے اختلاف رکھتے تھے یہ ان کے سخت مخالف ہو جاتے تھے۔ قاضی صاحب بایں ہمہ سفا کی و خون آشامی کامل ۳۳ سال تک منصب قضا پر فائز رہے یعنی ۶۸۵ ہجری سے ۷۱۸ ہجری تک۔

قاضی زین الدین امام صاحب کے سخت مخالف تھے اور اس مخالفت کی وجہ سے امام ابن تیمیہ کو قید میں ڈالا گیا۔ مگر وہ امام صاحب کے پایہ کے عالم نہ تھے۔ قاضی صاحب علم کا ستارہ تھے تو امام ابن تیمیہ علم کا سورج تھے۔ خواہ مسلک کسی کے موافق ہو یا مخالف۔

امام ابن تیمیہ صرف اللہ تعالیٰ کو ہی اپنا حاکم تسلیم کرتے تھے۔ لیکن قاضی صاحب کے نزدیک وہی حق تھا جو امام ابوالحسن اشعری کے منہ سے نکل گیا ہو۔ ان حالات اور اصولی اختلاف کی موجودگی میں قاضی زین الدین کس طرح امام صاحب کے حق میں فیصلہ دے سکتے تھے۔ اور جو شخص امام اشعری کے بندھن میں بندھا ہو وہ ایک مجتہد مطلق کے دلائل و براہین سے متعلق کیا فیصلہ صادر کر سکتا تھا۔

اس کے بعد امام ابن تیمیہ کو جیل بھیج دیا گیا اور کئی سال تک اسیر زنداں رہے۔ اسی دوران جب شام میں امام صاحب کی گرفتاری کی خبر پہنچی تو وہاں لوگ بیتاب ہو گئے۔ امام ابن تیمیہ حنبلی المسلک تھے۔ اس لئے مصر میں حنبلی مسلک کے پیروکاروں پر بہت زیادہ سختی کی گئی۔

تقریباً ایک سال بعد قاہرہ کے گورنر نے امام صاحب کو رہا کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اس سلسلہ میں حنفی، مالکی اور شافعی قاضیوں کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ ان کے علاوہ دوسرے فقہا بھی موجود تھے۔ گورنر قاہرہ ایک جہاندیدہ آدمی تھا اور امام صاحب کے علم و فضل سے شناسا تھا۔ امام صاحب کو گرفتار کرنے اور اسیر زنداں رکھنے کو عدل و انصاف اور اخلاق و انسانیت کے منافی سمجھتا تھا۔ اس کے ساتھ وہ امام صاحب کے کارہائے نمایاں سے پوری طرح واقف تھا۔ اس لیے وہ امام صاحب کی قید بڑھانا نہیں چاہتا تھا۔ اس لیے اس نے تمام علما و فقہا سے کہا کہ میں امام ابن تیمیہ کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کی کیا رائے ہے؟

تمام علما نے جواب دیا:

''اگر امام صاحب اپنے بعض عقائد سے رجوع کر لیں تو ان کو آپ رہا کر دیں۔''

چنانچہ گورنر نے امام صاحب کے پاس آدمی بھیجا اور اس کے ساتھ علما نے ان کے عقائد کے بارے میں جو اعتراضات وغیرہ کیے تھے۔ ان کی فہرست بھیجی کہ آپ ان عقائد سے رجوع کر لیں تو آپ کو رہائی مل جائے گی۔ لیکن امام صاحب نے جواب میں فرمایا:

''میں ایسی مشروط رہائی نہیں چاہتا۔''

گورنر صاحب نے ایک دفعہ نہیں بلکہ چھ بار آدمی بھیجا۔ لیکن آپ نے یہی جواب دیا کہ مجھے مشروط رہائی نہیں چاہیے۔

چنانچہ گورنر نے آپ کی قید میں اضافہ کر دیا۔ یہ تھی امام ابن تیمیہ کی استقامت و عزیمت! امام ابن تیمیہ نے جیل میں رہنا پسند کیا لیکن اپنے عقائد کے خلاف کوئی بات تسلیم نہ کی اور آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے الفاظ میں صاف اعلان فرما دیا:

اَلسِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ.

''یہ لوگ جس طرف مجھے بلا رہے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں جیل کی زندگی میرے لیے کہیں زیادہ مرغوب ہے۔'' (یوسف:۳۳)

چنانچہ ۱۸ ماہ بعد ایک عرب امیر کی سفارش سے امام صاحب کی رہائی عمل میں آئی۔ رہائی کے بعد امام صاحب نے کچھ عرصہ مصر میں قیام کیا۔ پھر دمشق آ گئے اور دمشق کچھ عرصہ قیام کے بعد دوبارہ مصر تشریف لے گئے۔ اس دوران کئی دفعہ امام صاحب مصائب و آلام سے دوچار ہوئے۔ لیکن آپ اعلائے کلمۃ الحق سے باز نہیں آئے۔ اس دوران امام صاحب پورے انہماک کے ساتھ درس و افتا میں مشغول رہے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ اجتہاد اور مسائل متنوعہ و مختلفہ پر تحقیقات بھی جاری رکھی۔

۷۲۶ھ میں امام صاحب کی مخالفت کا نیا دور شروع ہوا اور آپ کے خلاف ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ آپ کی آزادی سلب کر لی گئی اور آپ کو دوبارہ جیل بھیج دیا گیا۔ آپ کے مخالفین اس کوشش میں تھے کہ عوام کی نظروں میں آپ کا وقار کم کیا جائے اور حکومت کو بھی آپ کے خلاف کیا جائے۔ چنانچہ مخالفین نے آپ کا ایک فتویٰ جو آپ نے ۱۷ سال قبل دیا تھا سامنے لے آئے۔ فتویٰ یہ تھا کہ آپ نے زیارت قبور کی مخالفت کی تھی۔ جس کے ضمن ''روضۂ اطہر'' بھی آ جاتا تھا۔ جہاں رسول اللہ ﷺ کی قبر تھی۔ امام صاحب کا یہ فتویٰ سلف صالحین کے اتباع پر مبنی تھا اور دلائل و براہین سے مستحکم تھا۔

اس فتویٰ میں امام صاحب نے فرمایا تھا۔

''سنن سعید بن منصور میں روایت ہے کہ عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بار بار رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کی طرف آیا کرتا تھا۔ آپ نے اس سے کہا:

''آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے''

لا تتخذوا قبری عیدا وصلوا علی فان صلاتکم تبلغنی حیثما کنتم.

''میری قبر کو (میلے کی طرح) زیارت گاہ نہ بناؤ اور نہ اس کے سامنے آ کر درود پڑھو۔ بلکہ تم جہاں سے بھی مجھے درود بھیجو گے وہ مجھے پہنچ جائے گا۔''

پس تو ہو یا اندلس کا رہنے والا کوئی شخص ہو سب برابر ہیں یعنی جہاں سے بھی رسول اللہ ﷺ پر تم درود بھیجو گے وہ آپ کی خدمت میں پہنچ جائے گا۔ اس مقصد کے لیے قبر پر آنا ضروری نہیں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے مرض الموت میں فرمایا تھا:

لعن الله اليهود والنصارىٰ اتخذوا قبور انبياء هم مساجد.

''اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے۔ جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا ہے۔''

چنانچہ اسی اندیشہ کے تحت اس ارشاد سے آپ کا مقصد لوگوں کو اس سے باز رہنے کی تلقین کرنا تھا۔ یہ اندیشہ نہ ہوتا تو یقیناً آپ کی قبر کھلی جگہ بنائی جاتی۔ لیکن آپ اسے ناپسند فرماتے تھے کہ آپ کی قبر کو سجدہ گاہ بنالیا جائے۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ نے آپ کو حجرہ عائشہ صدیقہ میں دفن کیا اور کھلی جگہ دفن کرنے سے احتراز کیا کیونکہ پھر لوگوں کا یہ ریلا نہ رکتا اور لوگ زیارت کے لیے آنے لگتے اور اسے سجدہ گاہ بنا لیتے۔

زیارت قبر نبوی کے متعلق صحابہ کرام اور تابعین عظام کا مسلک یہ تھا کہ تمام حضرات مسجد میں قبلہ رخ ہو کر آنحضرت ﷺ پر درود و سلام بھیجتے اور یہی مسلک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے۔

بہرحال یہ فتویٰ تھا جو امام ابن تیمیہ کے خلاف ہنگامہ آرائی کا سبب بنا۔ حالانکہ یہ فتویٰ بال برابر بھی سلف صالحین کے آثار اور کتاب و سنت کے خلاف نہیں تھا۔

یہ فتویٰ امام صاحب نے ۱۷ سال قبل دیا تھا اور ۱۷ سال گزر جانے کے بعد اس فتویٰ کو ہنگامہ آرائی کا سبب بنایا گیا۔ چنانچہ مخالفین نے حکام وقت کو مشورہ دیا کہ وہ فقیہ اکبر کو ہدف عتاب بنائیں اور اس فقیہ اکبر کا صرف ایک ہی مقصد تھا۔

''احیاء سنت نبوی ﷺ''

جس وقت مخالفین حکومت مصر کو امام صاحب کے خلاف ابھار رہے تھے۔ امام صاحب اس وقت دمشق میں تھے۔ مخالفین نے آپ کے فتویٰ کو توڑ موڑ کر عمال حکومت کے سامنے پیش کیا۔ وہاں امام صاحب خود موجود ہوتے تو اپنی صفائی پیش کرتے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے اعتراضات کا جواب دیتے۔ لیکن امام صاحب وہاں موجود نہ تھے۔ چنانچہ سلطان مصر نے نائب السلطنت شام کو فرمان بھیجا کہ امام ابن تیمیہ کو گرفتار کر لیا جائے۔ چنانچہ امام صاحب کو گرفتار کر کے دمشق کے قلعہ میں محبوس کر دیا گیا اور آپ کے ساتھ آپ کے تلمیذ رشید حافظ ابن قیم کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔

اس قید میں امام صاحب پر بڑھاپا طاری ہو چکا تھا۔ چنانچہ جیل میں اپنے رب سے مناجات اور عبادت و ریاضت کے لیے کافی وقت مل جاتا تھا اور اس کے ساتھ امام صاحب نے اپنے افکار و خیالات کی تنقیح و تدوین کی طرف بھی توجہ کی خصوصاً تفسیر قرآن کے متعدد پہلوؤں پر انہوں نے خامہ فرسائی فرمائی۔

لیکن مخالفین نے جیل میں بھی آپ کو آرام سے رہنے نہ دیا۔ حکومت کو غلط رپورٹیں فراہم کر کے آپ کو قلم و دوات سے محروم کر دیا گیا۔ مطالعہ کی کتابیں واپس لے لی گئیں۔ یہ سب کچھ کیوں ہوا کہ آپ نے قاضی عبداللہ بن الاخنائی کی تردید میں ایک رسالہ ''الاخنائیہ'' کے نام سے لکھا۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ

> ''شیخ الاسلام ابن تیمیہ پر اس نئی مصیبت کا سبب یہ تھا کہ مسئلۂ زیارۃ قبور کے سلسلہ میں انہوں نے مالکی قاضی ابن اخنائی کے مزعومات کی تردید کی تھی اور ثابت کر دیا تھا کہ یہ شخص نہایت جاہل ہے۔ اس کی متاع علم بالکل ناقابل التفات ہے۔ اخنائی یہ نکتہ چینی برداشت نہ کر سکا۔ بادشاہ کے پاس شکایت لے کر گیا۔ بادشاہ نے حکم صادر کر دیا کہ تحریر و مطالعہ کا سارا سامان واپس لے لیا جائے۔ اس حکم کی فوری تعمیل ہوئی۔''

حوادث اور مصائب کا پوری عزیمت، ہمت اور جرأت و دلیری سے امام صاحب مقابلہ کرتے رہے اور اس استقامت و عزیمت کا جو نقشہ مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے اپنی مایہ ناز کتاب ''تذکرہ'' میں کھینچا ہے۔ وہ لائق مطالعہ ہے۔

مولانا آزادؒ لکھتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

''آٹھویں صدی ہجری کے اوائل میں جب دعوت عامہ امت وتجدید شریعت واحیاء السنۃ بعد موتہا واحماد البدعۃ بعد شیوعہا وارتفاعہا کی روح القدس نے آیۃ من آیات اللہ حجۃ قائمہ من حجج اللہ شیخ المصلحین و ملاذ المجددین و سند الکاملین و امام العارفین وارث الانبیاء و قدوۃ الاولیاء حضرت شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہ کے وجود مبارک میں ظہور کیا اور عہد اواخر کے تمام مسالک' دعوت تجدید کی ریاست و فاتحیت وقطبیت ومرکزیت کا مقام اس مجدد اعظم کے سپرد کیا گیا۔ دیار مصر و شام علمائے کاملین سے مملو ومشحون تھے۔ بڑے بڑے حفاظ ونقاد' علوم اور خواص واعاظم نظر واجتہاد موجود تھے۔ جس کے بعد اس درجہ کے لوگ تمام عالم اسلامی میں پیدا نہیں ہوئے۔ بایں ہمہ یہ حقیقت سورج کی طرح چمک رہی ہے کہ عزیمت ودعوت کا جو مقام خاص ہے۔ وہ ان میں سے کسی کے حصے میں نہ آیا۔ وہ صرف شیخ الاسلام ابن تیمیہ ہی کے لیے تھا۔ سب دوسرے کاموں میں رہ گئے۔ لیکن انہوں نے سب کام بھی ان سے بہتر کیے جو وہ سب کر رہے تھے اور پھر ان سے بڑھ کر یہ کہ سب کو راہ عزیمت ودعوت وتجدید احیائے ملت ورفع اعلام سنت واخماد بدعت وکشف ابرار معارف ستودہ کتاب وسنت وغوامض واسرار و معارف حکمت ونبوت وانفجار ینابیع الحکمت من اللسان والجنان و جہاد فی سبیل اللہ بالسیف والقلم واللسان میں منزلوں پیچھے چھوڑ دیا۔ اور علوم واعمال وہبیہ وسماویہ کی ان بلندیوں پر تن تنہا جا کھڑے ہوئے۔ جہاں ان کے اقران و معاصرین کے وہم وتصور کو بھی بار نہیں حتیٰ کہ خود ان کے معاصرین کو یک زبان و یک قلم ہو کر اعتراف کرنا پڑا۔''

ما رأینا مثلہ و انہ مارای مثلہ نفسہ.

''نہ تو ہماری آنکھوں نے اس کا مثل دیکھا اور نہ خود ان کو اپنا سا کوئی نظر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیا۔''

اے تو مجموعہ خوبی بچہ نامت خوانم''

وفات:

امام ابن تیمیہ اپنی وفات سے کم وبیش ۲۰ دن پہلے بیمار رہے۔ آپ کے بھائی زین الدین عبدالرحمان کا بیان ہے کہ ہم نے ۵ ماہ کی مدت میں ۸۰ قرآن مجید ختم کیے تین پارے روزانہ کا معمول تھا ۸۱ مرتبہ جب سورۃ القمر کی آیت

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ.

(یقیناً ہمارا ڈر رکھنے والے جنتوں اور نہروں میں ہوں گے۔ راستی اور عزت کی بیٹھک میں۔ قدرت والے بادشاہ کے پاس) (القمر ۵۴۔۵۵)

تو روح پرواز ہو چکی تھی۔

حکام جیل نے آپ کی بیماری کی اطلاع نہیں دی تھی۔ سوموار کے دن بتاریخ ۲۰ ذی قعدہ ۷۲۸ ہجری سحری کے وقت انتقال کیا۔ قلعہ کے منارے سے آپ کی وفات کا اعلان کیا گیا۔ سارے شہر میں کہرام مچ گیا اور سارا شہر بند ہو گیا اور قلعہ کے پاس ایک جم غفیر جمع ہو گیا۔ حکام حیران تھے کہ آدمیوں کے اس ریلے کو کس طرح روکا جا سکے۔ غسل کے بعد آپ کا جنازہ اٹھایا گیا۔ تین بار آپ کا جنازہ پڑھایا گیا۔ عینی شاہدوں کا بیان ہے کہ معذوروں کے سوا باقی سب مخالف و موافق جنازے میں شریک تھے۔ ۲ لاکھ کا مجمع تھا۔ ۱۵ ہزار عورتیں اس کے علاوہ تھیں۔ شدت اژدہام کی وجہ سے فوج کو مداخلت کرنا پڑی۔ جب فوج نے جنازہ کو گھیرے میں لیا تو اس حال میں ایک آواز بلند ہوئی۔

هكذا تكون جنائز ائمة السنة

(ائمہ سنت کا جنازہ اسی طرح ہوتا ہے)

عصر کے قریب اس آفتاب علم' مجدد ملت' ترجمان القرآن اور امام سنت نبوی کو آپ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کے بھائی شرف الدین کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

ارباب سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ کے جنازہ کے بعد کسی جنازہ میں اتنی حاضری نہیں ہوئی۔

حافظ ابن رجبؒ کا بیان ہے کہ سارے عالم اسلام یعنی مصر، دمشق، مدینہ منورہ، عراق، یمن، بصرہ وغیرہ میں امام صاحب کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔

کم وبیش ۳۰ سال تک مجاہدانہ زندگی بسر کرنے کے بعد یہ عالم جلیل اپنے رب کی رحمت و رضوان کے سایہ میں پہنچ گیا۔ عنفوان شباب کے وقت سے لے کر بڑھاپے کی دہلیز تک شمشیر آبدار کی طرح اس کا جوہر چمکتا ہی رہا۔ جسے رگڑنے سے صیقل بڑھتی ہے چمک دمک میں اضافہ ہوتا ہے وہ اوج وعروج کی منزلیں درجہ بدرجہ طے کرتا رہا یہاں تک کہ موافق اور مخالف سب کو اس کے فضل وکمال کا اعتراف چاروناچار کرنا پڑا۔

شعرائے کرام نے امام صاحب کے انتقال پر پر درد مرثیے لکھے۔ جن میں ان کے علم و فضل کا اعتراف کیا۔ شیخ برہان الدین ابواسحاق ابراہیم بن شیخ شہاب الدین احمد بن عبدالکریم اپنے مرثیہ میں کہتے ہیں۔

(ترجمہ): علوم و بزرگانہ اخلاق وسرداری وسخاوت وشرافت وتواضع وزہد وایثار وتقویٰ وپاکدامنی، یہ سب صفات ہیں جن کو انہوں نے نوجوانی ہی کے زمانے میں اپنے اندر پیدا کرلیا تھا۔

وہ زبردست عالم ومعلم اور صبور وشکور اور خدا کے فرمانبردار بندے تھے۔ خدائے ذوالعرش المجید نے ان کو بہت سی خوبیاں عطا کی تھیں اور ذوالعرش جس کو دے اس سے منع کرنے والا کون ہوسکتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ

اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم زاہد
اور عبادت گزار تھے۔ نماز میں
ان کا قیام، رکوع، سجود، بہت لمبا ہوتا تھا۔

(ابن کثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۵)

حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ

حافظ ابن قیم کا نام محمد بن ابو بکر ہے۔ ۶۹۱ھ میں پیدا ہوئے۔ دمشق کے نامور علمائے کرام سے آپ نے اکتساب فیض کیا۔ سب سے زیادہ استفادہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے کیا۔ ۱۶ سال تک آپ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی صحبت میں رہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی وفات کے بعد ان کے علوم وفنون کے تنہا وارث ہوئے۔

حافظ ابن القیم کو تمام علوم پر کامل دستگاہ حاصل تھی۔ بڑے جلیل القدر عالم تھے۔ اور اپنی مذہبی شدت کے باوجود بڑے منکسر المزاج اور متواضع واقع ہوئے تھے۔ ہر ایک کے ساتھ نہایت شفقت اور محبت سے پیش آتے تھے۔ علمی اور مذہبی اختلافات میں وہ متانت اور سنجیدگی سے کام لیتے تھے اور شدت کی بجائے دلائل کا سہارا لیتے تھے۔ اس باب میں وہ اپنے استاد امام ابن تیمیہ سے بھی ممتاز تھے۔ اسی لئے بڑے بڑے لوگ آپ کی تعظیم اور آپ سے محبت وعقیدت رکھنے پر مجبور تھے۔

تصنیف وتالیف کے ساتھ ساتھ قرآن پاک پر غور وفکر آپ کا دن رات کا مشغلہ تھا جب آپ امام ابن تیمیہ کے ساتھ جیل میں محبوس تھے تو وہاں آپ کا کام صرف یہ تھا کہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور اس پر غور وفکر کرتے۔ آپ بہت زیادہ قناعت پسند اور صابر تھے۔ مصائب وآلام سے کبھی گھبرائے نہیں۔ ہمیشہ خندہ پیشانی سے ہر آنے والی مصیبت کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

''حافظ ابن قیم اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم، زاہد اور عبادت گزار تھے۔ نماز میں ان کا قیام، رکوع اور سجود بہت لمبا ہوتا تھا۔ آپ صاحب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصانیف کثیرہ تھے۔''

حافظ ابن قیم کی تصانیف ہر زمانہ میں علما کے لئے بہترین زادراہ ثابت ہوئی ہیں۔ زادالمعاد' اعلام الموقعین' مدارج السالکین اور الطرق الحکمیہ ان کی مشہور تصانیف ہیں۔

حافظ ابن القیم ۱۶ سال تک امام ابن تیمیہ کی صحبت میں رہے اور آپ کی امام ابن تیمیہؒ سے رفاقت ان کے انتقال پر ختم ہوئی۔ جب امام ابن تیمیہ نے ''طلاق ثلاثہ فی مجلس واحد'' کے متعلق اپنے خیال سے فتویٰ دیا تو ملک میں امام صاحب کے مخالفین نے ایک فتنہ کھڑا کر دیا اور عمال حکومت کو آپ کے خلاف اکسایا۔ اس پر حکومت نے امام ابن تیمیہ پر یہ پابندی لگا دی۔ کہ آپ فتوی نہیں دے سکتے۔ لیکن امام ابن تیمیہ کب خاموش رہنے والے تھے۔

آپ نے فرمایا:

''حق کو چھپانا جائز نہیں۔''

چنانچہ امام ابن تیمیہ حکومت کے دباؤ میں بالکل نہ آئے۔ اور برابر فتویٰ دیتے رہے اس پر حکومت نے امام صاحب کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا۔

جب کچھ عرصہ بعد امام ابن تیمیہ کی رہائی ہوئی تو مخالفین نے ایک اور فتنہ کھڑا کر دیا کہ آپ کے ایک ۱۷ سال پہلے فتویٰ کہ انبیائے کرام کی قبروں کی طرف شد رحال ممنوع ہے۔ اس کو سامنے رکھ کر عوام اور حکومت کو آپ کے خلاف اکسایا۔ اس فتوی میں حافظ ابن قیم بھی اپنے استاد کے ہمراہ تھے۔ چنانچہ حکومت نے دوبارہ امام ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم کو گرفتار کر کے قلعہ میں محبوس کر دیا۔ قید کے دوران استاد اور شاگرد دونوں نے قرآن مجید پر غور و فکر کیا اور اپنا سارا وقت تلاوت قرآن میں بسر کرتے۔

۷۲۸ھ میں امام ابن تیمیہ نے قلعہ میں وفات پائی تو حافظ ابن القیم بھی قلعہ کی چار دیواری سے باہر آئے اور آپ کو رہائی ملی۔ رہائی کے بعد آپ نے درس و

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تدریس کی طرف زیادہ توجہ کی۔ اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔

ایام اسیری آپ نے نہایت صبر و سکون سے گزارے۔ اعلائے کلمۃ الحق سے کبھی باز نہ آئے۔ اور اس سلسلہ میں جو مصائب و آلام پیش آئے ان کو برداشت کیا۔

۷۵۱ھ میں دمشق میں وفات پائی۔

oSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ

جامع الکمالات تھے۔
تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ
تاریخ، ادب ولغت اور اسماء الرجال
پر کامل دستگاہ حاصل تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۲۶)

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ

محمد بن علی نام' کنیت ابوعلی۔ ۱۱۷۳ھ میں شوکان نامی قصبہ میں پیدا ہوئے۔ شوکان قصبہ صنعاء سے ایک دن کی مسافت پر واقع ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد علی بن محمد سے حاصل کی علاوہ ازیں آپ نے بیشتر دوسرے اساتذہ کرام سے بھی استفادہ کیا۔ آپ شروع ہی سے ذہین تھے۔ حافظہ قوی تھا۔ مطالعہ کے شوقین تھے۔ اس لئے جلد ہی تمام علوم میں مہارت حاصل کر لی اور جلد ہی آپ میں مجتہدانہ قابلیت پیدا ہوگئی۔

فراغت تعلیم کے بعد بلا معاوضہ درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے۔ اور ان دونوں کاموں میں اس قدر منہمک ہوئے کہ ۳۶ سال کی عمر تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

۱۲۰۹ھ یمن کے قاضی القضاۃ علامہ یحییٰ بن صالح نے انتقال کیا تو حاکم یمن منصور باللہ علی جان عباسی نے آپ کو قاضی القضاۃ کے عہدہ کی پیشکش کی۔ لیکن آپ نے یہ عہدہ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ مگر حکومت کی طرف سے آپ کی خدمت میں اپیل کی گئی کہ اپنے فیصلہ پر نظر ثانی فرمائیں اور یہ عہدہ قبول کر لیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کے انکار کے بعد نا اہل اس پر قابض ہو جائیں اور سب لوگوں کو مصیبت کا سامنا کرنا پڑے۔ آخر اللہ تعالیٰ سے استخارہ اور اہل علم و فضل سے مشورہ کے بعد آپ نے قاضی القضاۃ کا عہدہ قبول کر لیا۔

امام شوکانی جامع الکمالات عالم تھے۔ تفسیر' حدیث' فقہ' اصول فقہ' تاریخ' ادب و لغت اور اسماء الرجال پر کامل دستگاہ حاصل تھی اور اس کے ساتھ ساتھ آپ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زہدوورع کے پیکر' زاہد عابداوراتباع سنت میں بے مثال تھے۔

آپ نے تمام زندگی تدریس فرمائی' فتوٰی دیا۔لیکن اس پر کوئی اجرت وصول نہیں کی۔ابتلاء وامتحان کے میدان سے بھی گزرنا پڑا۔آپ نے اس کا نہایت صبر و تحمل اور ثابت قدمی سے مقابلہ کیا۔یہ حق و باطل کی کشمکش کا معاملہ جو ہمیشہ سے چلا آرہا ہے۔اس میں بھی آزمائے گئے۔

آپ نے ایک رسالہ بنام ''ارشاد الغبی الی مذہب اہل البیت فی اصحاب النبی'' تالیف فرمایا۔جس سے عوام زیدیہ اور شیعہ تو مشتعل ہونے ہی تھے۔زیدی فقہا نے بھی اودھم مچادیا اور اس رسالے کی تردید شروع کردی۔اور امام صاحب پر سب و شتم اور بہتان طرازی کی خوب بارش کی۔حالانکہ اس رسالہ میں کسی پر بھی سب وشتم نہیں کیا گیا تھا۔صرف صحابہ کرام کے فضائل بیان کئے گئے تھے۔

خوش قسمتی سے امام صاحب کا شاہی دربار میں کافی اثر ورسوخ تھا۔اس کے ساتھ امام صاحب کا تعلق ایک علمی خاندان سے تھا۔اس خاندان کی یمن میں کافی قدرومنزلت تھی اور خود امام شوکانی صاحب علم وفضل ہونے کے ساتھ بڑے باوقار اور باہیبت تھے۔اس بنا پر مخالفین کھل کر سامنے نہ آئے۔پوشیدہ شرارتیں کرتے رہے اور گمنامی میں تیر چلاتے رہے۔الغرض کچھ دن خوب گرما گرم بحث جاری رہی۔ اور اس میں لطف کی بات یہ ہے کہ اس ہنگامہ میں امام صاحب کے کچھ دوست بھی اپنا دامن نہ بچا سکے۔محض اس وجہ سے امام صاحب کی مخالفت پرآمادہ ہوئے کہ مخالفت کا اعلان نہ کرنے پر امام صاحب کی موافقت کا دھبہ آتا تھا۔گوان لوگوں نے بعد میں امام صاحب سے معذرت کرلی۔

اس وقت کے فقہا نے لڑکیوں کو وراثت میں حصہ نہ دینے کے متعلق کچھ حیلے بہانے تراش لئے تھے۔امام صاحب نے ان پر بھی تنقید کی۔جس سے فقہا تلملا اٹھے اور ایک نیا فتنہ اٹھانے کی کوشش کی۔لیکن امام شوکانی نے ان کا بھی مردانہ وار مقابلہ کیا۔آخر حق کو کامیابی وکامرانی عطا ہوئی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

امام شوکانی نے نہایت جرأت اور استقلال سے اپنے خلاف اٹھائے گئے فتنوں کا مقابلہ کیا۔ آپ نے اس کی بالکل پرواہ نہیں کی مجھے گالیاں دی جارہی ہیں' میرے خلاف پروپیگنڈا کیا جارہا ہے اور میرے قتل کی سازشیں ہورہی ہیں۔ یہ سب کچھ آپ دیکھ رہے تھے اور آپ کو ہر ایک کے بارے میں علم تھا کہ کون میرے خلاف کیا کیا سازش کررہا ہے۔ لیکن آپ نے اعلان فرمایا تھا کہ مسئلہ وہی بیان کیا جائے گا جس کا ثبوت کتاب وسنت سے ملے گا اور جو لوگ کتاب وسنت کی مخالفت کریں گے اور اپنی مرضی سے مسئلہ پیش کریں گے ان کی نشاندہی کی جائے گی اور اس مسئلہ کو ختم کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔

مخالفوں نے آپ کو مصائب وآلام میں مبتلا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی اور اس میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ لیکن آخر حق کو فتح اور سنت کو کامرانی نصیب ہوئی۔

امام صاحب ایک اچھے مصنف تھے۔ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی مرحوم و مغفور نے آپ کی ۱۲۷ کتابوں کے نام بتائے ہیں۔ ان کی کتابوں میں نیل الاوطار فی شرح المنتقی الاخبار' تفسیر فتح القدیر' ارشاد السائل الی دلیل السائل' اور البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع مشہور کتابیں ہیں۔

امام شوکانی نے ۱۲۵۰ھ میں ۷۷ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محمد بن طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ محمد بن طاہر پٹنی کے فضل و کمال اور
علم حدیث میں خصوصیت و امتیاز کا
آوازہ شہرت ہندوستان سے گزر کر
دنیائے اسلام میں بھی بلند ہو گیا تھا۔
(عبدالحی الحسنی)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۷)

محمد بن طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ

محمد بن طاہر نام' جمال الدین یا مجد الدین لقب تھا۔ ان کا تعلق بوہرہ قوم سے تھا۔ بوہرہ قوم ایک ایسی جماعت ہے۔ جو مختلف نسلوں اور قوموں کا مجموعہ ہے۔ اس میں سنی بھی ہیں اور شیعہ بھی۔ خالص عرب بھی ہیں اور خالص ہندی بھی۔ ایرانی بھی ہیں اور عراقی بھی۔ قدیم الاسلام بھی ہیں اور جدید الاسلام (نومسلم) بھی۔ تاجر بھی ہیں اور غیر تاجر بھی۔ غرض یہ بوہرہ قوم مختلف قوموں اور نسلوں کا مجموعہ ہے۔

آپ ۹۱۳ھ میں پٹن میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ پہلے قرآن مجید حفظ کیا۔ اس کے بعد دوسرے علوم وفنون کی طرف متوجہ ہوئے۔ ۱۵ سال کی عمر میں علم معقول ومنقول اور اصول وفروع میں اتنی استعداد پیدا کر لی کہ ان علوم کا درس دینے لگے۔ آپ کے اساتذہ کی فہرست طویل ہے۔ تاہم آپ نے اس دور کے ممتاز علمائے کرام سے استفادہ کیا۔ اس کے بعد آپ نے مزید تعلیم اور خصوصاً علم حدیث کی تحصیل کے لئے حرمین شریفین کا سفر کیا۔ حرمین شریفین میں آپ نے شیخ ابوالحسن بکری' ابن حجر ہیثمی' احمد بن حجر مکی اور کئی دوسرے اساطین فن سے اکتساب فیض کیا۔ مکہ معظمہ میں شیخ علی متقی جون پوری تک ان کی رسائی ہوئی اور ان سے خاص طور پر استفادہ کیا۔

شیخ محمد بن طاہر بڑے ذہین اور فطین تھے۔ زمانہ طالب علمی میں بھی انہیں مصائب وآلام کا شکار ہونا پڑا۔ ان کے ہم عصر طلبا ان سے حسد کرتے تھے اور ہر طرح ان کو تکلیف پہچانے میں کوشاں رہتے تھے۔ تذکرہ نگاروں نے یہاں تک لکھا ہے۔ کہ ان کے بعض اساتذہ کا بھی ان سے برتاؤ اچھا نہ تھا۔ اس ناگوار صورت حال کے پیش نظر انہوں نے اس زمانہ میں طے کر لیا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو علم سے بہرہ ور کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور درس دینے کے لائق بنایا تو میں رضائے الٰہی کے لئے دین اسلام کی نشر و اشاعت کروں گا اور تعلیم دینے میں کسی سے بخل سے کام نہیں لوں گا طالب علموں کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ کروں گا اور ان کو ہر قسم کی سہولتیں فراہم کرنے کی کوشش کروں گا۔

حرمین سے واپسی کے بعد شیخ محمد بن طاہر نے پٹن میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور ایک دینی مدرسہ قائم کیا۔ جس میں تمام علوم اسلامیہ کی تعلیم دیتے تھے۔ مگر حدیث نبوی ﷺ پر خصوصی توجہ دیتے تھے۔ شیخ اس مدرسہ کے مدرس اعلیٰ تھے۔

شیخ محمد بن طاہر علوم اسلامیہ میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ تذکرہ نگاروں نے ان کو تمام علوم وفنون میں فائق قرار دیا ہے اور ان کے علمی تبحر، علم و فضل اور جامع الکمالات ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ لیکن حدیث میں وہ خصوصیت سے بہت زیادہ ممتاز، بلند پایہ اور اس فن کے امام تھے۔ علمائے اسلام اور تذکرہ نگاروں نے ان کے علم حدیث میں بلند مرتبہ ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ اور ان کو ''رئیس المحدثین'' اور ''ملک المحدثین'' کے لقب سے یاد کیا ہے۔

مولانا عبدالحی الحسنی مرحوم نے اپنی کتاب ''یادایام'' میں لکھا ہے:

''شیخ محمد بن طاہر پٹنی کے فضل و کمال اور علم حدیث میں خصوصیت و امتیاز کا آوازۂ شہرت ہندوستان سے گزر کر دنیائے اسلام میں بھی بلند ہوگیا تھا۔''

حدیث نبوی کی اشاعت و ترویج میں بھی ان کی خدمات قدر کے قابل ہیں۔ انہوں نے حدیث و سنت کی خدمت اور اس کے فروغ اور اشاعت کو اپنی زندگی کا مقصد اولین قرار دیا تھا۔

آزاد بلگرامی نے ان کی خدمت حدیث کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے:

''خادم حدیث نبوی و ناصر سنن مصطفوی است''

حدیث و سنت کی اشاعت اور فروغ اور بدعات و محدثات کی تردید و توبیخ کے لئے ہر وقت مستعد و سرگرم رہتے۔ بوہرہ قوم کی اصلاح اور بدعات و محدثات کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آلودگیوں سے ان کو پاک کرنے اور جادۂ سنت پر استوار رکھنے کے لئے وہ ساری زندگی کوشاں رہے۔

شیخ محمد بن طاہر زہد و ورع، تقویٰ وطہارت اور علم وفضل کا پیکر تھے اور اس کے ساتھ دینی حمیت اور ایمانی غیرت کا مرقع تھے۔ان کی زندگی کا مقصد سنت کا اتباع اور اس کی ترویج اور بدعات ومحدثات کی تردید تھا۔ان کی قوم بوہرہ دو گروہوں میں تقسیم تھی۔سنی اور شیعہ۔

سنی بوہروں میں شیعہ بوہروں سے اختلاط کی وجہ سے گوناگوں بدعتیں رواج پذیر ہو چکی تھی اور دین داری برائے نام رہ گئی تھی۔اس زمانہ میں مہدویت کا زور بہت بڑھ گیا تھا۔اس کے پیش نظر شیخ محمد بن طاہر بڑی جانفشانی سے بدعات ومحدثات اور مہدویت کا قلع قمع کرنے اور سنت ودین داری کے فروغ کے لئے کمر بستہ ہو گئے۔

چنانچہ شیخ نے وعظ وتقریر اور تحریر ہر طریقہ سے قوم کی اصلاح اور بدعت و مہدویت کا استیصال کرنا شروع کیا۔عقلی اور نقلی دلائل سے بھی بدعت اور مہدویت کی تردید کی عقائد باطلہ کے مقابلہ میں عقائد حقہ کا اثبات پیش کیا۔شیخ اپنی کوششوں میں مصروف تھے کہ ۹۸۰ھ میں مغل بادشاہ اکبر نے گجرات کو فتح کر کے اپنی قلمرو میں شامل کرلیا۔اکبر جب گجرات آیا تو شیخ کی اس سے ملاقات ہوئی۔اکبر نے شیخ کو یقین دلایا کہ آپ نے جو کام شروع کر رکھا ہے اس کو جاری رکھیں میں اس میں آپ کا معاون ہوں گا۔چنانچہ اکبر نے اپنے رضائی بھائی خان اعظم عزیز مرزا کو گجرات کا گورنر مقرر کیا۔یہ راسخ العقیدہ سنی تھا۔اس نے اپنے ایام حکومت میں شیخ کی ہر طرح مدد کی اور مہدویت کا زور توڑنے کے لیے ان کی پوری مدد کی۔جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پٹن اور اس کے گردونواح میں مہدویت کا اثر دم توڑ گیا۔اور مکمل امن وامان ہو گیا۔شیخ محمد بن طاہر مطمئن ہو کر درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں مشغول ہو گئے۔

کچھ عرصہ بعد خان اعظم عزیز مرزا کو تبدیل کر دیا گیا۔ان کی جگہ عبدالرحیم خانخانان گورنر ہوا۔جس کے عہد حکومت میں شیعہ بوہرے پھر سرگرم ہو گئے۔شیخ محمد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن طاہر نے جب یہ صورت حال دیکھی تو آپ اکبر بادشاہ سے ملاقات کے لئے آگرہ جانے کے لے تیار ہوئے۔ جب شیعہ بوہروں کو علم ہوا کہ شیخ محمد بن طاہر اکبر بادشاہ سے ملاقات کے لئے آگرہ جا رہے ہیں تو مہدوی فرقہ کے کچھ لوگوں نے پروگرام بنایا کہ شیخ کا تعاقب کیا جائے اور راستہ میں ان کا کام تمام کر دیا جائے۔

چنانچہ شیخ محمد بن طاہر ۹۸۶ھ میں آگرہ کے لئے روانہ ہوئے۔ پہلے مالوہ پہنچے اور اس کے شہر سارنگ میں تین دن قیام کیا۔ سارنگ سے آپ اجین آئے۔ مہدوی فرقہ کے لوگ بھی آپ کے تعاقب میں تھے۔ وہ بھی ساتھ ساتھ چھپتے چھپاتے آ رہے تھے۔ چنانچہ ۶ شوال ۹۸۶ھ شیخ اجین میں تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے تو مہدویوں نے حملہ کر کے آپ کو شہید کر دیا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار میں لکھا ہے:

''بوہرہ قوم میں بعض بدعتوں کی اصلاح کی اور اس قوم کے اہل سنت و بدعت میں تفریق و امتیاز پیدا کر دیا۔ انہوں نے ازالہ بدعات اور اس علاقہ کے اہل بدعت کی سرکوبی میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا۔ بالآخر انہیں مبتدعین کے ہاتھوں ان کی شہادت واقع ہوئی۔''

شیخ کی لاش پٹن لائی گئی اور آبائی قبرستان میں سپرد خاک کئے گئے۔

بنا کر دند خوش رسمے بخاک و خوں غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

عارف کامل مکمل تھے
اولیائے کرام کی جماعت میں ان کا رتبہ ایسا ہے
جیسے انبیائے علیہم السلام کی جماعت میں
اولوالعزم نبیوں کا ہے (نواب صدیق حسن خان)

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمیٔ احرار
(اقبال)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۲۸)

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

احمد نام اور امام ربانی لقب تھا۔ آپ نسباً فاروقی تھے۔ ۲۸ ویں پشت پر آپ کا شجرہ نسب امیر المومنین خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ ۹۷۱ ہجری میں پیدا ہوئے۔ سب سے پہلے قرآن مجید حفظ کیا۔ حفظ قرآن کے بعد تحصیل علم میں مشغول ہوئے اور کتب درسیہ اپنے والد محترم سے پڑھیں۔

کتب حدیث حضرت یعقوب کشمیریؒ سے پڑھیں۔ فقہ کی تعلیم حضرت بہلول بدخشانی سے حاصل کی۔

آپ کی پیدائش کے وقت مغل بادشاہ جلال الدین محمد اکبر ہندوستان کا حکمران تھا۔ آپ نے ۴۰ سال اکبر کی حکمرانی میں گزارے۔ اکبر کی وفات پر جہانگیر ہندوستان کا حکمران بنا۔

اکبری دور میں آپ نے عمر کا بیشتر حصہ علوم ظاہری و باطنی اور کمالات باطنی کے حصول میں صرف کیا۔ آپ نے اکبر کے دو درباریوں ابوالفضل اور فیضی سے آگرہ جا کر ملاقات کی۔ یہ دونوں بھائی (ابوالفضل و فیضی) آپ کی غیر معمولی قابلیت وفہم وذکاوت سے بہت زیادہ متاثر تھے۔ بعض تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ فیضی نے قرآن مجید کی جو تفسیر ''سواطع الالہام'' کے نام سے لکھی۔ اس میں حضرت امام ربانی سے اس نے علمی تعاون حاصل کیا۔

آگرہ سے واپسی کے بعد حضرت امام ربانی باقاعدہ تبلیغ توحید وسنت کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس وقت جو رسومات خلاف شرع ملک میں رائج تھیں ان پر گرفت کرنی شروع کی۔ اسی دوران ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس پر آپ زیادہ مشتعل ہوئے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے اعلائے کلمۃ الحق کی طرف زیادہ توجہ کی۔ واقعہ یہ پیش آیا کہ عید کے چاند میں اختلاف ہو رہا تھا۔ شرعی ثبوت سے پہلے اکبر نے عید کا اعلان کر کے لوگوں کو روزہ توڑنے کا حکم دے دیا۔ اس دن حضرت امام ربانی ابوالفضل سے ملنے آئے تھے۔ ابوالفضل نے آپ سے روزے کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت امام ربانی نے فرمایا: ''میرا روزہ ہے کیونکہ چاند کے متعلق شرعی شہادت فراہم نہیں ہو سکی''

ابوالفضل نے جواب دیا:

''بادشاہ نے تو حکم دے دیا ہے۔ اب کیا عذر ہے۔؟''

حضرت امام نے بے ساختہ فرمایا:

''بادشاہ بے دین است اعتبارے ندارد''

ابوالفضل بہت شرمند ہوا۔ آپ غصہ سے واپس آ گئے۔ مگر بعد میں ابوالفضل نے معافی مانگ لی۔

اکبر کا زمانہ حضرت امام ربانی کی تیاری کا زمانہ تھا۔ ادھر اس کا انتقال ہوا اور جہانگیر سریرائے سلطنت ہوا تو آپ میدان عمل میں اتر پڑے۔

اس وقت آپ کی عمر ۴۰ سال کی تھی۔

اس وقت اگر آپ چاہتے تو ملکی سیاسیات میں شریک ہو کر اور حکومت سے کوئی عہدہ لے کر کام کر سکتے تھے۔ اور یہ آپ کے لئے چنداں مشکل نہ تھا۔ لیکن آپ نے بظاہر اپنے کو سلطنت سے الگ رکھا۔ مگر آپ کے مکاتیب سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے اکبری دربار کے ہر رکن کو خط لکھا اور ان تمام خطوط کا مضمون اور مقصد ایک ہی تھا کہ

''جس طرح ہو سکے۔ اس نقصان کی تلافی ہونی چاہیے جو اسلام کو اکبری عہد میں پہنچ چکا ہے۔''

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے سب سے پہلے ان فتنوں کے سرچشموں کو دریافت کیا تو انہیں معلوم ہوا کہ اصولی طور پر صرف تین راستے ایسے ہیں جن سے گمراہیوں اور تباہیوں کے یہ سیلاب آ رہے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک یہ کہ ارباب حکومت جن کو حالات و واقعات کی ایک خاص رفتار اور سیاسی مفاد کے ایک غلط تصور اور توقعات نے اسلامیت سے بیگانہ اور لامذہبیت بلکہ ہندویت سے آشنا بنا دیا ہے۔ (اس کی مثال یہ تھی کہ اکبر بادشاہ نے ہندو خاندانوں میں شادیاں کرنی شروع کر دی تھیں)۔

دوسرے وہ علمائے سوجن کا مطمع نظر اچھی طرح دنیا کمانا' ارباب اقتدار اور امرائے وقت کی خوشنودی اور رضا جوئی میں کوشاں رہنا' ان کی خاطر ہر منکر کو معروف اور معروف کو منکر بنانا اور اپنی خواہشات نفس کی تکمیل کے لئے اسلام میں گنجائش پیدا کرنا ہوتا ہے (دین الٰہی بنانے کی طرف اشارہ ہے)۔

تیسرے وہ گمراہ اور برخود غلط صوفی جو شریعت کو مظاہر پرستوں کا کھلونا سمجھتے ہیں اور طریقت و حقیقت کے مقدس ناموں سے انہوں نے اپنی ایک الگ دنیا بنا رکھی ہے جس میں آدمی خدا بھی بن سکتا ہے اور خدا کا بیٹا بھی اور جس میں عارف کامل بننے کے باوجود ہر گناہ اور لذت نفس کے ہر طریقے کے لئے پوری گنجائش ہے۔''

یہ تھے فتنوں کے سرچشمے جن میں ہر ایک کا دوسرے سے اتصال تھا۔

حضرت امام ربانی نے ان فتنوں کو قابو میں لانے اور ان کا استیصال کرنے اور ان کا رخ اسلام کی طرف پھیرنے میں اپنی پوری قوت و حکمت صرف کر دی۔ بہر کیف جو صورت بھی اختیار کی گئی اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد کے لئے یہ راستہ پیدا کر دیا کہ آپ کی عظمت و جلالت اور مودت و محبت ان لوگوں کے دلوں میں ڈال دی جن کا حکومت میں کافی اثر و رسوخ تھا۔

آپ نے ایک طرف تو ان کی صحیح تعلیم و تربیت فرمائی اور ان کے خیالات کو درست کر کے اسلامی زندگی کا اعلیٰ نصب العین ان کے سامنے رکھا اور دوسری طرف حکومت کی مشنری کو ان کے سامنے رکھا۔ آپ کی اس ٹھوس اور خاموش انقلابی کوشش کا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقشہ آپ کے مکاتیب سے معلوم ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت امام ربانی اعیان حکومت کو اعلائے کلمۃ الحق کی ترغیب دیتے تھے۔

چنانچہ آپ کی یہ کوششیں جلد بار آور ہوئیں اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ علمائے سوٗ اور نفس پرست اور گمراہ کن صوفیوں کی قوت ٹوٹ کر پاش پاش ہوگئی۔

حضرت مجدد الف ثانی نے جو اپنا انقلابی مشن اٹھایا ہوا تھا اس سے بادشاہ جہانگیر کب خاموش رہ سکتا تھا۔ کیونکہ جہانگیر کے جو پروگرام تھے ان میں اچھا خاصا خلا پیدا ہو رہا تھا۔ اس کے تمام مشن اور پروگرام ناکام اور فیل ہو رہے تھے۔ دوسری طرف علمائے سو اور گمراہ کن صوفی حضرت مجدد سے خار کھائے بیٹھے تھے۔ اس لئے ان دونوں (علمائے سو اور گمراہ کن صوفیوں) نے جہانگیر کو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے خلاف کرنے میں ایک خاص کردار ادا کیا۔

چنانچہ جہانگیر نے آپ کو دربار میں طلب کیا اور آپ سے استدعا کی کہ آپ نے جو سلسلہ شروع کر رکھا ہے اس پر نظر ثانی فرمائیں۔ لیکن حضرت امام ربانی نے فرمایا کہ میں اعلائے کلمۃ الحق سے باز نہیں رہ سکتا۔ علمائے سو اور گمراہ کن صوفیوں نے جہانگیر کو آپ کے خلاف بہت زیادہ اکسایا۔ چنانچہ جہانگیر نے آپ کو گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا۔ آپ نے قید کو قبول کر لیا لیکن کلمہ حق کہنے سے باز نہیں آئے۔ کئی سال تک آپ جیل میں نظر بند رہے۔ جیل میں بھی آپ نے تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ تاریخ اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ جیل کے اندر بے شمار قیدی آپ کی تبلیغ سے مشرف باسلام ہوئے اور اس بات کی گواہی غیر مسلم مورخین اور مصنفین نے بھی دی ہے کہ دوران جیل آپ نے اشاعت اسلام کے لئے ایک نمایاں کردار ادا کیا۔ جیسا کہ ڈاکٹر آرنلڈ کی کتاب ''پریچنگ آف اسلام'' میں ہے:

''شہنشاہ جہانگیر (۱۶۰۵ تا ۱۶۲۸ء) کے عہد میں ایک سنی عالم شیخ احمد مجدد نامی تھے۔ جو شیعی عقائد کی تردید میں خاص مشہور تھے۔ شیعوں کو اس وقت دربار میں رسوخ حاصل تھا۔ ان لوگوں نے کسی بہانہ سے انہیں قید کرا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا۔ دو برس قید میں رہے اور اس مدت میں انہوں نے اپنے رفقائے زنداں میں سینکڑوں بت پرستوں کو حلقہ بگوش اسلام بنالیا۔ (صفحہ ۴۱۲)

اسی طرح انسائیکلو پیڈیا آف ریلجن اینڈ ایتھکس (مذہب و اخلاقیات کی دائرۃ المعارف) میں تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں ہے:

''ہندوستان میں ۱۷ویں صدی میں ایک عالم جن کا نام شیخ احمد مجدد تھا جو ناحق قید کر دیے گئے ان کے متعلق روایت میں ہے کہ انہوں نے قید خانہ کے ساتھیوں میں سے کئی بت پرستوں کو مسلمان بنالیا۔''

(جلد ۸ صفحہ ۴۸۷)

بعد میں جب جہانگیر کو معلوم ہوا کہ اس نے حضرت امام ربانی کے بارے میں سخت غلطی کی ہے تو اس پر بہت نادم ہوا اور آپ کی رہائی کا حکم صادر کر دیا۔ آپ سے ملاقات کی اور معافی کا خواستگار رہوا۔

رہائی کے بعد آپ سرہند تشریف لے گئے اور تادم آخر وہیں مقیم رہے اشاعت اسلام وتوحید وسنت میں منہمک رہے۔

مجدد کی سب سے بڑی پہچان اس کے کارنامے ہیں۔ حمایت دین اور اقامت سنت اور ازالہ بدعت میں اس کی خاص شان ہوتی ہے اور اس سلسلہ میں حضرت مجدد نے کیا کیا کوششیں کیں اس پر عالم اسلامی کی تاریخ ماضی وحال شاہد عادل ہے۔

آپ سے پہلے جس قدر مجدد صدیوں میں گزرے ہیں۔ کوئی مجدد دین کے تمام شعبوں کا پیدا نہ ہوا۔ بلکہ خاص خاص شعبوں کے مجدد پیدا ہوتے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک وقت میں متعدد مجدد پیدا ہوتے رہے۔ کوئی علم حدیث کا' کوئی فقہ کا' اس میں بھی کوئی فقہ حنفی کا مجدد ہے' کوئی فقہ شافعی اور کوئی فقہ حنبلی کا۔ کوئی علم کلام کا مجدد ہے اور کوئی سلوک واحسان کا۔ لیکن یہ چیز اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے مخصوص رکھی۔ آپ دین اسلام کے تمام شعبوں کے مجدد ہیں جس کا ماحصل یہ ہے کہ آپ سے پہلے کے مجدد جن کو سید الانبیاء ﷺ کی نیابت خاص چیزوں میں حاصل تھی اور آپ کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام چیزوں میں نیابت نامہ حاصل تھا۔

آپ سے پہلے کے مجددین کی خدمات کا اثر صرف ایک صدی کے لئے ہے۔ اور آپ کی مجددیت ایک ہزار سال کے لئے ہے۔

آپ کے سوا دوسرے مجددین کی مجددیت میں جو اختلاف شرائط مجددیت کے تحت پایا جاتا ہے آپ اس سے محفوظ رہے۔ جو لوگ اس معاملہ میں اہل حل وعقد ہو سکتے ہیں ان سب نے آپ کی مجددیت کو تسلیم کیا ہے اور جو لوگ بدعات کی محبت میں آپ سے اپنے دل میں عناد رکھتے تھے وہ بھی مجبور ہوئے کہ زبان سے آپ کے مجدد ہونے کا اقرار کریں۔

حضرت مجدد الف ثانی علم وفضل کے اعتبار سے جامع الکمالات تھے۔ ان کی عدالت وثقاہت' حفظ وضبط' امانت و دیانت' اور ان کے علمی تبحر اور ان کے مجددانہ کارناموں کا اہل علم وقلم نے اعتراف کیا ہے۔

محی السنۃ امیر الملک والا جاہی مولانا سید نواب صدیق حسن خان سرخیل اہل حدیث حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے بارے میں اس طرح عقیدت کا اظہار کرتے ہیں:

''عالم عارف کامل مکمل بود' طریقہ نقشبندیہ را امام عہدست و برائے صوفیہ درمسالک سلوک بعد مکتوباتش درسہ مجلدست۔ دلیل واضح اند بر علو علم و کمال تبحر او در معرفت و بلوغ غایت مقامات' ترجمہ شریفہ او رسالہا ساختہ اند۔ ایں موضع مختصر ذکر آں ہمہ کمالات رانمی تواند گنجید۔ حریص لود براتباع سنت وترک بدعت' وجود امثال شاہ ولی اللہ و مرزا مظہر جان جاناں در اصحاب طریقہ او کفایت است از برائے دریافت قدر و منزلت وے رضی اللہ عنہ و بالجملہ امام اہل سنت بود۔ در عہد خود و طریقہ غلیہ وے رحمتہ اللہ مبنی بر اتباع کتاب وسنت در ظاہر و باطن و نہ پذیرفتن چیزے کہ مخالفت ایں ہر دو اصل محکم باشد و ایں مکتوبات اصول عظیمہ است

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

از برائے وصول بمنازل معرفت و قبول طالب صادق و سالک راغب رادر ہیچ وقت از اوقات از مطالعہ آں بے نیازی حاصل نیست۔

(تقصار جیود الاحرار من تذکار جنود الابرار ص ۱۱۱۔۱۱۲)

''یعنی عارف کامل مکمل تھے۔ اپنے زمانہ میں طریقہ نقشبندیہ کے امام تھے صوفیوں کے لئے سلوک کے راستوں میں مجدد' معرفت خداوندی اور مقامات کی انتہا تک پہنچنے میں جو ان کو علوعلم اور کمال تبحر حاصل تھا اس پر ان کے مکتوبات شاہد اور دلیل روشن ہیں اتباع سنت اور ترک بدعت پر حریص تھے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ اجمعین جیسے حضرات کا ان کے سلسلہ طریق میں داخل ہونا' ان کی قدر و منزلت معلوم کرنے کے لئے کافی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اپنے زمانہ میں اہل سنت کے امام تھے۔ ظاہر و باطن میں ان کا طریقہ عالیہ کتاب وسنت پر مبنی ہے۔ اور جو چیز ان دونوں محکمہ اصولوں کے مخالف ہو وہ ان کے طریقہ میں مقبول نہیں۔ معرفت وقبول کی منزلوں پر پہنچنے کے لئے ان کے مکتوبات اصول عظیمہ ہیں۔ طالب صادق اور سالک راغب کو کسی اور مکتوبات کے مطالعہ سے بے نیازی حاصل نہیں۔

مولانا سید نواب صدیق حسن خاں اپنی دوسری کتاب ''ریاض المرتاض و عیاض العرباض'' میں لکھتے ہیں:

''علو مرتبہ کشفہائے مجدد الف ثانی دریافت باید کرد کہ از سر چشمہ صحہ سر زدہ وگاہے مخالف شرع نیفتادہ بلکہ بیشتر را شرع مؤید است وبعضے چناں است کہ شرع ازاں ساکت است و مرتبہ اور اولیاء مثل مرتبہ اولوالعزم است در انبیاء۔'' (صفحہ ۱۱۱۔۱۱۲)

''یعنی مجدد الف ثانی کے کشف کے مرتبہ بلند کو اس سے معلوم کرنا چاہیے کہ سب کشف چشمۂ ہوش سے سرزد ہوئے اور کبھی کوئی کشف شریعت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مخالف نہ ہوا۔ بلکہ اکثر کی تو شریعت مؤید ہے اور بعض ایسے کشف ہیں کہ شریعت ان سے ساکت ہے۔ اولیائے کرام میں ان کا مرتبہ ایسا ہے جیسے انبیا علیہم السلام کی جماعت میں اولوالعزم نبیوں کا ہے۔

اپنی عمر کے آخری شعبان میں حسب معمول ۱۵ ویں شب کو عبادت کے لئے خلوت خانے میں تشریف لے گئے۔ صبح کو جب گھر تشریف لائے تو اہلیہ محترمہ نے فرمایا معلوم نہیں کہ آج کس کس کا نام دفتر ہستی سے کاٹا گیا۔ یہ سن کر امام ربانی نے فرمایا کہ تم بطور شک کے کہہ رہی ہو کیا حال ہوگا اس شخص کا جس نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہو کہ اس کا نام دفتر ہستی سے محو کیا گیا ہے۔

اس کے بعد آپ نے ارشاد و ہدایت کا سب کام اپنے صاحبزادوں کے سپرد کیا اور اپنا تمام وقت قرآن مجید کی تلاوت اور اذکار و اشغال طریقت میں صرف فرمانے لگے۔ سوائے نماز کے خلوت خانہ سے باہر تشریف نہ لاتے تھے۔ نفل روزوں اور صدقات و خیرات کی بھی اس زمانہ میں بہت کثرت فرمائی۔

وسط ذی الحجہ میں حضرت امام ربانی کو ضیق النفس کی بیماری لاحق ہوئی اور تپ محرقہ شروع ہوئی جو یوماً فیوماً ترقی کرتی گئی۔ انہیں ایام میں ایک روز فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو خواب میں دیکھا ہے۔

بڑی محبت اور مہربانی سے پیش آئے۔

۱۲ محرم کو فرمایا کہ بس اب چالیس پچاس ایام کے اندر مجھ کو اس دار فانی سے کوچ کرنا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور بتاریخ ۲۸ صفر ۱۰۳۴ ہجری ۶۳ برس کی عمر میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ وفات سے چند ماہ پہلے آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اپنی عمر ۶۳ سال معلوم ہوتی ہے۔ اتباع سنت میں جس کو اتنا شغف ہو بے اختیار چیزوں میں منجانب اللہ سنت نبوی کے مطابق اس کو عطا ہوتی ہے۔

آپ کی قبر سرہند میں زیارت گاہ عالم ہے۔ علامہ اقبال ایک بار آپ کی قبر پر تشریف لے گئے۔ اور درج ذیل اشعار ارشاد فرمائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیٔ احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید محمد نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

☆ ۶۲ سال تک تدریس فرمائی۔

☆ جیل میں بھی تدریسی سلسلہ جاری رکھا۔

☆ منیٰ (مکہ معظمہ) میں دوران وعظ فرمایا:
میں بہت جی چکا۔ اب زندگی کی تمنا نہیں۔
امام نسائی بھی حرم میں شہید ہوئے تھے اسی حرم
میں میرے قتل کا منصوبہ تیار ہو رہا ہے۔ میں قتل
ہونے کو تیار ہوں لیکن تبلیغ سے باز نہیں آؤں گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۹)

سید محمد نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کی ساری زندگی علوم کی تدریس میں بسر ہوئی۔ آپ نے ۶۲ سال تک دہلی میں تدریس فرمائی۔ مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی کے حرمین شریفین ہجرت کرنے کے بعد آپ نے دہلی میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان کا شمار ممکن نہیں۔

لایعلم جنود ربک الا ھو.

حضرت میاں صاحب صوبہ بہار کے قصبہ سورج گڑھ میں ۱۲۲۰ھ/ ۱۸۰۵ء میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام جواد علی تھا جو عربی اور فارسی میں بہت اچھی دسترس رکھتے تھے۔ ۱۶ سال کی عمر میں تعلیم کا آغاز کیا۔ ابتدائی کتابیں اپنے والد سے پڑھیں۔ اس کے بعد عظیم آباد (پٹنہ) چلے گئے۔ وہاں آپ نے ۶ ماہ قیام کیا۔ اس دوران مولانا شاہ محمد حسین سے ترجمہ قرآن مجید اور حدیث کی کتاب ''مشکوٰۃ المصابیح'' پڑھی۔ پٹنہ کے قیام کے دوران السید احمد شہید بریلوی اور مولانا شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی پٹنہ تشریف لائے اور آپ کو حضرت شاہ شہید دہلوی کے وعظ سننے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے دہلی جانے کا پروگرام بنایا اس وقت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بقید حیات تھے۔

چنانچہ آپ پٹنہ سے دہلی کے لئے روانہ ہوئے' راستہ میں الہ آباد' غازی پور' کان پور ٹھہرتے ہوئے ۱۲۴۳ھ میں دہلی پہنچے۔ اس وقت حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی کو انتقال کئے ہوئے چار سال گزر چکے تھے اور ان کے نواسہ حضرت شاہ محمد اسحاق فاروقی کا فیضان جاری تھا۔ آپ نے ان کے درس میں شامل ہونے سے پہلے مولانا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالخالق دہلوی' مولانا کرامت علی اسرائیلی' مولانا جلال الدین ہروی اور کئی دوسرے اساتذہ سے استفادہ کیا۔ اس کے بعد آپ حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق کے درس میں شامل ہوئے اور ۱۳ سال تک ان کی خدمت میں رہ کر فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔

۱۲۵۸ھ میں حضرت شاہ محمد اسحاق مع اپنے برادر خورد حضرت شاہ محمد یعقوب مکہ معظمہ ہجرت کر گئے تو حضرت میاں صاحب ان کی مسند تدریس کے وارث ہوئے اور آپ نے مکمل ۶۲ سال تک دہلی میں تدریس فرمائی۔

علم حدیث کی تدریس آپ کا خاص مشغلہ تھا۔ برصغیر (پاک و ہند) میں علم حدیث کی اشاعت و ترویج آپ ہی کے ذریعہ ہوئی۔ آپ نے حدیث کی جو خدمت کی ہے ان کا مقابلہ ایک فرد واحد کیا کوئی جماعت بھی نہیں کر سکتی۔

تمام علوم اسلامیہ میں آپ سند کی حیثیت رکھتے تھے۔ تفسیر' حدیث' اور فقہ و فتاوٰی میں عبور کامل تھا۔ آپ زہد و تقوٰی' عبادت و ریاضت اور اتباع سنت کے پیکر تھے۔

والیۂ ریاست بھوپال نے آپ کو قاضی القضاۃ کا عہدہ پیش کیا۔ لیکن آپ نے قبول نہ کیا اور فرمایا:

''میں حدیث نبوی ﷺ کی تدریس ہی کرتا رہوں گا۔''

جون ۱۸۹۷ء/محرم ۱۳۱۵ھ کو حکومت برطانیہ نے آپ کو شمس العلما کا خطاب عطا کیا۔

وہابیت کا مقدمہ ۶۵-۱۸۶۴ء میں ہندوستان کے اکثر شہروں میں چلایا گیا۔ اس مقدمہ میں بیشتر علمائے کرام ماخوذ ہوئے اور بیشتر ماخوذین کو حبس دوام لعبور دریائے شور کا حکم سنایا گیا۔ حضرت میاں صاحب بھی اس مقدمہ میں ماخوذ ہوئے اور آپ کو ایک سال کے لئے راولپنڈی جیل میں نظر بند کر دیا گیا۔

ایام اسیری میں آپ نے نہایت صبر و استقلال کا نمونہ پیش کیا۔ جیل میں بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ چنانچہ ایک قیدی مولوی عطاء اللہ نے آپ سے صحیح بخاری پڑھی اور اس کے ساتھ قرآن مجید بھی حفظ کیا۔

۱۳۰۰ھ آپ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تو آپ کے مخالفین نے آپ کو حجاز میں بدنام کرنے کی پوری کوشش کی۔ منیٰ کے قیام میں تین دن وعظ فرماتے رہے۔ وعظ میں شرک و بدعت سے اجتناب، عمل بالحدیث کی ترغیب اور رسومات بد سے بچنے کی تلقین کا بیان ہوتا رہا۔ آپ کے وعظ سے آپ کے مخالفین کی آتش عداوت و حسد بھڑک اٹھی۔ آپ کے ساتھیوں نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ وعظ کرنا بند کر دیں۔ مخالفین آپ کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں۔ آپ کی جان کو خطرہ ہے۔

حضرت میاں صاحب نے فرمایا:

''میں بہت جی چکا۔ اب زندگی کی تمنا نہیں امام نسائی بھی حرم میں شہید ہوئے تھے۔ اسی حرم میں میرے قتل کا منصوبہ تیار ہو رہا ہے۔ میں قتل ہونے کو تیار ہوں لیکن تبلیغ سے باز نہیں آؤں گا۔''

یہ تھی استقامت و جرأت کہ حق کے مقابلہ میں اپنی جان کی پرواہ نہیں کی۔ سچ ہے جو لوگ۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا فلا خوف علیھم ولاھم یحزنون. پر ایمان رکھتے ہیں انہیں کیا فکر ہے۔

تصنیف میں تردید تقلید میں ''معیار الحق'' کے نام سے ایک بے نظیر کتاب تصنیف فرمائی۔

حضرت میاں صاحب نے ۱۰ رجب ۱۳۲۰ھ/ ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء دہلی میں انتقال کیا۔ عمر سو سال سے متجاوز تھی۔ آپ کو شیدی پورہ کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۵۷ء میں سید عبداللہ غزنوی دہلی میں حضرت میاں صاحب کے ہاں زیر تعلیم تھے۔
ایک دن ہنگامہ ہوا۔ قتل و غارت کا بازار گرم ہوا تو حضرت میاں صاحب نے کتابیں اکٹھی کرنی شروع کر دیں اور دہلی سے جانے کی تیاری کرنے لگے
تو حضرت سید عبداللہ غزنوی نے فرمایا:
''استاد چہ می گوید ایں وقت توبہ است''
(استاد محترم آپ کیا کر رہے ہیں۔ یہ توبہ کا وقت ہے)
اس پر حضرت میاں صاحب نے فرمایا
''عبداللہ تم مجھ سے پڑھنے نہیں آئے بلکہ پڑھانے آئے ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳۰)

سید عبداللہ الغزنویؒ

مولانا سید عبداللہ غزنوی ۱۲۳۰ھ میں غزنی کے قصبہ بہادر خیل میں پیدا ہوئے۔ اصل نام محمد اعظم تھا۔ مگر آپ نے اپنا نام عبداللہ رکھ لیا۔ آپ کے والد' دادا' اور پردادا سب ولی اللہ تھے۔ بچپن ہی سے تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے اور ولایت کی منزلیں طے کرتے ہوئے جوان ہوئے۔

شیخ حبیب اللہ قندھاری جو حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی سے مستفیض تھے اور اپنے علم و فضل' زہد و ورع اور تقوی و طہارت میں نادرہ روزگار تھے۔ ان سے سید عبداللہ غزنوی مستفیض ہوئے اور ان کی ہدایت پر ''تقویۃ الایمان'' کا مطالعہ کیا۔ اور جملہ اقسام شرک کو سمجھ کر مالک حقیقی کی طرف متوجہ ہوئے۔ حدیث کی کتابوں کا مطالعہ کر کے سنت نبوی سے محبت کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ ہر مسئلہ میں حدیث نبوی پر عمل کرنے لگے۔ اگر کوئی مسئلہ فقہ کی جزئیات سے حدیث نبوی کے مخالف نظر آتا تو اسے چھوڑ دیتے۔ چنانچہ آپ نے رفع سبابہ' رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد میں رفع الیدین' آمین بالجہر اور فاتحہ خلف الامام پر عمل کرنا شروع کیا اور نمازیں بھی بڑے خشوع اور خضوع سے ادا کرنے لگے۔

جب آپ نے توحید و سنت کی تبلیغ اور شرک و بدعت کی تردید شروع کی تو علمائے سو اور ان کے پیروکار آپ کے مخالف ہو گئے۔ امیر کابل دوست محمد خاں سے آپ کی شکایتیں شروع کر دیں۔ اس پر امیر کابل نے آپ کو وطن سے نکال دیا۔

غزنی سے آپ سوات بنیر آئے۔ پھر پشاور' ہزارہ سے ہوتے ہوئے امرتسر آ گئے۔ اس کے بعد دہلی جا کر حضرت میاں صاحب دہلوی سے حدیث کی سند حاصل

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی۔ ۱۸۵۷ء کے انقلاب میں حضرت عبداللہ غزنوی دہلی میں زیر تعلیم تھے۔ ایک دن انقلابیوں نے دہلی میں بہت شورش کی۔ قتل و غارت کا بازار گرم ہوگیا۔ حضرت میاں صاحب نے کتابیں اکٹھی کیں۔ اور دہلی سے جانے کی تیاری کرنے لگے۔ تو حضرت عبداللہ غزنوی نے فرمایا:

''استاد چہ می گویداین وقت توبہ است''

استاد محترم آپ کیا کر رہے ہیں یہ توبہ کا وقت ہے۔

اس پر میاں صاحب نے فرمایا:

''عبداللہ تم مجھ سے پڑھنے نہیں آئے۔ بلکہ مجھے پڑھانے آئے ہو۔'' ایک اور موقع پر حضرت میاں صاحب نے فرمایا تھا:

''عبداللہ غزنوی نے مجھ سے حدیث پڑھی۔ اور میں نے اس سے نماز پڑھنی سیکھی۔''

حضرت عبداللہ غزنوی صبر و استقامت کے پہاڑ تھے۔ غزنی میں توحید و سنت کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تردید میں آپ کو جن مصائب و آلام کا شکار ہونا پڑا یہ ایک طویل داستان ہے۔ آپ نے ان مصائب میں جو ثابت قدمی دکھائی اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ تاہم اس کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے۔

علمائے سو کی تحریک پر حکومت نے آپ کو غزنی سے نکل جانے کا حکم صادر کر دیا تو آپ مع اپنے اہل و عیال غزنی سے نکل کر یاغستان کے پہاڑوں کی طرف چلے گئے۔ وہاں آپ نے توحید و سنت کی تبلیغ شروع کر دی۔ لیکن مخالفین آپ کے تعاقب میں تھے۔ انہوں نے آپ کو وہاں بھی آرام سے نہ رہنے دیا اور ایک کثیر جماعت کے ساتھ آپ پر چڑھائی کر دی۔ آپ کا گھر جلا دیا گیا۔ آپ کو اور آپ کے چند ساتھیوں کو زخمی کر دیا۔ چنانچہ آپ نے وہاں سے بھی رخت سفر باندھا اور مختلف مقامات پر اپنا سر چھپاتے رہے۔ لیکن علمائے سو آپ کے تعاقب میں تھے۔ جہاں آپ ٹھہرتے تو علمائے سو وہاں پہنچ کر آپ کو نکلوا دیتے اور آپ کو سکون و آرام کہیں بھی نہ ملتا۔ اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا۔ سید عبداللہ غزنوی کے دوست محمد خان کا انتقال ہو گیا اور اس کا بیٹا شیر علی خان تخت نشین ہوا۔ سید عبداللہ غزنوی نے سوچا کہ شاید حالات ادھر سدھر گئے ہوں۔ آپ وطن غزنی واپس آ گئے۔ [illegible] انہوں نے شیر علی خان حکومت سے شکایت کی کہ یہ شخص [illegible] اپنی حکومت بچائیں۔ یہ شخص آپ کی اس حکومت کے لیے بھی خطرہ ہو سکتا ہے [illegible] چاہتے ہیں تو ملک افغانستان سے نکل جانے کا حکم [illegible] پر آپ کو [illegible] طرف [illegible] رہو نا [illegible] علمائے [illegible] عبداللہ [illegible] پسر [illegible] دیکھ کر حیران رہ گیا [illegible] سے کہنے لگا کہ آپ وہ کیوں نہیں کرتے جو یہ مولوی کہتے ہیں۔

آپ ”اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ کتاب وسنت کو جاری کیا جائے۔“

سردار محمد عمر خاں پر آپ کی باتوں کا بہت زیادہ اثر ہوا۔ اس نے امیر کابل کو لکھا:

یہ شخص صالح اور فقیر ہے اور زیبائش دنیا سے متنفر ہے آپ حکم دیں کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟“

امیر کابل نے [illegible] لکھا کہ [illegible] دیا جائے۔

جب آپ کابل پہنچے تو علماء [illegible] کہا کہ ہم اس کا کفر ثابت کر چکے ہیں اب دوبارہ تحقیق کی ضرورت نہیں۔ امیر کی مرضی سے سب نے متفق ہو کر [illegible] اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گدھے پر سوار کر کے شہر میں تشہیر کرنے پر دستخط کئے۔

چنانچہ آپ کو گدھے پر سوار کر کے شہر میں تشہیر کی گئی۔ آپ کی داڑھی مونڈھ دی گئی۔ آپ کو درے بھی مارے گئے۔ آپ کے صاحبزادگان سے بھی یہ سلوک کیا گیا اس کے بعد ظالموں نے آپ کو زدوکوب بھی کیا اور اس کے بعد آپ کو قید خانہ میں ڈال دیا۔ جہاں آپ دو سال تک قید و بند کی مصیبتیں جھیلتے رہے۔

جب امیر افضل خان انتقال کر گیا اور اس کے بعد محمد اعظم خان افغانستان کا بادشاہ بنا۔ تو اس ظالم نے بھی علمائے سو کے بہکانے پر آپ کو جیل سے نکال کر پشاور چلے جانے کا حکم صادر کر دیا۔

پشاور میں تھوڑا عرصہ قیام کے بعد آپ نے امرتسر (مشرقی پنجاب) میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور امرتسر میں آپ نے ایک دینی مدرسہ بنام ''مدرسہ غزنویہ'' کی بنیاد رکھی۔ جس میں آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور اس کے ساتھ وعظ و تبلیغ کا سلسلہ بھی جاری رکھا توحید و سنت کی حمایت میں رسائل اور کتابیں شائع کیں اور شرک و بدعت کی تردید میں بھی کوشاں رہے۔ آخر آپ نے امرتسر میں ۱۲۹۸ ہجری میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

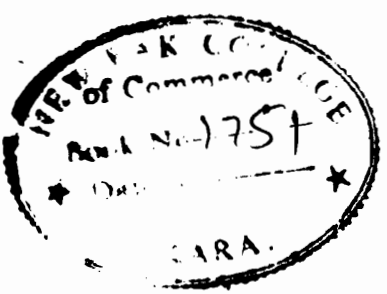

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مُلک کے طُول و عَرض میں قرآن و حدیث کا نُور پھیلانے وَالی

مولانا محمد صادق سیالکوٹیؒ کی شہرہ آفاق تصانیف

کوئی مُسلمان گھرانا اِن سَرمایۂ اِفتخار کتابوں سے خالی نہیں رہنا چاہیے

1. صَلٰوۃ الرسُولؐ
2. جمالِ مُصطفٰےؐ
3. انوار التوحید
4. ریَاض الاخلاق
5. سیّد الکونینؐ
6. خطبۂ رحمتؐ اللعَالمین
7. ضربِ حدیث
8. اعجازِ حدیث
9. قرآنی شمعیں
10. اصلاح معاشرہ
11. مُسلمان کا سفرِ آخرت
12. عالم عقبٰے
13. سبیل الرسُولؐ
14. حزب الرسُولؐ
15. حِج مسنُون
16. مرۃ النساء
17. رحمتِ عالمؐ کی دُعائیں
18. انوار الزکٰوۃ
19. صَد احادیث (والی بطحا کے ارشادات)
20. تجلّیاتِ رمضان
21. سَرورِ دو عالمؐ کا پیغامِ آخریں
22. شانِ رب العالمین
23. جماعتِ مُصطفٰےؐ (والی بطحا)
24. سَاقیٔ کوثرؐ
25. نمازِ جنازہ
26. بستان الاربعین
27. ارشادَات شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
28. مقامِ وَالدین
29. بیاض الاربعین
30. قندیلِ حج
31. نمازِ مقبول معہ نورَانی نماز
32. قرآن اور حدیث کے نورانی احکام

ہمارے ہاں! قرآن پاک ہر قسم تفاسیر، احادیث، تراجم احادیث، تواریخ، ادب، منطق، فلسفہ اور مولوی فاضل کی کتابیں مقابلتاً ارزاں ملتی ہیں۔

NOMANI KUTAB KHANA Haq Street, Urdu Bazar, Lahore. Pakistan Ph: 7321865